قال اللہ تعالیٰ

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ کرامات کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان مومنین کے لئے کتاب

جمال الاولیاء

ترجمہ کتاب لب مع علامات اہل الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلفہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی جس کی تالیف کا اختتام سنہ ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ اور سنہ ۱۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے۔

جس کے معتدبہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر حضرت اقدس حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام فیوضہم نے فرمائی اور حضرت دام ظلہم العالی کے ارشاد سے بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا۔

(منگانے کا پتہ)

مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

ترجمہ کتاب لامع علامات الاولیاء ٭ تلخیص کتاب جامع کرامات الاولیاء

بعد الحمد والصلوٰۃ ۔ جامع کرامات الاولیاء ایک کتاب ہے جسکو شیخ ابو یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے چالیس سے زائد کتب معتبرہ سے لیکر ۱۳۲۹ھ میں تالیف فرمایا ہے جس مقصود کیلئے میں نے روض الریاحین کا ترجمہ کرایا ہے جو نزہۃ البساتین کے لقب سے شائع ہے ۔ اسی غرض کی تقویت کیلئے اس کتاب کا ترجمہ کرانیکا بھی خیال آیا ۔ مگر بعض خاص مصلحتوں سے ترجمہ کیلئے اس کتاب کی تلخیص مناسب معلوم ہوئی مثلاً بعض مضامین کا عام فہم نہ ہونا بعض حکایات کا روض الریاحین سے ماخوذ ہونا جن کا ترجمہ نزہۃ البساتین میں آچکا ہے یا کسی حکایت میں بین فائدہ کا ظاہر نہ ہونا یا بظاہر کسی امر خلاف سنت کا موہم ہونا وامثال ذلک اور تلخیص کا نام لامع علامات الاولیاء تجویز کرتا ہوں اس بنا پر کہ خوارق منجملہ علامات ولایت کے ایک ظاہر علامت ہے اب بعد تلخیص اسکا ترجمہ بنام خدا عزیزی مولوی جمیل احمد سلمہ کے ہاتھوں شروع کراتا ہوں اس کا اہتمام پھر طبع کا انتظام بھی خدا کے نام پر چھوڑتا ہوں اور بمناسبت معنی نام تلخیص و لفظ نام مترجم اس کا نام جمال الاولیاء تجویز کرتا ہوں ۔ اور اس احتمال سے کہ شاید کسی کو خود متن تلخیص کے چھاپنے کا شوق ہو ترجمہ کیساتھ اصل کتاب سے مقامات ماخذ کا پورا پتہ بھی ملحق کرتا ہوں ان مقامات کے جمع کر لینے سے متن تلخیص مرتب ہو جاویگا ۔ و باللہ التوفیق وھو فی کل خیر معین و رفیق ۔ کتبہ اشرف علی ۔ ۱۵ محرم ۱۳۴۹ھ

ع کتاب کی دو جلدیں ہیں ۔ جلد اول کی تلخیص ص ۱۵۲ سطر ۵ تک اور جلد ثانی کی ص ۴۷ سطر ۱۳ تک حضرت اقدس افاض اللہ علینا فیوضہم نے فرمائی ۔ پھر آگے اس معیار پر جو حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا احقر مترجم نے کی ہے ۱۲ مترجم ع بعض جگہ یقینی طور سے اغلاط معلوم ہوئی ہیں ۔ وہ حذف کر دی گئی ہیں اور جنمیں شبہ رہا وہ باقی ہیں ۱۲ مترجم ع اصطلاح یہ ہے کہ ایک فہرست مدون کی گئی ہے جسمیں صفحہ و سطر اول و آخر کے لفظ بھی دیدیئے گئے ہیں جو انشاء اللہ آخر میں درج کیجائیگی ۔ اور یہاں ترجمہ میں یہ کر دیا گیا ہے کہ ایک مضمون جہاں ختم ہوا ہے وہاں ان کا صفحہ و سطر اور اسکی کل تعداد لکھ دی گئی ہے پھر دوسرا جو شروع ہوا ہے ایک خط کھینچ کر اس کے شروع

تمہید مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں سارے جہانوں کے پروردگار کیلئے ہیں جس نے اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہا ایسی ایسی کراتوں کا شرف بخشا جو منجملہ معجزات انبیاء و مرسلین اور دین مبین کی صحت کی شاہد ہیں۔ اور صلوٰۃ و سلام افضل الانبیاء و المرسلین سید المخلوقات سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جنکو تنہا کو سارے نبیوں سے زیادہ معجزے عطا فرمائے جنکی امت کے اولیاء کو ان کراتوں سے معزز فرمایا جو ان سب کرامات سے بالا و برتر ہے جن سے تمام اولیاء سابقین کو عزت بخشی ہے۔

اما بعد یہ ایک کتاب ہے جس کا نام میں نے "جامع کرامات الاولیاء" رکھا ہے۔ کیونکہ میں نے اس میں اولیاء کرام کی اس قدر کرامتیں جمع کی ہیں کہ جہانتک مجھے معلوم ہے اس سے پہلے کسی کتاب میں اسقدر کرامتیں جمع نہیں کی گئیں پھر اگر معلوم ہو سکا ہے تو ہر کرامت کو صاحب کرامت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور زیادہ تر ایسا ہی ہے ہاں اگر کہیں صاحب کرامت کا نام معلوم نہیں ہوا تو راوی کی طرف منسوب کر دیا ہے مگر ایسا کم ہے اور سوائے ان کراتوں کے جن کو میں نے خود مشاہدہ کیا ہے یا کسی دیکھنے والے نے مجھے بتایا ہے ہر کرامت کیلئے اس کتاب کا حوالہ دیدیا ہے جس سے اس کو نقل کی ہے، اب ان کتابوں کے نام بتاتا ہوں جن سے میں نے ان کراتوں کا ایک بڑا حصہ اخذ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس موضوع پر اس کتاب کی کوئی نظیر موجود ہے۔ اور نہ اسقدر کرامتیں کسی اور کتاب میں مجتمع ہیں وہ کتابیں یہ ہیں (۱) مشکوٰۃ المصابیح مؤلفہ امام ولی الدین تبریزی رحمۃ جسکو امام موصوف نے ۷۳۷ھ میں تالیف فرمایا ہے میں نے اس کتاب سے معجزات کی سو حدیثیں[5] نقل کی ہیں (۲) تفسیر کبیر مؤلفہ امام فخر الدین رازی رحمۃ متوفی ۶۰۶ھ میں نے اس کتاب سے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کرامات کے اثبات کیلئے اور بعض صحابہ کی کراتوں میں بہت کچھ لیا ہے۔ (۳) کتاب الاعتبار مؤلفہ امیر اسامۃ بن منقذ جنکی وفات دمشق میں ۵۸۴ھ میں ہوئی ہے (۴) رسالہ قشیریہ مؤلفہ ابو القاسم قشیری جنکی وفات نیشاپور میں ۴۶۵ھ میں ہوئی ہے (۵) مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤلفہ ابو عبداللہ بن

[5] چونکہ احادیث دیگر میں بھی معجزات مذکور اور مشہور ہیں اسلئے ان کو تخصیص میں نہیں لیا ۱۲ حضرت محشی مدظلہم العالی ۱۲

نعمان مراکشی متوفی ۶۳۰ھ (۶) روح القدس (۷) فتوحات مکیہ (۸) مواقع النجوم (۹) المحاضرات
ہر چہار مؤلفہ شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۶ھ (۱۰) روض الریاحین (۱۱) نشر المحاسن
ہر دو مؤلفہ امام یافعیؒ متوفی ۷۶۸ھ (۱۲) تفاح الارواح مؤلفہ کمال الدین محمد بن ابی الحسن علی السراج
رفاعی قرشی شافعی جو قرن ہشتم کے بزرگوں اور امام سبکیؒ اور امام ابن تیمیہؒ کے معاصرین میں سے ہیں۔
ان کی اس کتاب کی دو جلدیں کرامات الاولیاء کے بیان میں ہیں مگر مجھے صرف جلد اول دستیاب ہو سکی ہے
(۱۳) شرح الحکم العطائیہ مؤلفہ عارف کامل ابن عبادؒ متوفی ۷۹۲ھ (۱۴) تحفۃ الاحباب فی الکلام
علی الاولیاء المدفونین بمصر مؤلفہ امام سخاوی جو قرن نہم کے بزرگوں میں سے ہیں اور ان امام حافظ سخاوی کے
علاوہ ہیں جو مشہور ہیں (۱۵) الاشارات لاماکن الزیارات فی دمشق الشام مؤلفہ ابن الحورانی جو
قرن یازدہم کے بزرگوں میں سے ہیں (۱۶) تحفۃ الانام فی فضائل الشام مؤلفہ شیخ جلال الدین بصری
دمشقی تالیف ۱۰۰۲ھ (۱۷) طبقات الخواص من اہل الیمن مؤلفہ امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد
ابن عبد اللطیف شرجی زبیدی مصنف مختصر البخاری جن کا انتقال ان کے وطن یمن کے ایک شہر
زبید میں ۸۹۳ھ میں ہوا ہے، (۱۸) الانس الجلیل مؤلفہ قاضی عبد الرحمٰن علیمی حنبلی متوفی ۹۲۸ھ (۱۹)
الشقائق النعمانیہ مؤلفہ طاش کبری زادہ متوفی ۹۶۸ھ (۲۰) شرح قصیدہ تائیہ ابن حبیب صفدی
(۲۱) نسمات الاسحار فی کرامات الاولیاء الاخیار ہر دو مؤلفہ سیدی شیخ علوان حموی متوفی ۹۳۶ھ
یہ کتاب نسمات الاسحار پوری نہیں ہے بلکہ ایسی ہے کہ گویا یہ کتاب کا مقدمہ ہے اور جناب مؤلف کتاب کو
پورا نہیں کر سکے۔ (۲۲) قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر مؤلفہ شیخ محمد بن یحییٰ تاذفی حنبلی متوفی ۹۶۳ھ
(۲۳) المنن الکبریٰ (۲۴) البحر المورود (۲۵) الاجوبۃ المرضیہ (۲۶) الطبقات الکبریٰ ہر چہار مؤلفہ
امام عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ (۲۷) طبقات کبریٰ (۲۸) طبقات صغریٰ ہر دو مؤلفہ امام مناوی
متوفی ۱۰۰۳ھ (۲۹) الابریز فی مناقب سیدی عبد العزیز الدباغ مؤلفہ ابن مبارک ؒ جن کی تالیف
۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی (۳۰) المشرع الروی فی مناقب سادات آل باعلوی مؤلفہ محمد بن
ابی بکر الشلی باعلوی متوفی ۱۰۹۳ھ جو علمائے باعلویین کے اکابر میں سے تھے (۳۱) الکواکب السائرۃ فی
اعیان المائۃ العاشرۃ مؤلفہ شیخ محمد نجم الدین الغزی جن کی وفات شہر دمشق الشام میں ۱۰۶۱ھ میں

لہ تمہید ترجمہ ہذا ملاحظہ ہو ۱۲ حضرت ممتحن مدظلہم العالی ۱۲

ہوئی ہے (۳۲) نفح الطیب مؤلفہ شہاب احمد المقری متوفی ۱۰۴۱ھ (۳۳) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مؤلفہ محبی جن کی وفات انکے وطن دمشق میں ۱۱۱۱ھ میں ہوئی ہے (۳۴) سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر مؤلفہ سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی ۱۲۰۶ھ (۳۵) تاریخ مصر مؤلفہ عبدالرحمٰن بن حسن الجبرتی متوفی ۱۲۳۷ھ (۳۶) شرح الطریقۃ المحمدیہ مؤلفہ سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی ۱۱۴۳ھ (۳۷) شرح قصیدہ بردہ مؤلفہ شیخ حسن عدوی البصری جن کا انتقال مصر میں ۱۳۰۳ھ میں ہوا ہے (۳۸) الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ مؤلفہ عالم فاضل شیخ عبدالمجید صاحب ابن شیخ علامہ مرشد محمد الخانی نقشبندی رح جنکا انتقال قسطنطنیہ میں ۱۳۱۷ھ میں ہوا ہے۔ (۳۹) مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ علی بن عمر البتنونی خلیفہ حضرت موصوف مگر چونکہ امام شعرانی نے اپنی کتاب میں اسکی تلخیص کرلی ہے۔ اس لئے میں نے اسکے مضامین کو صرف طبقات شعرانی سے ہی نقل کرلینے کو کافی سمجھ لیا ہے (۴۰) عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق مؤلفہ شیخ ابراہیم عبیدی مالکی (۴۱) مناقب القطب شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ حسن شمہ مصری نحوی شاگرد قطب صاحب موصوف (۴۲) مناقب سیدی القطب شیخ محمد الجسر طرابلسی مؤلفہ شیخ حسین صاحبزادہ حضرت ممدوح جو ابتک حیات ہیں (۴۳) خود میری اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین،، اور یہاں امام سبکی کی طبقات کے حوالہ سے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ اسی اپنی کتاب میں سے نقل کرلیا ہے کیونکہ (یہ کتاب ابتک طبع نہیں ہوئی ہے اور) مصر میں ایک صاحب نے اس کتاب کو طبع کرنے کیلئے مانگ لیا تھا پھر نہ انہوں نے واپس کی اور نہ ابتک طبع کی بس اللہ تعالیٰ ہی ہر کام میں اعانت کی درخواست ہے غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جنکی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے اور ان کے علاوہ کہیں کہیں کسی اور کتاب سے بھی لیا ہے تو وہاں اس کے مؤلف کا نام بھی ذکر کردیا ہے اور بعض کرامتیں کئی کتابوں میں بیان ہیں تو میں نے کسی ایک کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے مثلاً ایک کرامت طبقات مناوی میں ملی پھر وہاں سے نقل کرنے کے بعد وہی طبقات زبیدی میں مل گئی جن کا زمانہ مناوی رح سے پہلے کا ہے یا یہ کہ زبیدی رح کی کتاب میں دیکھی پھر وہی کرامت یافعی کی کتابوں میں پائی جو ان سے بھی پہلے کے ہیں تو میں نے اگرچہ وہ صاحب جن سے نقل کیا ہے بعد کے ہیں اسی حوالہ کو جو پہلے

دے چکا تھا باقی رکھا ہے میرا خیال ہے کہ جو کرامتیں اس کتاب میں بیان ہیں وہ کسی طرح دس ہزار سے کم نہ ہونگی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گی اور جن جن حضرات کی یہ کرامتیں ہیں ان کی تعداد ایک ہزار چار سو ہے۔ یہ حضرات حضرات صحابہ اور ان کے بعد سے ابتک کے بزرگ ہیں اور یہ سب بڑے اولیاء اللہ ہیں۔ مگر یہ سب ان کے علاوہ ہیں جنکی کرامتیں خاتمہ میں بیان ہیں اور ان کا حال معلوم نہیں ہوا البتہ میں ان کتابوں کو حاصل نہیں کر سکا جو کرامات وحالات اولیاء میں محدثین رح کے طرز پر تصنیف کیگئی ہیں جیسے کتاب الزہد مولفہ امام احمد اور حلیۃ الاولیاء مولفہ ابو نعیم اور صفوۃ الصفوۃ مولفہ ابن جوزی اور کرامات الاولیاء نام کی کتابیں مولفہ ابو محمد خلال و ابن ابی الدنیا و لالکائی، گو میں نے ان میں سے کسی کسی کے حوالہ سے بھی کچھ نقل کیا ہے مگر وہ خود ان کتابوں سے نہیں بلکہ ان سے کسی نقل کرنے والے کے یہاں سے نقل کیا ہے مثلاً علامہ مناوی وغیرہ نے نقل کیا تھا میں نے ان کے یہاں سے نقل کیا ہے یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ جب کسی ولی سے کوئی کرامت صادر ہوتی ہے تو وہ اس کے نبی کا ہی معجزہ ہوتی ہے جیسا کہ اس کا بیان مقدمہ میں تفصیل سے آئیگا۔ تو حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اولیاء امت کی کرامتیں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرنے والے حضور کے ہی معجزے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو مجھے اس کتاب کے تالیف کرنے پر آمادہ کر رہی ہے تاکہ یہ کتاب میری پہلی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین" کیلئے تکملہ بنجائے اس کتاب سے میرا مقصود صرف تاریخی خبریں یا منقولہ حکائتیں بیان کرنا محض ان کرامتوں سے تفریح حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندوں اور حضرات صوفیہ کے ہاتھوں پر ظاہر فرمایا ہے گو یہ مقصد بھی اپنی ذات میں ایسا ہے کہ اہل علم وفضل معتقدین اولیاء اور ان کے حالات و اثرات وکرامات سے برکت حاصل کرنے والے اسکا بھی اہتمام کرتے ہیں اور حقیقت میں ہے بھی اہتمام کے قابل کیونکہ اس سے اللہ تعالےٰ کے وجود وقدرت پر اور فرمانبردار نیک بندوں کو اعزاز دینے پر ایمان رکھنے کو تقویت حاصل ہوتی ہے لیکن ان سے دین متین کی صحت اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدق کو ثابت کرنا نہایت بلند وبالا اور دلوں میں جاگزین ہونیوالا نفع ہے

لہ۔ ممکن ہے تلخیص میں اس عدد سے کم ہوجائے ۱۲ حضرت مفتی مدظلہم العالی ۱۲

اس لئے کہ جو لوگ ایمان سے خالی ہیں ان میں ان کی بدولت ایمان پیدا ہوتا ہے اور جو ایمان والے ہیں ان سے ان کی ایمانی قوت میں ترقی ہوتی ہے لہذا اسی کو بیان کرامات کا مقصد قرار دینا اولیٰ ہے والحمد للہ ولی الحمد ما صیٰ کل دو صفحہ ——————

مقدمہ کتاب جامع کرامات الاولیاء

یہ چار مطلبوں پر مشتمل ہے

مطلب اول

اولیائے کرام کی کرامتوں کے اور اس امر کے اثبات میں کہ جو فعل کسی نبی کا معجزہ ہوا ہے جائز ہے کہ وہ کسی ولی کی کرامت بھی ہو جائے کیونکہ وہ نبی کی سچائی اور اس کے مذہب کی صحت کی دلیل ہونے کی وجہ سے اب بھی اس ولی کے نبی کا ہی معجزہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ۔ الذین امنوا وکانوا یتقون ۔ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ط لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ۔ (آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ولیوں پر نہ ہراس ہے نہ وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے بچتے تھے انہی کے واسطے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں خدا کے کلمات میں تبدیل نہیں، بڑی کامیابی یہی ہے) اور ارشاد فرمایا ہے وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی الآیۃ (مریم اپنی طرف کھجور کی شاخ کو جھکاؤ۔ وہ تم پر تر و تازہ کھجور گراتی رہینگی، تو تم کھانا اور پینا) اور ارشاد ہے۔ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا ۔ قال یا مریم انی لک ھذا ۔ قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (جب مریم پر زکریا علیہ السلام محراب میں جا پہنچتے تو ان کے پاس رزق پاتے۔ کہتے اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے (آیا) عرض کرتیں یہ اللہ تعالےٰ کے یہاں سے ہے اللہ تعالےٰ

لہ تلخیص میں صرف دو مطلب لئے گئے ۱۲ حضرت ملخص مدظلہم العالی۔

جسے چاہتے ہیں بحساب رزق عطا فرماتے ہیں) اور ارشاد ہے واذا اعتزلتموھم وما یعبدون الا اللہ فأووا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ ویھیئ لکم من امرکم مرفقا وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال (اور جب تم ان سے اور خدا کے سوا انکے اور معبودوں سے علیحدہ ہو گئے تو غار میں پناہ لو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت وسیع کر دینگے اور تمہارے لئے اپنے حکم میں گنجائش مہیا فرما دینگے اور دای رسول) تم سورج کو دیکھو گے جب وہ طلوع کرتا ہے تو ان کے غار داہنے کو ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو انہیں بائیں کو گزرتا ہے) امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں کرامات اولیاء کے اثبات پر مفصل بحث کی ہے فرمایا ہے کہ ص ۴۷۱ کل ۹ سطر ——— ص ۱۴

کرامات اولیاء کے ثبوت پر آیات قرآنی احادیث شریفہ اقوال صحابہ اور عقلی دلیلیں قائم ہیں

قرآن مجید۔ اس مضمون کیلئے ہمارے نزدیک بالکل صاف صاف کئی آیتیں ہیں۔ پہلی دلیل حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ ہے جس کو ہم نے (امام رازی نے) سورہ آل عمران کی تفسیر میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے اب دوبارہ بیان نہیں کرتے۔ دوسری دلیل اصحاب کہف کا واقعہ ہے ان کا نیند کیساتھ زندہ اور آفتوں سے محفوظ رہکر تین سو نو سال تک رہنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دھوپ کی حرارت سے بچائے رکھا ہے ارشاد ہے وتحسبھم ایقاظا وھم رقود (تم ان کو بیدار خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں) اس آیت سے آیت وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین آخر تک یہ مضمون ہے ص ۱۹ کل ۵ سطر ——— ص ۲۲

(اس واقعہ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ کسی نبی کا معجزہ ہو دوسرا یہ کہ کسی ولی کی کرامت ہو۔ لیکن) ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تو بالکل محال ہے کہ یہ کسی نبی کا معجزہ ہو اسلئے کہ یہ ان لوگوں کا سو جانا کوئی خرق عادت امر نہیں ہے کہ اسے معجزہ قرار دیا جائے (اور معجزہ تو نبی کی تصدیق کیواسطے ہوتا ہے مگر) لوگ اس واقعہ میں اس نبی کی تصدیق نہیں کر سکتے کیونکہ لوگ ان نبی کا صدق تو اسوقت تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ وہ سب اس پوری مدت تک زندہ رہیں اور ان لوگوں کو پہچان بھی لیں کہ یہ جو غار سے نکل کر آئے ہیں وہی ہیں جو تین سو نو سال پہلے اسمیں جاکر سوئے تھے اور یہ سب شرطیں پائی نہیں گئیں۔ اس لئے اس واقعہ کو کسی نبی کا معجزہ قرار دینا ممکن نہیں اب صرف یہی رہگیا کہ اس واقعہ کو ان اولیاء کی کرامت اور حق تعالیٰ کا ایک احسان مانا جائے

ان علمیوں میں عقلی دلائل حذف کر دیئے گئے ۱۲ مترجم (باقی آئندہ)

احادیث - اثبات کرامات کے بارے میں احادیث بہت ہیں (۱) بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گہوارہ میں حضرت تین شخصوں
نے باتیں کی ہیں ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور ایک بچے نے جریج جوگی کے زمانہ میں اور ایک
اور بچے نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو تم جانتے ہی ہو - اور جریج بنی اسرائیل میں ایک عبادت گذار شخص
تھا اسکی ماں زندہ تھی یہ ایک روز نماز پڑھ رہا تھا اسکی ماں کو اسکی تلاش ہوئی - اس نے پکارا - تو
جریج سوچنے لگا - کہ اپنے رب کی نماز زیادہ بہتر ہے یا والدہ کی زیارت - مگر پھر نماز ہی پڑھتا رہا
اس کی ماں نے دوبارہ پکارا تو اس نے پھر اپنے دل میں یہی خیال کیا یہانتک کہ اس نے تین بار پکارا - یہ نماز
پڑھتا رہا اور ماں پکارتی رہی - ماں کو یہ بہت گراں گذرا تو اس نے بددعا دی کہ اے اللہ العالمین اسے اس وقت
تک موت نہ دیجئے - جب تک اسے بدکار عورتیں نہ دکھا دیجئے - (اسکی ماں کی بددعا کا یہ اثر ہوا کہ) وہاں
ایک بدکار عورت تھی اسنے ارادہ کیا اور کہدیا کہ میں جریج کو ورغلاؤنگی - یہانتک کہ وہ زنا کریگا مگر (چونکہ
یہ بہت پارسا اور نیک تھا وہ عورت) اسپر قابو نہ پاسکی (اتفاقاً) وہاں (قریب میں) ایک چرواہا بھی تھا جو رات
کو جریج کے عبادت خانہ کے نیچے آرہتا تھا جب جریج نے اس عورت کو ناکام کردیا اور وہ عورت جریج
سے مایوس ہوگئی) تو اس نے چرواہے کو ورغلایا اور وہ چرواہا راضی ہوگیا (عورت نے اس سے زنا کیا - (تو
اسکے حمل رہگیا اور) بعد اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا تب اس عورت نے (جریج پر بہتان لگایا) اور کہا کہ یہ
لڑکا جریج کا ہے (اسکو سنکر) بنی اسرائیل جریج کے پاس آئے (اور اسکو متہم سمجھ کر یہانتک
غضبناک ہوئے کہ) اس کا عبادت خانہ توڑ دیا اور اسے گالیاں دیں (جریج اس کو دیکھکر سخت پریشان
ہوا اور اس پریشانی میں) وہ نماز پڑھنے اور دعا مانگنے لگا پھر (نماز و دعا کے بعد) بچے کو (اپنی طرف متوجہ
کر کے انگلی سے) ایک کوچا دیا حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے (کوچہ دینے کی
کیفیات بتانے کیلئے) ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا تو (حالت میری نظروں کے سامنے اسوقت بھی اسی طرح
پھر رہی ہے کہ) گویا میں اسکو دیکھ رہا ہوں (غرض کوچہ دینے کے بعد جریج نے لڑکے سے کہا کہ) اے
لڑکے تیرا باپ کونسا ہے لڑکے نے جواب دیا کہ چرواہا تب تو ساری قوم اپنے کئے پر شرمندہ ہوئی اور
سب کے سب جریج سے عذر معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارا عبادت خانہ سونے یا چاندی
سے بنادینگے مگر جریج نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا اور (اپنا عبادت خانہ) جیسا تھا ویسا ہی

خود بنالیا۔ اور دوسرے بچے کا قصہ یہ ہے کہ ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی سامنے سے ایک خوبصورت طاقتور جوان گذرا تو عورت نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کو ایسا بنائیے بچے نے کہا کہ اے اللہ مجھے ایسا نہ بنائیے۔ پھر ایک عورت گذری جسکے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس نے چوری کی ہے اور زنا کیا ہے اور پھر اسے سزا دیگئی۔ بچہ کی ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا نہ بنائیے اسپر بچے نے کہا کہ الٰہی مجھے ایسا ہی بنائیے اس کی ماں نے ان دعاؤں کے بارہ میں اس سے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ جوان بڑا جابر و ظالم شخص تھا اس لئے میں نے اسے پسند نہیں کیا کہ میں جیسا ہوں اور وہ عورت کہ اسکو یہ جاتا ہے کہ اس نے زنا کیا ہے مگر اس نے زنا نہیں کیا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے چوری کی ہے حالانکہ اس نے چوری نہیں کی اور اسپر بھی یہی کہتی رہی کہ بس مجھے تو اللہ کافی ہے۔

(۲) غار والی حدیث جو حدیث کی صحیح کتابوں میں حدیث مشہور کے درجہ کو پہونچی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے سالم کے واسطے سے اور سالم سے زہری کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر میں چلے (جب رات ہوگئی تو) رات گزارنے کیلئے کسی ٹھکانے کی ضرورت ہوئی آخر اس ضرورت) نے انکو ایک غار کے اندر پہنچا دیا یہ لوگ غار میں داخل ہوگئے تو (اتفاق سے) پہاڑ پر سے ایک بڑا پتھر لڑھک آیا اور اس نے غار کے دروازہ کو ڈھکدیا (یہ لوگ اندر بند ہوگئے تو بہت پریشان ہوئے اور اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے مشورہ کیا اور وثوق کے ساتھ یہ رائے قائم ہوئی کہ) سب نے (بالاتفاق) یہ کہا کہ خدا کی قسم تمہیں اس پتھر سے صرف یہی بات نجات دلا سکتی ہے کہ اپنے اپنے نیک عملوں کا واسطہ دیکر اللہ تعالےٰ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دیں) ان میں سے ایک شخص نے (دعا شروع کی اور) عرض کیا کہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے میں شام کے وقت ان سے پہلے دودھ نہیں پیتا تھا ایک روز وہ ایک درخت کے سایہ میں سو گئے تھے تو میں انہی کے پاس رہا (وہاں سے کہیں نہیں گیا) پھر جب شام کو دودھ دوہا تو ان کے واسطے لیکر حاضر ہوا تو انکو سوتا ہوا پایا اب مجھے نہ پسند ہوا کہ انہیں جگاؤں اور نہ یہ پسند ہوا کہ خود ان سے پہلے پی لوں آخر میں ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا رہا اور انکے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی تب وہ جاگے اور اٹھکر وہ شام کا دودھ پیا۔ اے الہ العالمین اگر میں نے یہ سب آپ ہی کی رضامندی کیلئے کیا ہے تو آپ ہم سے پتھر کی اس مصیبت کو جسمیں ہم مبتلا ہیں دور فرما دیجئے

(اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر اس قدر کھل گیا کہ وہ غار سے نکل نہ سکے پھر دوسرے نے دعا شروع کی (اور) عرض کیا کہ میرے چچا کے یہاں ایک لڑکی تھی جو تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب تھی میں نے اسے (اپنی خواہشات کیلئے) ورغلایا۔ مگر وہ اس سے باز رہی (اور میرا کہنا نہ مانا) یہانتک کہ قحط پڑا اور ایک سال بہت سخت آیا تو وہ میرے پاس آئی (اور اپنی تنگدستی و فقر کا حال بیان کیا) میں نے اس کو بہت سا مال اس شرط پہ دیا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ خلوت کا موقعہ دیدے (تنگدستی کی مجبوری میں اس نے مان لیا) جب میں اس پہ پوری طرح قابو پا گیا تو اس نے کہا کہ تم کو یہ جائز نہیں کہ بدون حق حاصل کئے اس مہر کو توڑو (مجھ پر آپ کا خوف غالب ہوا اور میں اس حرکت سے باز آ گیا میں نے اسکو بھی چھوڑ دیا اور سب مال بھی اسی کے پاس رہنے دیا اے اللہ اگر میں نے یہ سب آپ کی رضا کیلئے کیا تھا تو آپ ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دیجئے (اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر اور کھل گیا۔ مگر (پھر بھی) یہ لوگ نکل نہیں سکے، فرمایا پھر تیسرے شخص نے دعا کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اے اللہ العالمین میں نے چند مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا (جب وہ کام پورا کر چکے تو) میں نے سب کو ان کی مزدوریاں دیدیں سوائے اس شخص کے کہ وہ (مزدوری کو کم سمجھ کر یا یہ سمجھ کر کہ پھر لیلوں گا) اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا (میں نے اس کی مزدوری سے کاروبار شروع کر دیا) حتیٰ کہ اس کی مزدوری سے بہت کچھ نفع ہوا اور اس سے بہت مال و دولت حاصل ہوا کچھ عرصہ کے بعد وہ آیا۔ اور (مجھ سے) کہا کہ اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے دیدے میں نے کہا کہ یہ جو کچھ مال تم دیکھ رہے ہو اونٹ بکریاں غلام وغیرہ یہ سب تمہاری ہی مزدوری ہے وہ (یہ سنکر) کہنے لگا اے اللہ کے بندہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے (میں سب نہیں مانگتا میں تو صرف اپنی مزدوری چاہتا ہوں) میں نے کہا نہیں میں ہنسی نہیں کرتا (یہ سب کچھ مال و دولت تیری ہی مزدوری سے کاروبار کر کے حاصل ہوا ہے اس لئے واقعی یہ سب کا سب تیرا ہی مال ہے) تو اس نے سب کا سب مال لے لیا اے اللہ اگر میں نے یہ صرف آپ کی ہی رضا کیواسطے کیا ہے تو آپ اس مصیبت کو جسمیں ہم مبتلا ہیں دور فرما دیجئے (اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر غار کے اوپر سے ہٹ گیا اور یہ تینوں نکل کر چل دیئے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بخاری و مسلم میں ہے۔

(۳) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بہت سے پراگندہ حال غبار آلود پھٹے کپڑوں والے

جن کا (عام طور سے لوگوں کے یہاں) کوئی خیال نہیں کیا جاتا ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کسی کام کے ہونے پر) قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اسے پوری فرما دینگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز اور اُس چیز (یعنی معمولی یا بڑی چیز بلکہ بڑے سے بڑے کام میں بھی) کوئی فرق نہیں فرمایا۔

(۴) سعید بن مسیب ابو ہریرہؓ کے واسطہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص ایک گائے لئے جا رہا تھا اور اس نے اسکے اوپر کچھ سامان لاد رکھا تھا۔ گائے نے اس کی طرف منہ موڑ کر کہا کہ میں اس کام کیلئے نہیں پیدا کی گئی ہوں کھیتی کے کاموں کیلئے پیدا کیگئی ہوں لوگوں نے سنا تو بہت تعجب کیا کہ سبحان اللہ گائے بھی بولتی ہے (حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو) حضور نے فرمایا کہ اس پر میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایمان رکھتے ہیں۔

(۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ یکایک ایک شخص بادل میں سے کڑک کی یا دو سی ہی) ایک آواز سنتا ہے (کہ کوئی شخص بادل کو حکم دے رہا ہے) کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے یہ شخص کہتا ہے (کہ میں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا۔ تو مجھے اس کے نتیجہ کا شوق ہوا اور) میں بھی اس باغ کی طرف چل دیا۔ وہاں ایک آدمی کھڑا تھا میں نے پوچھا آپ کا کیا نام ہے اس نے بتایا کہ فلاں ابن فلاں ہیں میں نے پوچھا آپ جب اس باغ کا پھل توڑتے ہیں۔ تو کیا کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ تم کیوں پوچھتے ہو میں نے کہا کہ میرے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ (جب بادل اٹھا تو) میں نے بادل میں سے یہ آواز سنی تھی۔ کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے (تو مجھے اشتیاق ہوا کہ تم سے مل کر پوچھوں کہ تم ایسا کیا نیک کام کرتے ہو جس سے تم پر اس قدر غیبی عنایات ہوتی ہیں تا کہ میں بھی ایسا ہی کام کیا کروں) اس نے کہا کہ تم ایسا کہتے ہو تو سنو میں اسکی آمد کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ تو اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھتا ہوں اور ایک حصہ مسکینوں اور مسافروں کے واسطے نکال دیتا ہوں اور ایک حصہ پھر اسی میں لگا دیتا ہوں۔

آثارِ صحابہؓ مناسب یہ ہے کہ ہم پہلے وہ کرامتیں ذکر کریں جنکے متعلق منقول ہے کہ یہ حضرات خلفائے راشدین سے صادر ہوئی ہیں اور ان کے بعد ان کرامتوں کو جو اور اصحابہؓ سے ظاہر ہوئی ہیں (یہاں تک امام رازی کا مضمون چلا آرہا ہے آگے مصنف کہتے ہیں) کہ یہاں امام فخر الدین رازی نے ان حضرات کی وہ کرامتیں بیان کی ہیں جن کو میں نے ان سے اور دوسرے حضرات سے کرامات صحابہ

میں نقل کی ہیں پھر امام موصوف نے بیان کیا ہے کہ صوفیہ کی کتابوں میں کرامتوں کے بارہ میں عجیب روایتیں موجود ہیں جو شخص ان کو دیکھنا چاہتا ہو وہ کتب صوفیہ کا مطالعہ کرے ص ۹/۳۴

کل اصفحہ ۱۳ سطر ——— ص ۱۳/۱۴

اب یہ امر باقی رہگیا کہ ہم کرامت اور استدراج[1] میں فرق بیان کریں تو ہم کہتے ہیں کہ کرامت والا کرامت سے محفوظ نہیں ہوتا بلکہ کرامت کے ظاہر ہونے کے وقت اسپر اللہ تعالےٰ کا خوف غالب اور اسکے قہر کا ڈر مسلط ہو جاتا ہے وہ ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں اسکا یہ فعل استدراج نہ ہو اور صاحب استدراج اس فعل سے جو اس سے صادر ہو جاتا ہے محفوظ ہوتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس نے یہ کرامت اس لیے پائی ہے کہ وہ اس کا مستحق تھا وہ اسوقت دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اس فعل کیوجہ سے تکبر کرنے لگتا ہے اللہ تعالےٰ کی تدابیر وگرفت سے مطمئن ہو جاتا ہے اور بد انجامی سے خوف محسوس نہیں کرتا تو جب خرق عادت والے پر ان باتوں میں سے کوئی سی بات ظاہر ہو تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اسکا یہ فعل استدراج ہے کرامت نہیں اسی راز کیوجہ سے محققین نے کہا ہے کہ جب بارگاہ لایزال سے انقطاع ہوتا ہے ۔ اکثر مقام کرامات ہی میں ہوتا ہے اسی وجہ سے تم محققین کو دیکھو گے کہ وہ کرامتوں سے ایسے ہی ڈرتے رہتے ہیں جیسے اور اور بلاؤں سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس بات پر کہ کرامتوں سے محفوظ ہونا راہ حق سے منقطع کرنے والا ہے کئی دلیلیں ہیں ۔

(۱) خرق عادت پر گھمنڈ جب حاصل ہوتا ہے کہ انسان یہ اعتقاد کرے کہ وہ اس کرامت کا مستحق ہے ورنہ یہ فرض کرنے پر کہ وہ اس کا مستحق نہ تھا ۔ اسکو کرامت سے کوئی فرحت نہیں حاصل ہو سکتی بلکہ ضروری ہے کہ اپنے مولا کے فضل وکرم کی فرحت اپنی ذات کی فرحت سے بھی زیادہ ہو (نہ یہ کہ خود کرامت پر فرحت ہو) حاصل یہ ہے کہ جب صاحب کرامت اپنے کو کرامت کا مستحق نہیں سمجھیگا بلکہ اسے محض فضل وکرم الٰہی سمجھے گا ۔ تو اس کو نفس کرامت پر تو کیا مسرت ہوتی اپنے کو غیر مستحق سمجھنے کیوجہ سے کرامت کے اپنی ذات سے متعلق ہونیکی وجہ سے اپنی ذات پر بھی فرحت نہیں ہوتی بس محض فضل وکرم الٰہی کی فرحت ہوتی ہے اور یہ فرحت اپنی ذات کے انتساب کی فرحت پر غالب ہوتی ہے اور جو شخص اپنے کو اس کا مستحق سمجھیگا ۔ تو اسکو فضل وکرم کا تو احساس ہی نہ ہو گا اس لئے اس کو اسکی فرحت بھی نہ ہو گی ہاں مستحق سمجھنے کی وجہ سے

[1] غیر متبع شریعت سے اگر کوئی بات خلاف عادت ومعمول صادر ہوتی ہے اسکو استدراج کہتے ہیں ۱۲ مترجم

اپنی ذات سے متعلق ہونیکی فرحت ہوگی اور اس سے بھی زیادہ فرحت نفس کرامت کے صدور کی ہوگی) تو ثابت ہوگیا کہ کرامت سے محظوظ ہونیوالے کو کرامت پر جو فرحت ہوتی ہے وہ اپنی ذات پر فرحت سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کرامت پر فرحت اسیوقت حاصل ہوتی ہے جب یہ اعتقاد ہو کہ یہ اس کا اہل اور مستحق ہے اور یہ (خود کو کرامتوں کا مستحق سمجھنا) عین جہالت ہے کیونکہ فرشتے تو جناب باری میں یہ عرض کرتے ہیں۔ لاعلم لنا الا ما علمتنا (ہمیں کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو جناب نے تعلیم فرمایا ہے) اور حق تعالے نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے ما قدروا اللہ حق قدرہٖ (انہوں نے اللہ تعالے کی قدر ان کی شان کے موافق نہیں کی) یعنی جب فرشتے باوجود اعتراف فضل و کرم و اقرار عدم استحقاق کے بھی ناواقف و ناقدر شناس قرار دیئے گئے تو یہ انسان جو خود کو مستحق سمجھے اور فضل و کرم محض ہونے کا اعتراف نہ کرے کس درجہ بے علم و جاہل ہے یہ بالکل ظاہر ہے) دوسرے عقلی دلیل سے بھی ظاہر ہے کہ حق تعالے پر مخلوق میں سے کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ تو پھر کسی کو خود کو کسی بات کا مستحق گمان کرنے کا خیال کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲) کرامات ذات باری کی غیر ہیں تو کرامت پر فرحت غیر اللہ پر فرحت ہوئی اور غیر اللہ پر فرحت اللہ تعالیٰ سے حجاب ہے تو جو چیز حجاب بنائی ہوئے ہو تو اس پر فرحت و سرور کیسے ہو سکتا ہے۔

(۳) جو شخص اپنے دل میں اس کا اعتقاد رکھیگا کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے کرامت کا مستحق ہوا ہے۔ تو اس کے دل میں اس کے اعمال کی بہت وقعت ہو جائیگی اور جس کے دل میں اپنے اعمال کی وقعت ہوتی ہے وہ جاہل ہوتا ہے (عارف نہیں ہو سکتا کیونکہ) اگر وہ اپنے رب کو پہچانتا ہوتا تو جان لیتا کہ اسکی عظمت شان کے سامنے تمام مخلوق کی تمام عبادتیں ہیچ اس کی نعمت اور رزق کے مقابلہ میں ساری خلقت کا شکر کالعدم اور اسکی معرفت و رفعت کے آگے تمام کائنات کے علوم و معارف حیرت و جہالت ہیں۔ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک معلم نے حضرت ابو علی الدقاق کی مجلس میں یہ پڑھا۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (خدا تعالیٰ کی طرف ہی کلمہ خیر بلند ہوتا ہے اور وہ نیک عمل کو رفعت دیتے ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ حق تعالے کے عملوں کو رفعت دینے کی علامت یہ ہے کہ وہ عمل تمہارے پاس باقی نہ رہے (یعنی تم کو اس پر ناز نہ ہو اور تم اسکو قابل قدر سمجھے ہوئے نہ ہو) اگر تمہارا عمل تمہاری نظر میں باقی رہجائے تو وہ دفع کیا ہوا ہے اور اگر تمہاری نظر میں باقی نہ رہے تو رفع کیا ہوا ہے اور مقبول ہے۔

(۴) صاحب کرامت کو کرامت اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ بارگاہ الٰہی میں انکسار و تواضع کرتا ہے تو

جب وہ ان کراموں کی وجہ تفوق خودداری اور تجبر کرے گا تو وہ کیفیت ہی باطل ہو جائیگی جس کی وجہ سے
یہ کرامت تک پہنچ گیا تھا تو (اپنے کو مستحق سمجھنے اور ان سے محفوظ ہونے کیساتھ) کراموں کے صادر
ہونے کا طریقہ کراموں کے صادر نہ ہونے تک پہنچانے والا اور مردود کر دینے والا ہے۔ اسی راز
کی وجہ سے جب کبھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات کے اوصاف و فضائل بیان
فرمائے ہیں ہر ایک کے آخر میں یہ بھی فرما دیا ہے ولا فخر (اسپر کوئی فخر نہیں) یعنی میں اس امر پر فخر نہیں
کرتا۔ بلکہ ان کے عطا اور فیض و کرم کرنیوالے پر فخر کرتا ہوں)

(۵) ابلیس اور بلعام سے بڑی بڑی کھلی کھلی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں لیکن ابلیس کے متعلق تو یہ فرمایا گیا ہے
وکان من الکافرین (اور وہ کافروں میں سے تھا) اور بلعام کیلئے ارشاد ہے فمثلہ کمثل
الکلب (تو اس کی مثال کتے کی سی ہے) اور علمائے بنی اسرائیل کیلئے فرمایا ہے۔ مثل الذین
حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (ان لوگوں کی مثال جن کو توراۃ دیگئی
تھی۔ پھر انہوں نے اسپر عمل نہیں کیا اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو) اور انہی کے
بارہ میں ارشاد ہے وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا
بینھم (ان لوگوں میں جنکو کتاب دیگئی ہے اختلاف نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم
آچکا تھا ایک سے دوسرے پر زیادتی کی وجہ سے ہوا) تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا گمراہیوں اور
ظلمتوں میں واقع ہو جانا اپنے علم و ہنر پر جو انکو دیا گیا تھا مغرور ہو جانیکی وجہ سے تھا۔

(۶) کرامات خالق کرامات کی غیر ہیں اور جو شے بھی غیر خالق ہے وہ ہیچ اور ذلیل ہے اور جو شخص
کسی ذلت والی شے سے عزت کا مدعی ہے وہ خود ذلیل ہے (اس لئے خالق کو چھوڑ کر غیر خالق یعنی کرامات
سے عزت کا مدعی خود ذلیل ہے) اسی معنے سے حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ تعالےٰ علیہ نے (جب آگ میں
ڈالنے کے وقت لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم کو کوئی حاجت ہو تو کہو اسپر) فرمایا کہ مجھ کو تم سے کوئی
حاجت نہیں ہے کیونکہ حاجتمندوں سے حاجت روائی چاہنا خود محتاجی اور عاجزوں سے قوت چاہنا
عجز اور ناقصوں سے کمال کا طالب ہونا نقص اور حادث شے سے مسرور ہونا حماقت ہے۔ ہاں
حق تعالےٰ کی طرف بالکلیۃ متوجہ ہو جانا اخلاص ہے، تو ثابت ہوا کہ جب درویش کرامت سے محفوظ
و مسرور ہو گا تو اپنے درجہ سے گر جائیگا۔ اور جب کراموں میں خالق کرامات کا اور اس اعزاز میں

اعزاز و صندہ کا اور مخلوق میں خالق کا مشاہدہ کرے گا اسوقت وصول الی اللہ کا مستحق ہوگا۔

(۷) اپنی ذات اور اپنی صفات پر فخر کرنا فرعون اور ابلیس کی صفت ہے کیونکہ ابلیس نے کہا تھا انا خیر منہ (میں آدم سے بہتر ہوں) اور فرعون نے کہا تھا الیس لی ملک مصر (کیا میرے پاس مصر کا ملک نہیں ہے) اور وہ ہر شخص جو خدائی کا یا نبوت کا جھوٹا دعوے کرتا ہے اس کی غرض سوائے اپنے نفس کو زینت دینے (اور دنیا بھر سے ممتاز بنانے) اور حرص وخود پسندی کو تقویت دینے کے اور کچھ نہیں (اس لئے اپنے کو ممتاز بنانا خود پسندی کرنا جھوٹے مدعیان خدائی و نبوت کا سا کام ہے) اسکو ولایت و بزرگی سے کیا تعلق تو کرامتوں پر فرحت و سرور اور غرہ کرنا مقبولیت کی نہیں مردودیت کی علامت ہے) اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں جنمیں سے آخری چیز انسان کا خود پسندی کرنا بیان فرمائی ہے۔

(۸) حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (لیلو جو کچھ ہمنے تم کو عطا کیا ہے اور شکر گزاروں میں ہوجاؤ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو یہانتک کہ یوم الیقین یعنی قیامت آجائے) جب صاحب کرامت کو کرامت جیسا زبردست عطیہ عنایت فرمایا ہے تو اس کو اس پر عطا کنندہ کی شکر گذاری کا حکم فرمایا ہے۔ نہ کہ عطیہ پر مسرور ہونے کا (اسلئے اس سے محظوظ و مسرور ہونا اور احسان کا شکر گزار نہ ہونا مرضی الٰہی کے خلاف ہے)

(۹) جب حق تعالےٰ جل علا شانہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی پادشاہ اور نبی بندہ ہونے میں اختیار دیا تو حضور نے نبی بندہ ہونا اختیار فرمایا بادشاہ ہونا پسند نہیں فرمایا اور ملک کو ترک فرما دیا تھا حالانکہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ ایک ایسے ملک کا حاصل کرنا جو مشرق سے مغرب تک ہو کرامات میں سے نہیں بلکہ معجزات میں سے تھا۔ پھر بھی حضور نے ملک کو ترک فرما دیا اور عبدیت کو اختیار فرمایا تو یہ اس لئے فرمایا ہے کہ جب آپ عبد ہونگے تو آپکو اپنے مولے پر فخر ہوگا اور جب بادشاہ ہونگے تو غلاموں پر فخر ہوگا پھر چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدیت کو اختیار فرمایا ہے اسوجہ سے اس التحیات

سلہ ۵ یہی التحیات جسکو ہم لوگ حنفیہ نماز میں پڑھتے ہیں اور بعض دوسرے ائمہ کے یہاں دوسرے صحابہ کی روایت سے ذرا مختلف ہے ۱۲ مترجم۔

مین جسکو عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے یہ سنت فرمایا کہ دو مین شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں" اور معراج کے بارہ مین ہے سبحان الذی اسری بعبدہ (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو لیگئی) ارشاد فرمایا ہے (تو خدائے قدوس کی بندگی اور اسکے فضل کی محتاجی کا فخر سنت نبویہ ہے اور غیر پر فخر وصت خلاف طریق مصطفوی ہے)

(۱۰) مولیٰ سے محبت رکھنے والا اور ہوتا ہے اور مولیٰ کی طرف کی چیز سے محبت رکھنے والا اور تو جو شخص مولیٰ سے محبت رکھنے والا ہوگا وہ غیر مولیٰ پر مسرور نہ ہوگا اور نہ غیر مولیٰ سے کوئی حظ حاصل کرے گا اسلئے غیر مولیٰ سے مسرور ہونا اور اُس سے حظ حاصل کرنا اسکی دلیل ہے کہ یہ مولیٰ سے محبت رکھنے والا نہیں بلکہ حظ نفس کی محبت والا ہے اور حظ نفس نفس ہی کی محبت کی وجہ سے مطلوب ہوتا ہے تو ایسے شخص نے نفس سے محبت کی مولیٰ سے محبت نہین کی اور اسکا مطلوب نفس ہی ہوا مولیٰ نہیں ہوا بلکہ خود مولیٰ کو بھی اسی مطلوب اور بڑے بت یعنی نفس کی مطلوبیت کا ذریعہ بنالیا ہے (تو یہ مولیٰ کا طالب نہیں ہوا بلکہ اپنے مولیٰ کو بت پرستی کا ذریعہ بنانے والا ہوا) جیسے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ (کیا تم نے اُسکو دیکھا ہے جسنے اپنا معبود خواہش نفس کو بنالیا) تو یہ شخص ایک بڑے بت کی عبادت کرنے والا ہوا اور محققین نے بیان کیا ہے کہ بتوں کی عبادت میں سے کسی کی عبادت اسقدر مضر نہیں جسقدر نفس کی عبادت مضر ہے اور بتوں کی عبادت سے اس قدر اندیشہ نہیں ہے جسقدر کرامتوں پر مسرور ہونے سے ہے۔

(۱۱) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہیگا اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے راستہ نکالدینگے اور ایسی جگہ سے اُسکو رزق دینگے کہ وہ گمان بھی نہ کرسکے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو کافی ہوجاتے ہیں) اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کا خوف نہ رکھے گا اور نہ توکل نہ کرے گا اُسکے واسطے ان افعال و احوال میں سے کچھ بھی نہ ہوگا (اس سے ثابت ہوا کہ کرامات پر خوش ہونے سے چونکہ حق تعالیٰ کا خوف اور اُن پر توکل نہیں رہتا اسلئے وہ خوش ہونے والا ایسا ان کرامتوں کا اہل ہی نہیں رہتا تو یہ کرامت عدم کرامت کا سبب ہوگئی)

ص ۱۴/۱۳۱ کل الصفحہ ۱۷ اسطر ——— ص ۲۰/۴۴

15 ب

28 ب ۱ آیت

کرامات اولیاء معجزات انبیاء کا تتمہ ہوتی ہیں اسکے معنے یہ ہیں کہ جب کسی نبی کی امت میں کسی) ولی کو (اُس نبی کی وفات) کے بعد کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو یہ کرامت اُسکے نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے (کیونکہ اس ولی کو جو کچھ فیض حاصل ہوا ہے وہ اس نبی سے ہی ہوا ہے اور اُسکے ہاتھ پر جو خرق عادت ظاہر ہوا ہے چونکہ وہ اسی نبی کے فیض کی وجہ سے ہے تو وہ بھی نبی سے ہی ظاہر ہوا ہے ہاں بلا واسطہ نہیں ہوا بلکہ اس ولی کیواسطہ سے ہوا ہے تو جو خرق عادت نبی سے ظاہر ہوا تھا وہ معجزہ بلا واسطہ ہے اور جو خرق عادت اُسکے فیض یافتہ ولی سے ظاہر ہوا ہے وہ بھی اُسی کا معجزہ مگر معجزہ بالواسطہ ہے اسلئے ولی کی کرامت اُسکے نبی کا معجزہ بالواسطہ یا یوں کہئے کہ تتمہ معجزہ ہے) اسی طرح اس اُمت کے نیک بندوں کی کرامتیں بھی اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کے تتمے ہیں اور اولیائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کا وجود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ رہنے والے معجزات ہیں کہ انہی کی برکت سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں انہی کی بدولت شہروں سے بلائیں دفع کیجاتی ہیں انہی کی دعاؤں سے حق تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور انہی کے وجود کی برکات سے عذاب دفع کئے جاتے ہیں۔

جامع کتاب فقیر یوسف نبہانی عرض کرتا ہے کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء کی کرامتیں (بہ نسبت دوسری امتوں کے) بہت زیادہ ہیں اسکی حکمت کیا ہے تو حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ معجزوں کی کثرت سے حیات میں بھی اور بعد وصال بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا سید الانبیاء ہونا ظاہر کرنا ہے (کہ تمام انبیاء کے معجزات بواسطہ یا بلا واسطہ جسقدر ہوئے ہیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بواسطہ و بلا واسطہ اُن سب سے اُسی قدر زیادہ ہیں جسقدر حضور کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسلئے معجزوں کی زیادتی مرتبہ کی زیادتی کو ظاہر کرتی ہے) ایک وجہ اولیاء امت محمدیہ کی کرامتوں کے زیادہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ چونکہ حضور خاتم النبیین محبوب العٰلمین ہیں اور آپ کا دین قیامت تک باقی رہنے والا ہے اسلئے اسباب تصدیق کی ضرورت بھی عرصہ دراز (بلکہ قیامت) تک رہیگی اور اسباب تصدیق رسالت میں سے ایک اسباب کرامات اولیاء بھی ہیں جو در حقیقت حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزے ہیں اور یہ اُس سید المعجزات قرآن مجید کے علاوہ ہیں جو بہت سے کبھلے کبھلے معجزوں کا جامع خدائے قدوس کا کلام قدیم سراپائے حکمت ہے جسکے سامنے سے باطل آ سکتا ہے نہ پیچھے سے اور حکمت والی ذات کا نازل کیا ہوا ہے۔ اور اُن

علامات قیامت کے بھی علاوہ ہیں جنکا ظہور کئے بعد دیگرے حسب ارشاد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا رہے گا اور انہی کرامتوں کی وجہ سے یہ کیفیت ہے کہ گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے درمیان تشریف فرما ہیں اور لوگ وصال کے بعد حضور کے معجزات کا ایسا ہی مشاہدہ کر رہے ہیں جیسا کہ حیات شریفہ میں کرتے تھے تاکہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اُن کے ایمان میں ترقی و قوت ہو اور جو لوگ اب تک ایمان سے مشرف نہیں ہوئے ان میں سے جسے چاہیں اللہ تعالیٰ ہدایت بخشدیں، کرامتوں کا کثرت سے صادر ہوتا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضور کی امت میں اولیاء اللہ کی کثرت ہو اور اولیائے کرام کی تعداد جیسے کہ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین بن عربی وغیرہ نے اُس حدیث سے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے سند حاصل کر کے اور کشف صحیح سے معلوم کر کے بیان فرمایا ہے ہر زمانہ میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کے موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان حضرات کے ہاتھوں پر کسقدر کرامتیں ظاہر ہوتی ہونگی اور چونکہ سب کی سب کرامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے ہی ہیں اسلئے اِن کی وجہ سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے روز بروز بے شمار سے زیادہ بڑھتے رہتے ہیں۔

کرامتوں کے بیشمار اور عرصہ دراز تک ہونیکی جو وجہ میں نے بیان کی ہے دراصل یہی اصلی سبب ہے کہ صحابہؓ کے ہاتھوں پر بہ نسبت بعد کے اولیاء اللہ کے کرامتیں کم ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ دین کی صحت کا ثبوت مومنین کے ایمان کی ترقی اور غیر مومنین کی ہدایت صحابہؓ کے زمانہ میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن معجزوں سے ہی حاصل ہو جاتی تھی جنکو یہ حضرات ہر وقت مختلف انواع سے مشاہدہ کرتے رہتے تھے اسلئے گو حضرات صحابہؓ کی کرامتیں بھی اولیاء کی کرامتوں کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی شمار ہوتی تھیں لیکن انکی ضرورت بہ نسبت بعد کے اولیاء کی کرامتوں کے کم تھی۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ نے بھی طبقات میں بیان کیا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ یہ کیا بات ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں ان کی کرامتیں گو فی نفسہا ثابت ہیں لیکن ان کرامتوں کی بہ نسبت جو انکے بعد کے اولیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی ہیں بہت کم ہیں تو پہلا جواب تو وہ ہے جو حضرت امام جلیل المرتبت احمد بن حنبل رحمۃ نے اس سوال کا عنایت فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے لوگوں کے ایمان خود بہت قوی تھے انکو کسی ایسی بات بھی کی ضرورت نہ تھی جس سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہو اور دوسرے لوگ اپنے اپنے زمانوں میں ضعیف

الایمان ہوئے ہیں اسلئے ان کے ایمانوں کو قوی کرنیکے واسطے کرامتوں کے اظہار کی ضرورت بہت زیادہ ہوئی ہے، اور اسی کی نظیر حضرت سہروردی رحکا یہ ارشاد ہے کہ خرق عادت کا ظہور جس کے ہاتھ پر ہوتا ہے یہ اسکے ضعف یقین کی وجہ سے حق تعالیٰ کی طرف سے اپنے عابد و زاہد لوگوں پر ایک رحمت اور ثواب عاجل کے طور پر ہوتا ہے اور ان سے اوپر کے درجہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دلوں سے حجابات اُٹھ چکے ہیں ان کو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں رہی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کی کرامتوں کو نقل کرنا غیر ضرور سمجھا گیا ہے کیونکہ ان حضرات کے مرتبہ کی عظمت حضور صلی اللہ علیہ سلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور راہ مستقیم پر شدت سے قائم ہونا جو خود نہایت زبردست کرامت ہے یہی کافی ہے باوجود اسکے کہ ان کے ہاتھوں پر دنیوی فتوحات بہت کچھ ہوئی ہیں حالانکہ نہ انہوں نے دنیا کی طرف التفات فرمایا نہ ادھر کوئی توجہ کی اور پھر ان میں سے کسی پر بھی دنیا نے کوئی اثر نہیں کیا (جیسے دوسرے لوگوں پر فتوحات دنیویہ کا اثر ہوتا ہے کہ ان کے مرتبہ میں تنزل ہوجاتا ہے ان میں سے کسی شخص پر بھی ایسا اثر نہیں ہوا) اور باوجود اسکے دنیا ہے ان کا اعراض بہت ہی زیادہ پھر دنیا ان حضرات کی پاس اس سے کی کی زائد تھی حجاب ہمارے پاس ہے ان کو تو سوائے اعلاء کلمۃ اللہ دربارگاہ الہی میں متوجہ رہنے کے اور کوئی شوق ہی نہ تھا۔ علامہ سبکی کا قول ختم ہوگیا۔

امام قشیری رحمہ نے اپنے رسالہ (قشیریہ) میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کوئی کرامت ظاہر نہ ہو تو اس سے ولایت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری اسکی شرح میں لکھتے ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی یہ ولی جس سے کسی کرامت کا ظہور نہیں ہوا اس ولی سے افضل ہوتا ہے جس سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ افضل ہونا یقین کی بیشی (اور اس کی پختگی کی زیادتی) سے ہوتا ہے نہ کہ کرامات کے ظہور سے (اسلئے جس کا یقین پختگی کے بہت اعلیٰ درجوں پر ہوگا۔ اسکی ولایت افضل ہوگی چاہے اس سے ایک کرامت کا بھی ظہور نہ ہوا ہو) امام یافعی کا قول ہے کہ وہ یہ ضروری نہیں کہ جو ولی صاحب کرامت ہو وہ غیر صاحب کرامت ولی سے افضل ہو بلکہ کبھی کبھی بعض غیر صاحب کرامت صاحب کرامت سے افضل ہوتے ہیں، اور سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے مواقع النجوم میں پیروں کی خاص کرامتوں جیسے پانی پر یا ہوا پر چلنا وغیرہ وغیرہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب اصحاب مقامات جن کا ہمنے ذکر کیا ہے بسر دار وقت بزرگ متقی سر پائے خیر اللہ والے۔ اولیاء اللہ۔ اشرف ترین زمانہ اور

ابدال ہیں لیکن ان سب میں سے یاقوت سرخ اکسیر اعظم سراپائے اعمال غیر کی طرف التفات سے پاک تمام اوصاف نیک کے مالک کل آفات سے بری حجابات محفوظیت اور تاریکی وجودات اور خمول شہرت کی ظلمت میں مستور عروس نودہ ہیں جو نہ خود کسیکو پہچانتے ہیں نہ انکو کوئی پہچانتا ہے کبھی ظاہر کرنے جاتے ہیں اور کبھی نہیں کئے جاتے اور نہ انکو کوئی یاد کیا کرتا ہے تم انکو اس حالت میں پاؤ گے کہ کسی کان میں پڑے ہونگے کتے انکو لپٹے ہونگے یا بدحواس ہونگے کہ انکے پتھر مارے جاتے ہونگے نہ کسی کو انکا اہتمام ہوگا نہ ان کی طرف نظر اٹھتی ہوگی۔ حق تعالیٰ کی اس غیرت نے جو ان کی ذات سے متعلق ہے انکو لوگوں سے محجوب کردیا۔ شیخ ابن عربی نے یہ مضمون یہاں تک بیان کیا ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ بزرگ جو مذکور درجہ پر ہیں برگزیدہ احوال یاقوت وقت اور اکسیر وجود ہیں ان سے یہ کرامتیں بالکل صادر ہی نہیں ہوتیں بلکہ کبھی کسی وقت کسی مصلحت سے ہو بھی جاتی ہیں مگر ہمیشہ ہوتی ہیں اسکی کوئی سبیل نہیں اور اسکی وجہ ایک مخفی راز ہے غرض شیخ اکبر رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ گروہ باوجود عظیم الشان ہونیکے ایسا ہے کہ اسکے ہاتھوں پر کرامتوں کا صدور بہت کم ہے یہ لوگ چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور انکے حالات مجہول و مستور رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب پر اپنی رضا کی امتیں نازل فرمائے اب تم بیان سے معلوم کرسکتے ہو کہ اس کتاب میں جو جو حضرات دوسروں سے زیادہ کرامتوں والے ہیں تو ان کی کرامتوں کا زیادہ ہونا اسکی دلیل نہیں ہے کہ یہ حضرات دوسرے حضرات سے افضل ہوگئے کیونکہ تم سن چکے ہو کہ بعض غیر صاحب کرامات اولیاء صاحب کرامات سے افضل ہوتے ہیں مگر یہ حضرات (باوجود کرامتوں کے) صرف درجۂ ولایت کی وجہ سے فضل عظیم کے مالک ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو حق سبحانہ ان حضرات کو کبھی بھی کرامتوں سے مشرف نہ فرماتے اور ان کیلئے کبھی خرق عادت نہ فرماتے۔

کبھی کبھی بعض جھوٹے مدعی صوفیوں کا بھیس بھرنے والے خود کو اہل ارشاد سمجھنے والے حالانکہ حقیقت میں وہ اہل ارشاد نہیں اہل جہل و فساد اور صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں کرامتوں کے صادر نہ ہونیکی وجہ سے لوگوں سے ان کی عقیدت نہ جاتی رہے یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ بھی اسی مقدس گروہ میں سے ہیں اور ولایت میں ان کا درجہ کرامات والے بزرگوں سے بڑھا ہوا ہے اور پھر ان صاحب کرامات بزرگوں کی تحقیر و توہین بھی کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت و اعتبار قائم رہے لیکن خدا کی قسم یہ وہ لوگ ہیں جو تمام شریروں سے زیادہ اہل شر اور تمام فاجروں سے بڑھکر فاجر ہیں بلکہ

اِن سے تو وہ عوام وجہال بہت بہتر ہیں جو علی الاعلان فسق وفجور میں مبتلا ہیں ص ۲۱/۲۸

کل صفحہ ۲۳ سطر ——— ص ۲۷/۳۰

مطلب دوم

کرامات کی قسمیں۔

علامہ تاج الدین سبکی رحہ نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

(۱) مُردوں کا زندہ کرنا۔ اور دلیل میں ابو عبید بُسری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اُن کی سواری کو زندہ فرما دیں اور حق تعالیٰ نے اُسکو انکی دعا سے زندہ فرمایا تھا۔ اور مفرج دمامینی کا قصہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا کہ اُڑ جاؤ تو وہ اُڑنے لگے تھے اور شیخ اہدل کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ انکے پاس آگئی اور شیخ عبدالقادر کی حکایت لکھی ہے کہ آپنے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مُرغ اٹھکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور شیخ ابو یوسف دہمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فارقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جسکے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو اُن کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا ہے کہ انکے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کر دیا تھا۔ ان سب واقعات کے نقل کرنے کے بعد سبکی رہ کہتے ہیں کہ کرامات کی اس قسم میں جو جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں چونکہ وہ بہت زیادہ ہیں اسلئے اُن سب کے ضبط کرنیکی کوئی صورت نہیں ہے پھر کہتے ہیں کہ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہونچی ہے کہ کسی ولی (کی کرامت) کیلئے ایسا ہوا ہو کہ ایک طویل ترین زمانہ کا مرا ہوا مردہ ہڈیوں کے بوسیدہ ہو چکنے کے بعد زندہ کیا گیا ہو اور پھر وہ ایک طویل عرصہ تک زندہ رہا ہو کرامت کا یہ درجہ نہ ہم تک پہونچا ہے نہ میں اس کا اعتقاد رکھتا ہوں البتہ پہلے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کیلئے ایسا ثابت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے یہ درجہ معجزہ کا ہے اسلئے کرامت اس درجہ تک نہیں پہونچ سکتی ہاں یہ جائز تھا کہ نبوت کے ختم ہونے سے پہلے پہلے کوئی نبی زمانہ سابق کی بہت کی گذری ہوئی امتوں کو زندہ کر دیتا

معجزہ لاتا اور پھر جب وہ لوگ زندہ ہو جاتے تو ایک عرصہ تک بقید حیات رہتے لیکن اب یہ اعتقاد نہیں ہے کہ کوئی ولی یہ چاہے کہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کو اس طرح زندہ کردے کہ وہ زندہ ہونیکے بعد ایک طویل عرصہ تک ایسے ہی زندہ رہیں گے جیسے وفات سے پہلے عمر پاچکے ہیں یا کچھ عرصہ کیلئے اسی طرح زندہ لوگوں میں ملے جلے رہیں گے جسطرح وفات سے پہلے تھے۔

(۲) مُردوں کا بات چیت کرنا اور یہ قسم تو پہلی قسم سے بھی زیادہ واقع ہوئی ہے اسی قسم کا ایک واقعہ ابو سعید خراز رح سے اور پھر شیخ عبد القادر رح اور ایک جماعت سے روایت ہے جنمیں کے آخری بزرگ علامہ تاج الدین سبکی کے والد ماجد حضرت شیخ امام تقی الدین سبکی رہ رہیں۔

(۳) دریا کا شق ہو جانا یا دریا کا خشک ہو جانا یا پانی کے اوپر اوپر کو چلا جانا اور یہ تینوں قسمیں بہت واقع ہوئی ہیں ایک ایسا ہی واقعہ شیخ الاسلام سید المتاخرین تقی الدین دقیق العید کے یہاں بھی ہوا ہے

(۴) قلب ماہیت جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ شیخ عیسے القتاریمنی کے پاس کسی شخص نے مزاح میں دو برتن شراب سے بھرے ہوئے بھیجے تھے آپنے ایک کو دوسرے میں الٹ کر فرمایا کہ بسم اللہ کرکے کھاؤ۔ لوگوں نے کہا یا تو وہ ایسا عمدہ گھی تھا کہ اُس کی سی رنگت اور خوشبو کہیں دیکھی نہیں گئی اور ایسے ایسے واقعات بہت منقول ہیں۔

(۵) اولیاء اللہ کیواسطے زمین کا سمٹ جانا بیان کیا گیا ہے کہ ایک ولی طرسوس کی جامع مسجد میں تھے آپ کو حرم شریف کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو آپنے سر جھکا لیا پھر سر اُٹھایا تو آپ حرم شریف کے اندر تھے اور اس قسم کے واقعات کا مشترک مضمون عـ۵ تواتر کی حد کو پہونچا ہوا ہے اسلئے اب اس کا انکار سوائے ضدی شخص کے اور کون کر سکتا ہے۔

(۶) جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا خود اس کرامت کے ہونے میں اور پھر اسکے بکثرت واقع ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے حضرت ابراہیم بن ادہم کا واقعہ انار کے درخت کا آپ کو اپنا پھل کھانے کیلئے پکارنا منقول ہی ہے۔ آپنے ایک انار کیا یا تو وہ درخت چھوٹا سا تھا بڑا ہو گیا کھٹا تھا میٹھا ہو گیا اور ایک سال میں دو بار پھل لانے لگا۔

(۷) بیماریوں سے تندرست کر دینا جیسا کہ حضرت سری عـ۶ رح سے ایک بزرگ کے تعریف میں روایت ہے

عـ۵ تواتر یہی کہ جسکے روایت کرنے والے ہر زمانہ اس قدر رہے ہوں کہ عقل انکے جھوٹا ہونیکو محال قرار دے ۱۲ مترجم

عـ۶ حضرت جنید کے پیر ۱۲

جوان سے ایک پہاڑ پر ملے تھے کہ وہ اپاہج اور اندھوں اور دردِ سر بیمار دل کو تندرست کر دیا کرتے تھے اور جیسے کہ شیخ عبد القادر رح سے روایت ہے کہ ایک مجبور محض فالج زدہ اندھے کو ڈاہی بچے کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کھڑا ہو جا وہ اٹھکر کھڑا ہو گیا اور اُس کا کوئی مرض باقی نہ رہا۔

(۸) حیوانات کا فرمانبردار ہو جانا جیسے کہ ابو سعب بن ابی الخیر المبینی کے ساتھ ایک شیر کا قصہ ہے اور ان کے قبل ابراہیم خواص رح کا واقعہ بھی ہوا ہے بلکہ جمادات بھی فرمانبردار ہو جاتے ہیں جیسے کہ سلطان العلماء شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام کے قصہ میں ہے اور انہی سے واقعہ فرنگ میں یہ قول مروی ہے کہ "اے ہوا ان لوگوں پر گرفت کر"

(۹) وقت کا سمٹ جانا (۱۰) وقت کا وسیع ہو جانا ان دونوں کراماتوں کی تقریر میں عوام کی عقلوں کیلئے دشوار ہے مگر اہل لوگوں کیلئے اس کا تسلیم کرنا ہی اسلام میں مستحسن ہے اور اس باب میں روایت بکثرت ہیں (۱۱) مقبولیت دعا اور یہ نوبت ہی زیادہ ہے ہمنے خود بھی ایک جماعت کی جماعت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے (۱۲) زبان کا گفتگو میں رکنا یا بہت زیادہ چلنا (۱۳) کسی ایسی مجلس میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لینا جبکہ ان سے انتہائی نفرت ہو (۱۴) بعض غیب اور کشف کی باتوں باتوں کا خبر دینا اور اسکے نمونے اسقدر ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتے (۱۵) ایک عرصہ دراز تک نہ کہانے پینے پر صبر کر سکنا (۱۶) تصرف یہ توجماعت اولیاء سے بہت ہی منقول ہے بیان کیا جاتا ہے کہ بارش ایک بزرگ کے پیچھے پیچھے چلا کرتی تھی اور متاخرین میں ایک بزرگ شیخ ابو العباس شاطر ہوئے ہیں وہ بارش کو کچھ درہموں کے بدلہ فروخت کیا کرتے تھے اور ان سے اس باب میں اسقدر واقعات روایت ہیں کہ عقل کو انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی (۱۷) بہت سی غذا کھالینے پر قدرت ہونا (۱۸) حرام کہانے سے محفوظ ہونا جیسے کہ حارث محاسبی رح سے روایت کہ حرام کہانے میں سے ان کی ناک میں کچھ بو آجاتی تھی جسکی وجہ سے وہ اسکو نہ کہاتے تھے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپکی کوئی رگ جنبش کرنے لگتی تھی ایسا ہی واقعہ شیخ ابو العباس مرسی سے بھی نقل ہے (۱۹) دور کے مقام کو باوجود حجابات کے دیکھ لینا جیسا کہ نقل ہے کہ شیخ ابو اسحٰق شیرازی کعبہ مکرمہ کو بغداد میں سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

(۲۰) ہیبت جو محض بزرگوں میں ہوتی ہے کہ صرف دیکھنے ہی سے ایمان مرجاتا ہے جیسے کہ بایزید بسطامی کے ایک مرید تھے یا یہ کہ انکے سامنے زندہ نہ جائے یا ایسی باتوں کا اقرار کرے جسکے متعلق غالب گمان یہ تھا کہ اُسنے ان سے اور چھپایا تھا

ان کے علاوہ اس کی اور بھی صورتیں ہیں۔ غرضکہ یہ قسم بہت ہوتی ہے (۲۱) ان کے ساتھ جو شخص برائی کے ساتھ پیش آئے اللہ تعالےٰ کا اس کی بدی پر ان کی طرف سے کفایت فرمانا اور اس بدی کا بھلائی سے بدل جانا جیسے کہ امام شافعیؒ کو ہارون رشید کے ساتھ پیش آیا تھا (۲۲) مختلف صورتوں میں ہو جانا اور یہی وہ ہے جس کا نام صوفیہ حضرات عالم مثال رکھتے ہیں اور یہ حضرات عالم اجسام و عالم ارواح کے درمیان ایک درمیانی عالم اور ثابت کرتے ہیں جس کا نام انہوں نے عالم مثال رکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ وہ عالم عالم اجسام سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے زیادہ واضح ہے اور اسی پر روح کے جسمانی شکل اختیار کرنے اور اس کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہونیکی بنا قایم کی ہے۔ اور اس کو حق تعالےٰ کے اس ارشاد سے استنباط کیا ہے فتمثل لھا بشرا سویا۔ دقوانکے واسطے جبرائیل ایک معتدل انسان بنگئے، وہ واقعی بھی اسی قبیل سے ہے جو قضیب البان موصلیؒ سے منقول ہے۔ یہ حضرت ابدال میں سے تھے، کسی شخص نے جب انکو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔ تو نماز نہ پڑھنے کی تہمت لگائی تھی۔ اور سختی سے اعتراض کیا تھا آپ فوراً اس کے سامنے مختلف صورتوں میں منتقل ہوئے اور پوچھا تم نے کونسی صورت میں مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ کرامتوں کی اس قسم میں بزرگوں کے بہت واقعے ہیں متاخرین میں سے بعض کیلئے جو واقع ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک بوڑھے درویش کو قاہرہ کے مدرسہ صالحیہ میں ترتیب کے خلاف وضو کرتے دیکھا۔ تو پوچھا کہ حضرت آپ ترتیب کے خلاف وضو کرتے ہیں فرمایا میں نے تو ترتیب کے موافق ہی وضو کیا ہے مگر تم دیکھتے ہی نہیں اگر دیکھ سکتے تو ایسے دیکھتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ مکرمہ دکھا دیا پھر اسے مکہ معظمہ لیگئے اور اس شخص نے خود کو مکہ معظمہ میں پایا۔ اور کئی سال ہیں رہے۔ حکایت لمبی ہے۔ جسکا بیان طویل ہو جائیگا۔ (۲۳) حق تعالےٰ کا ان حضرات کو زمین کے ذخیروں پر مطلع فرما دینا جیسے کہ ابو تراب کے واقعہ میں ہے کہ جب انہوں نے زمین پر پیر مارا تو زمین میں سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ برآمد ہو گیا۔ ابن السبکیؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں آئندہ ذکر کی طرح (دو کرامتیں ہیں) اللہ تعالےٰ کا پانی کو غیر جگہ میں پیدا فرما دینا اور زمین کا ان پیر مارنے والے بزرگ کی فرمانبرداری کرنا اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ حج کے راستہ میں پیاس لگی۔ تو کسی کے پاس پانی نہ ملا۔ ایک درویش کو دیکھا کہ اس نے بھالے دار لاٹھی زمین میں گاڑ رکھی ہے اور اسکے نیچے سے پانی ابل رہا ہے

انہوں نے اس میں سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا۔ اور دوسرے حاجیوں کو بھی بتا دیا وہ بھی آئے اور اپنے اپنے برتن بھر کر لیگئے (۲۴) بہت سے علماء کیلئے تھوڑے سے زمانہ میں بہت بہت تصانیف کا سہولت سے ہو جانا اس طرح کہ جب ان کی تصانیف کو ان کے علم میں مشغول ہونے کے وقت سے وفات تک کے زمانہ پر تقسیم کیا گیا تو ایسی ثابت ہوئیں کہ وہ اتنے وقت میں پوری نقل بھی نہیں ہو سکتیں چہ جائیکہ تصنیف یہ کرامت بھی وسعت زمانہ کی ایک قسم ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ امام شافعیؒ کی عمر ان کی تصنیفات کے دسویں حصہ کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی باوجود اس کے کہ ان سے تلاوت قرآن مجید بھی بہت زیادہ ثابت ہے کہ ہر روز غور و فکر کیساتھ ایک قرآن مجید ختم فرماتے تھے اور رمضان شریف میں تو ہر روز ایسے ہی غور و فکر کیساتھ دو ختم فرماتے تھے اور باوجود درس و تدریس فتاوی ذکر و فکر اور ان بیماریوں کے جو آپ کو پیش آتی رہتی تھیں یہاں تک کہ آپ کبھی بھی ایک دو یا زیادہ بیماریوں سے خالی نہیں رہے بلکہ بعض دفعہ تو تیس تیس بیماریاں جمع ہو جاتی تھی اور ایسے ہی امام الحرمین جوینی رحمہ ہیں کہ آپ کی عمر اور تصانیف کا حساب لگایا گیا تو آپ کی عمر ان کے لئے کافی نہیں پائی گئی باوجود اس فیض کے جو طلبہ کو پہنچاتے تھے، اور باوجود ان مجالس وعظ کے جنہیں آپ وعظ فرمایا کرتے تھے اور بعض بزرگوں نے تو ایک ایک دن میں قرآن شریف کے آٹھ آٹھ ختم پڑھے ہیں اور ایسے واقعات اور بھی بہت ہیں۔ امام ربانی شیخ محی الدین نووی ؒ کی عمر کو تصنیفات پر تقسیم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اگر وہ ان کو فقط نقل ہی فرماتے تو یہ عمر کافی نہ ہوتی چہ جائیکہ تصنیف فرمائی ہیں اور پھر ان کے ساتھ طرح طرح کی بہت سی عبادتیں بجالاتے ہیں شیخ امام میر الدینی سبکی رحمہ کے والد شیخ الاسلام تقی الدین سبکیؒ کی تصانیف کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی عمر ایک تہائی تصانیف کیلئے بھی کافی نہیں ہو سکتی باوجود ان عبادات کے جنکا التزام کر رکھا تھا اور باوجود ان افادات کے جو وہ کرتے تھے، اور باوجود ان علوم کے جنکو درس تدریس میں بیان فرماتے اور فتووں میں قلمبند کرتے تھے اور باوجود تلاوت قرآن اور ان فیصلوں کے جنمیں وہ مشغول رہتے تھے (۲۵) زہریلی اور طرح طرح کی ہلاک کرنے والی اشیاء کا اثر نہ کرنا جیسے کہ ایک بزرگ کیلئے واقع ہوا ہے۔ کہ ان سے کسی بادشاہ نے کہا تھا کہ تم مجھے کوئی کرامت دکھاؤ ورنہ میں تمام درویشوں کو ہلاک کر ڈالوں گا۔ بادشاہ کے قریب کچھ اونٹ کی مینگنیاں پڑی تھیں آپ نے فرمایا۔ دیکھو۔ دیکھا تو وہ سونے کی ہو گئیں، اور

بادشاہ کے پاس ایک خالی پیالہ رکھا تھا آپ نے لیا اور اوپر کو اچھال دیا پھر لوٹ آیا اور پانی بھرا ہوا الٹا کرکے دیدیا مگر اس میں سے ایک قطرہ تک نہیں گرا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ پھر آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی اور اشعار پڑھنے کا حکم دیا جب لوگوں پر وجد طاری ہو گیا تو یہ بزرگ اور سفید ریش آگ میں چلے گئے۔ پھر یہ نکلے۔ اور بادشاہ کے ایک چھوٹے سے بچہ کو لیکر گھس گئے اور گھنٹہ بھر تک غائب رہے قریب تھا کہ بادشاہ بھی بچے کی وجہ سے جل جاتا۔ مگر کچھ دیر بعد بچہ کو نکال لائے تو اس کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار تھا۔ اس کے باپ نے پوچھا کہ تو کہاں رہا بچے نے کہا کہ میں باغ میں تھا۔ بادشاہ کے ہمنشینوں نے کہا کہ یہ تو کوئی شعبدہ ہے حقیقت نہیں ہے اس پر بادشاہ نے ان سے کہا کہ اگر تم زہر کے اس پیالہ کو پی جاؤ تو میں تمکو سچا مان لوں آپ نے اس کو (اٹھا کر) پی لیا آپکے تمام کپڑے جسم کے اوپر ریزہ ریزہ ہو گئے۔ لوگوں نے (آپکے جسم پر) اور کپڑے ڈال دیئے، تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اسی طرح کئی بار کیا گیا حتیٰ کہ کپڑے ٹھہر گئے اور جو پسینہ آیا ہوا تھا خشک ہو گیا مگر اس زہر نے انکے جسم پر کوئی اثر نہیں کیا۔

اسکے بعد سبکیؒ نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ کرامات کے اقسام سو سے بھی زیادہ ہو جاوینگے مگر جس قدر میں بیان کر چکا ہوں ان سے ان باقی کو بھی سمجھا جا سکتا ہے جنکو میں نے چھوڑ دیا ہے اور جس شخص کے دل سے غفلت کے پردے دور ہو چکے ہیں اس کیلئے اسلئے یہی قسمیں سکون اطمینان کا ذریعہ بن سکتی ہیں اور ان قسموں میں سے کوئی قسم ایسی نہیں ہے جس کے متعلق بزرگوں کے بہت بہت قصے واقعات اور روایات موجود اور شائع نہ ہو چکی ہوں اب حق کے بعد باطل اور ہدایت کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے ہاں توفیق ایزدی جسکی دستگیری کرے اسکو سوائے تسلیم اور اس دعا کے کوئی چارہ کار نہیں کہ اللہ تعالےٰ اسکو بھی ان صلحاء کے زمرہ میں داخل فرماویں کیونکہ یہی بزرگ (در حقیقت) صراط مستقیم پر ہیں (اے اللہ ہم سب کو انکے اتباع کی توفیق دیجئے۔ اور ان کی جماعت میں شامل فرمائیے) اور اگر ہم ان حضرات کے واقعات کا احاطہ کرنے کی فکر کریں تو عمریں ختم ہو جاویں اور دفتر کے دفتر فنا کر دینگے ومگر احاطہ نہ ہو سکے گا) سبکیؒ کے کلام میں سے جس قدر میں نے نقل کرنا چاہا تھا تمام ہو گیا۔ ص ۳۰ کل ۲ صفحہ ۱۶ سطر

ص ۷۵
۱۵

کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم

یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چوتیس اولیاء کی کرامتیں ہیں جنکے بابرکت نام حروف تہجی کی ترتیب پر ترتیب دیے گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے جسکو بخاری و مسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ (ایک روز شام کو) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی (مہمان گھر) لیکر آئے اور خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، وہاں دیر لگ گئی۔ اور ایسے وقت تشریف لائے کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا تھا۔ اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا کہ آپ کہاں تھے کہ مہمانوں کے پاس نہیں آئے۔ فرمایا۔ کیا کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے تو آپکے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا اس پر آپ قسم کھا بیٹھے کہ خدا کی قسم میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا تم لوگ کھالو ایک صاحب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم کوئی لقمہ نہیں اٹھاتے تھے مگر وہ نیچے سے اور زیادہ بڑھ آتا تھا۔ یہانتک کہ ہم سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا اس سے زیادہ ہوگیا جتنا پہلے تھا جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ اتنا کا اتنا بلکہ اور زیادہ ہے تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا بات ہے عرض کیا قسم میری آنکھ کی ٹھنڈک کی یہ تو اسوقت اس سے بھی تین گنا زیادہ ہے جتنا پہلے تھا حضرت ابوبکرؓ نے کھانا کھالیا اور فرمایا کہ یہ (یعنی قسم کھالینا) شیطان کی طرف سے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی لیگئے یہ کھانا حضورؐ کے پاس صبح تک رہا اور (ادھر یہ ہوا کہ) ہم (مسلمانوں) میں اور ایک قوم میں معاہدہ تھا اس کی مدت گزر گئی تھی تو ہم بارہ شخص (یعنی امیر مہم پر جانے کیلئے) الگ الگ ہوگئے اور ہر شخص کے ساتھ بہت کچھ آدمی تھے یہ خدا کو معلوم ہے کہ کتنے کتنے آدمی تھے غرض حضورؐ نے سکو بھیجا۔ اور سب نے ہی وہ کھانا کھایا۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ سے صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ کو اپنے غابہ مقام کے مال میں سے بیس وسق (تقریباً ساڑھے باون من) کھجوریں عطا فرمائی تھیں جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ بیٹی تو اپنے بعد تم سے زیادہ

کسی کا مالدار ہونا میں چاہتا ہوں اور نہ اپنے بعد تم سے زیادہ کسی تنگدستی کا مجھے فکر ہے لیکن میں نے جو تم کو بیس وسق کھجوریں دی تھیں اگر تم ان پر قبضہ کرلیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر آج تو اسمیں میراث جاری ہو گی اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں لو تم کتاب اللہ کے موافق تقسیم کرلینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (ابا جی یہ تو ہے ہی کیا) اگر بہت سا مال بھی ہوتا میں تو جب بھی چھوڑ دیتی اور ہاں بہنوں میں ایک تو میں اسماء رضی اللہ عنہا اور دوسری کون ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ابھی پیٹ میں ہے اور میں اسے لڑکی خیال کرتا ہوں (پھر جیسا انہوں نے فرمایا تھا) ایسا ہی واقع ہوا۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ہیں ایک تو یہ خبر دینا کہ وہ اس مرض میں وفات پا جائیں گے کیونکہ فرمایا ہے کہ آج تو اس میں میراث جاری ہوگی دوسری یہ خبر دینا کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ لڑکی ہے اور (کرامات کا بلا ضرورت ظاہر کرنا مناسب نہیں ہوتا تو) اس کرامت کے اظہار کا اصلی راز اس ہبہ کی واپسی کے بعد جس کا انہوں نے ہبہ کیا اور حضرت عائشہ نے قبضہ نہیں کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل خوش کرنا اور اس حصہ کا بتا دینا تھا۔ جو حصہ ان کا اب ہوگا کیونکہ اب ان کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی مالک ہوتی ہیں اور اس بات پر دلیل کہ یہ کرامت کا ظاہر کرنا حضرت عائشہ کا دل خوش کرنے کے لئے تھا وہ کلام ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بطور تمہید کے فرمایا تھا۔ کہ اپنے بعد ان سے زیادہ کسی کا مالدار ہونا نہیں چاہتے اور اسی تمہید میں یہ جو فرمایا ہے کہ وہ وارث تمہارے دونوں بھائی اور دو بہنیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اجنبی یا دور کی قرابت کا شخص وارث نہیں ہے (تمہارے ہی بہن بھائی ہیں) اور اس کے فرمانے میں جس قدر شفقت ہے وہ مخفی نہیں فرضی اللہ عنہ وارضاہ۔ امام فخر الدین رازی نے سورہ کہف کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی کچھ کرامتیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے دروازہ پر لایا گیا اور ندا دی گئی۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ دروازہ پر حاضر ہیں تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور غیب سے قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے۔ کہ ایک دوست کو دوست کے یہاں داخل کردو،

۵۸ کیونکہ یہ ہبہ تھا۔ اور ہبہ جب مکمل ہوتا ہے جب وہ شخص جسکو ہبہ کیا جائے اسپر قبضہ کرے ۱۲ مترجم۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ۔ بیہقی اور ابونعیم نے قیس سے روایت کی ہے کہ ابوالدرداء اور سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے تو پیالہ اور جو کچھ پیالہ میں تھا تسبیح پڑھنے لگا۔ یہ تو وہ کرامت ہے جس کو میں نے کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں ذکر کیا ہے پھر میں نے علامہ مناوی کی طبقات میں کچھ زیادہ دیکھا ان کی عبارت یہ ہے ابوالدرداء کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ سلمان کیساتھ ایک پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے تو وہ تسبیح پڑھنے لگا اور یہ ایک دن ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور ان کے پاس سلمان تھے، انہوں نے ہنڈیا میں سے ایک آواز سنی پھر ہنڈیا بچہ کی سی آواز سے سبحان اللہ کہتی ہوئی اونچی ہوئی پھر لوٹ آئی اور اپنی جگہ پہنچ گئی اور اس میں سے کچھ بھی نہیں گرا تو سلمان نے تعجب کیا اور فرمایا ابوالدرداء یہ ایسی عجیب بات دیکھو کہ جس کے مثل کہیں دیکھی نہیں جاتی۔ ابوالدرداء نے فرمایا اگر آپ خاموش رہتے تو اللہ تعالےٰ کی بڑی بڑی کا نشانیوں میں سے عجیب عجیب دیکھتے اور پیالہ کی تسبیح کو قشیری نے بھی ذکر کیا ہے،

حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ۔ حاکم و بیہقی اور ابونعیم نے ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ نمازیں پڑھتے اور بنی حارثہ کی طرف لوٹ جایا کرتے تھے ایک شب نکلے تو رات اندھیری تھی اور بارش تھی تو آپ کی لاٹھی روشن ہوگئی۔ یہانتک کہ بنی حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ کو فوج کے ایک دستہ پر سمندر میں امیر مقرر فرمایا کشتی ان سب کو رات کے وقت لئے جا رہی تھی کہ سب نے اوپر کی جانب سے ایک منادی کو سنا جو ندا دیتا ہے کہ کیا میں تم لوگوں کو وہ فیصلہ بتا نہ دوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے فرما لیا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اللہ کیلئے پیاسا رہے گا اللہ تعالےٰ پر حق ہوگا کہ اسکو پیاس کے دن (یعنی روز حشر) سیراب فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں وہ واقعہ ہے جس کو علامہ مناوی نے اپنی طبقات کبریٰ میں تاریخ ابن النجار و رحلۃ ابن الصباح کے واسطہ سے زنجانی فقیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ابواسحٰق شیرازی نے قاضی ابوالطیب سے روایت کر کے بیان کیا ہے

کہ ہم لوگ ایک مناظرہ کی مجلس میں تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا جو مصراۃ (جس جانور کا دودھ روک کر فروخت کیا جائے) کے مسئلہ میں استفسار کرتا اور دلیل مانگتا تھا اسکو دلیل میں بخاری و مسلم کی حضرت ابوہریرہ کی حدیث سنائی گئی یہ شخص حنفی[۱] تھا اس نے کہا کہ ابوہریرہؓ کی حدیث معقول نہیں اس نے ابھی اپنی بات پوری بھی نہ کی تھی کہ اس پر ایک سانپ آپڑا لوگ ادہر ادھر بھاگ نکلے اور وہ سانپ سبکو چھوڑ کر اس نوجوان کے پیچھے ہو لیا۔ نوجوان نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں تو پھر اس سانپ کا پتہ بھی نہ رہا (نہ معلوم کہاں چلا گیا)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامات میں سے یہ ہے کہ بیہقی و ابن عساکر نے کئی سندوں کیساتھ ابو غالب کے واسطہ سے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا۔ میں اس حال میں پہنچا کہ مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ اور وہ لوگ خون کھا رہے تھے ان لوگوں نے کہا آجاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس سے منع کر دوں انہوں نے میرا مذاق اڑایا۔ مجھے جھٹلایا اور اپنے پاس سے لوٹا دیا۔ میں بھوکا پیاسا تھا اور بہت خستہ حالت تھی کہ سو گیا خواب میں آنے والا آیا اور مجھے ایک برتن دیا جسمیں دودھ تھا میں نے بچا پی لیا تو شکم سیر اور سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بڑا سا ہو گیا ان میں کسی ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تمہارے پاس تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص آیا اور تم نے اسے لوٹا دیا ہے اس کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ کھانا پینا چاہتا ہو اسے کھلاؤ پلاؤ وہ لوگ کچھ کھانا پینا لائے تو میں نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے کہنے لگے ہمنے تم کو دیکھا ہے کہ تم خستہ حال تھے میں نے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور اپنا پیٹ دکھلایا تو ان سے آخر تک سب نے مان لیا، ابن عساکر کے یہاں ایک اور سند سے یہ روایت ہے کہ میں انکو اسلام کی دعوت دیتا رہا اور وہ انکار کرتے رہے۔ میں نے کہا۔ تم پر افسوس ہو مجھے ایک

---

[۱] حنفی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حنفیہ کا عمل اس حدیث پر نہیں ہے دوسری احادیث پر ہے۔ اس لئے ان صاحب کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ دوسرے حضرات صحابہ جو مجتہد ہیں اور فقاہت کے بڑے رتبہ پر ہیں۔ ان کی حدیث حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے راجح ہے اور اس عنوان مذکور میں جو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ہوتی ہے جو بڑی گستاخی ہے اور ممکن ہے کہ نیت بھی تحقیر کی ہو اس لئے یہ ابتلاء ہوا ہو۔ مترجم

گھونٹ پانی تو پلا دو میں بہت پیاسا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم تم کو یونہی چھوڑے رکھیں گے تاکہ تم پیاسے مرجاؤ مجھے بہت رنج ہوا اور اپنی گٹھڑی پر سر رکھکر گرم ریت پر اسی سخت گرمی میں سو گیا تو خواب میں ایک آنیوالا ایک شیشہ بلوری جام لایا کہ کسی انسان نے اس سے بہتر نہ دیکھا ہوگا اور اسمیں کوئی پینے کی ایسی چیز ہے کہ کسی شخص نے اس سے زیادہ مزیدار پینے کی چیز نہ دیکھی ہوگی اس نے وہ مجھے دیا اور میں نے پی لیا جب پینے سے فارغ ہوگیا تو آنکھ کھل گئی۔ پس خدا کی قسم اسکے پینے کے بعد سے نہ میں کبھی پیاسا ہوا نہ بھوکا ہوا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ ابن سعد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ابن ام مکتوم فجر کے وقت کو ٹھیک معلوم کر لیتے تھے کبھی خلاف نہ کرتے تھے حالانکہ بالکل نابینا تھے اور یہ ابن مکتوم رضؓ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذنوں میں سے تھے آپکے نام میں اختلاف ہے بعض نے عبداللہ کہا ہے اور بعض نے عمرو جیسے کہ اسد الغابہ میں ہے اور اسی لئے میں نے انکو یہاں ذکر کیا ہے

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کراموں میں سے وہ ہے جس کو ابن الاثیر نے ان تک اپنی سند پہونچا کر اسد الغابہ میں روایت کی ہے اور آپ قرآن شریف پڑھنے میں نہایت خوش آواز تھے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت اسید خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات سورۂ بقرہ پڑھی وہیں گھوڑا بندھا ہوا تھا اور برابر میں میرا ایک لڑکا لیٹا ہوا تھا۔ گھوڑا گھومنے لگا میں رک گیا اور مجھے سوائے لڑکے کے (چوٹ وغیرہ لگ جانیکے) اور کوئی اندیشہ نہ تھا کچھ دیر بعد) پھر پڑھنے لگا تو گھوڑا پھر گھومنے لگا میں پھر رک گیا اور سوائے بیٹے کے (گھوڑے سے چوٹ لگ جانیکے) اور کوئی اندیشہ نہ تھا۔ پھر پڑھنے لگا تو پھر گھوڑا گھومنے لگا میں نے ادھر کو سر اٹھایا تو دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کیطرح ہے قمقموں جیسی جو آسمان سے ادھر آرہی ہے مجھے اس سے ذرا ڈر سا معلوم ہوا۔ اور میں خاموش ہوگیا۔ صبح ہوئی تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب ماجرا سنایا ارشاد فرمایا کہ یہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب آتے تھے، اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے۔ تو لوگ ان کو صبح کو دیکھتے

ف ۵ یعنی حرف الف میں ورنہ نام عبداللہ تو حرف عین میں عبداللہ نام صحابہ میں ذکر ہونا چاہیے اور عمرو ہو تو حرف عین میں عمر نام صحابہ میں اور ان میں سے یقینی کوئی سا نہ تھا اس لئے ابن ام مکتوم کنیت سے ذکر کر دیا تو یقینی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ۔ شیخ علوان عمری نے نسمات الاسحار میں بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ یعنی جناب بابلی نے غایۃ المرام میں جو صحیح بخاری کے راویوں کی تاریخ ہے ذکر کیا ہے کہ حضرت انسؓ کے پاس کچھ زمین تھی اس زمین میں کام کرنیوالے نے زمین کی خشکی کی شکایت کی تو حضرت انسؓ نے نماز پڑھی اور پوچھا تم کچھ دیکھتے ہو (یعنی ابر وغیرہ) اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے پھر نماز پڑھی اور پوچھا کچھ دیکھتے ہو عرض کیا کہ پرندہ کے پر کے برابر بادل دیکھتا ہوں آپ نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہے یہانتک کہ بارش ہوگئی ۔ اور زمین سیراب ہوگئی پھر فرمایا دیکھو بارش کہانتک پہنچی ہے اس نے عرض کیا کہ آپ کی زمین سے آگے نہیں گئی ۔

حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ ۔ بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ انکے چچا انس بن النضر نے جنگ احد کے دن یہ کہا تھا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبو احد سے ورے پاتا ہوں اور بیشک ۔ جنت ہی کی خوشبو ہے اور اس کے بعد آپ شہید ہوگئے ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ : بیہقی اور ابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے روایت کی ہے ۔ کہ حرہ مقام سے ایک آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمیم داری رضہ کے پاس آئے اور فرمایا اس آگ کی طرف اٹھکر چلو یہ انکے ساتھ اٹھے اور میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا دونوں آگ کے پاس آئے تو تمیم داریؓ آگ کو ہاتھوں سے دھکیلنے لگے ۔ یہانتک کہ وہ گھاٹی کے اندر چلی گئی اور تمیم رضہ اسکے پیچھے پیچھے گئے حضرت عمر رضہ فرماتے تھے ، جسنے دیکھ لیا وہ نہ دیکھنے والے جیسا نہیں ہے اور تین بار فرمایا ۔

اور ابونعیمؒ نے مرزوق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک آگ نکلی تھی تو تمیم داری رضہ اس کو اپنی چادر سے ہٹاتے تھے حتیٰ کہ وہ غار میں داخل ہوگئی حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ ہم تم سے ایسی ہی باتوں کو حل کراتے ہیں ۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ۔ بیہقی نے عبداللہ بن عبید اللہ الانصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت بن قیسؓ کو دفن کیا ہے اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں ۔ ہمارے خطیب تھے ۔ انکے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی شہادت دی ہے تو جب ہم نے ان کو دفن کیا تو یہ کہتے سنا محمد رسول اللہ ہیں ۔ ابوبکر صدیقؓ ہیں عمرؓ شہید ہیں ۔

اور عثمان رضی اللہ عنہ کے رحیم میں ہمنے ان کو دیکھا تو وہ زندہ تھے ان کو صاحب شفاء وغیرہ نے بیان کیا ہے

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ جن کو مع انکے ساتھیوں کے شام کے دیہات میں سے قریہ عذرا میں جہاں یہ حضرات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید کئے گئے تھے دفن کیا گیا ہے عارف باللہ سید محمد حنفی نے اپنے حاشیہ میں جو جامع صغیر پر ہے حضور کے ارشاد کے قریب کہ عنقریب عذرا میں چند ایسے لوگ شہید کئے جائینگے جنکی وجہ سے حق تعالےٰ سبحانہ اور سب آسمان والے غضبناک ہو جائینگے، یہ لکھا ہے کہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ وضوء اور طہارت پر بہت زیادہ حریص تھے اور جب قید کر دیئے گئے وہاں ان کو احتلام ہوا تو جیل خانہ کے منتظم سے پانی مانگا تاکہ غسل کر لیں اس نے جواب دیا کہ میرے پاس صرف تمہارے پینے کے بقدر پانی ہے انہوں نے فرمایا کہ وہی دیدو کہ میں پاکی حاصل کر لوں اس نے کہا میں نہیں دونگا ایسا نہ ہو کہ پھر تم پیاس سے مرجاؤ۔ اور جس نے مجکو تمہارے قید کرنیکا حکم دیا ہے پھر وہ مجھے قتل کر ڈالے آپنے حق تعالےٰ سے بارش نازل ہونے کی دعا کی بارش ہوئی اور یہ پاک ہو گئے۔ تو انکے اور قیدیوں نے جو ان کیساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے یہ مصیبت دور فرمادیں، فرمایا میں تو اسی حالت کو پسند کرتا ہوں جس میں ہوں کیونکہ یہ میرے رب کے ارادہ و قدرت سے ہے اور بارش کی دعا تو اس لئے کی تھی کہ اسکا تعلق عبادت سے تھا شیخ حنفی کہتے ہیں عارفین کی شان ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ۔ علامہ مناوی نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے اعمش سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ کی قبر مبارک پر پاخانہ پھر دیا۔ تو وہ مجنون ہو گیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا پھر مرگیا۔ تو اسکی قبر میں سے سنا گیا کہ وہ بھونک رہا ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ۔ امام شبلی باعلوی نے کتاب المشرع الروی میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جو ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت حسین کے قاتلوں میں سے کوئی نہیں بچا کہ اسکو دنیا میں عذاب نہ دیا گیا ہو خواہ قتل کئے جانیکے ساتھ یا اندھا ہو جانیسے یا چہرہ کے سیاہ ہو جانیسے یا ملک و دولت کے بہت تھوڑی سی مدت میں جاتے رہنے سے اور آپکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن حصین نے آپ کو جنگ کیوقت اور پانی روک دینے کیوقت آواز دی تھی کہ اے حسین کیا تم پانی کو نہیں دیکھتے، کہ گویا وہ آسمان کا بیچ ہے (کہ اس تک رسائی نہیں ہو سکتی)

خدا کی قسم تم اسمیں سے ایک قطرہ نہ چکھ سکو گے اور پیاس سے مر جاؤ گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ اس کو پیاس سے مار ڈالئے تو یہ خبیث ایسا ہو گیا کہ پانی پیتا تھا مگر سیراب نہ ہوتا تھا یہانتک کہ پیاس سے مر گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پینے کیلئے پانی مانگا۔ تو ایک آدمی نے جسکو زرعہ کہا جاتا تھا ایک تیر مارا جو آپکے تالو پر جا لگا اور آپکے اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ اسکو پیاسا کر دیجئے تو یہ خبیث بھی ایسا ہو گیا۔ کہ پیٹ میں کو گرمی سے اور پیٹھ میں کی سردی سے ہر وقت چلاتا رہتا تھا سامنے تو برف اور پنکھے رہتے اور پیچھے انگیٹھی اور کہتا رہتا تھا۔ کہ مجھے کچھ پلاؤ ایک اتنا بڑا برتن ستو اور پانی اور دودھ کا لایا جاتا جس سے پانچ آدمی سیراب ہو جائیں یہ اسکو پیتا اور کہتا رہتا کہ مجھے کچھ پلاؤ مجھے تو پیاس نے مار ڈالا اور پھر اسیطرح پلایا جاتا تھا یہانتک کہ پیتے پیتے اس کا پیٹ اسیطرح پھٹ گیا جسطرح اونٹ کا پیٹ پھٹتا ہے ان دونوں کرامتوں کو شیخ ابن حجر نے صواعق میں بیان کیا ہے۔

علامہ شبلی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک بہت بوڑھے شخص نے جس نے حضرت حسین کے قتل میں اعانت کی تھی جب یہ سنا کہ جس جس نے انکے قتل میں اعانت کی ہے وہ اسوقت تک نہیں مریگا۔ جبتک اسکو کوئی بلا نہیں پہنچ جائیگی تو بولا کہ میں بھی تو ان لوگوں میں سے ہوں جو اس واقعہ میں تھے اور مجھے کوئی ناگوار بات پیش نہیں آئی، پھر چراغ ٹھیک کرنیکے لئے اٹھا کہ آگ بھڑک گئی۔ اور اسکے بدن میں لگ گئی یہ آگ آگ چلاتا رہا اور مر گیا۔ علامہ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت حسین کے قتل میں صرف حاضر تھا۔ تو وہ اندھا ہو گیا اس سے اس کے اندھے ہونے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آستینیں چڑھی ہوئی ہیں دست مبارک میں تلوار ہے اور سامنے چمڑا بچھا ہوا ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور پھر حضرت حسین کے قاتلوں میں سے دس کو حضور کے سامنے ذبح کیا ہوا دیکھا۔ پھر حضور نے اس پر لعنت فرمائی اور اس کو وہاں کھڑے ہو کر انکی جماعت کی تعداد بڑھانے پر برا بھلا کہا۔ اور حضرت حسین کے خون کی ایک سلائی اسکی آنکھ میں لگا دی تو صبح کو جو اٹھا اندھا تھا۔

اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت حسین کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکا دیا تو چند روز کے بعد دیکھا گیا کہ اس کا چہرہ تارکول سے زیادہ سیاہ تھا اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم تو سارے

عرب سے زیادہ خوشرو تھے؟ جواب دیا کہ جب سے میں نے اس سر کو اٹھایا ہے ہر رات دو شخص میرے بازو پکڑتے ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ پر لیجاتے اور دھکا دیدیتے ہیں اور میں اس میں منہ کے بل گرجاتا ہوں۔ وہ مجھے جھلس دیتی ہے اس سے میں ایسا ہوگیا ہوں جیسا تم دیکھتے ہو پھر وہ بہت بری حالت پر مرا ہے، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بروز جمعہ یوم عاشورا ۶۱ھ میں شہید کیے گئے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ آپ کی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جس کو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہ حالت جنابت میں شہید کیے گئے تھے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انکو فرشتوں نے غسل دیا ہے اور ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے حمزہ رضہ کو غسل دیتے تھے،

بیہقی نے واقدی سے روایت کی ہے کہ فاطمہ خزاعیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کی تو عرض کیا السلام علیک اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا میں نے ان کا کلام سنا تو انہوں نے جواب دیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور میں نے عارف باللہ سیدی شیخ محمود کردی شیخانی مقیم مدینہ منورہ کی کتاب الباقیات الصالحات میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی تو سلام کیا۔ اپنے کان سے واقعی طریقے سے سلام کا جواب سنا اور آپ نے انکو حکم دیا کہ اپنے لڑکے کا نام ان کے نام پر رکھیں۔ پھر ان کے لڑکا ہوا اور اس کا نام انہوں نے حمزہ کہا۔

ص ۸۷/۲۵ کل ۲ صفحہ ۱۰ سطر ——— ص ۹/۲۵

حضرت حمزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ۔ کتاب التاریخ میں امام بخاری نے اور بیہقی اور ابو نعیم نے خود حضرت حمزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ ایک سفر میں تھے اندھیری رات تھی (اونٹوں کے منتشر ہونے اور آدمیوں کے الگ الگ ہو جانیکا اندیشہ تھا) تو اس وقت میری انگلیاں روشن ہوگئیں (اس روشنی سے سب لوگوں نے اپنی سواریوں کو ایک جگہ کرلیا اور کوئی گم نہ ہوا۔ اور میری انگلیاں برابر چمکتی رہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ۔ ابن اسحاق رضہ نے بیان کیا ہے کہ مجھسے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے روز فرمایا تھا کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دیگے لوگوں نے

ان کے گھر والوں سے ان کا حال پوچھا اور میں نے ان کی اہلیہ صاحبہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا حنظلہؓ جنابت کی حالت میں تھے جب جنگ پر بلائے جانیکی آواز سنی تو گھر سے نکل کھڑے ہوئے اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے اور بیہقی اور ابن سعد نے ہشام بن عروہ کی سند سے انکے والد سے ان لفظوں میں روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے حنظلہؓ کو آسمان زمین کے درمیان بارش کے پانی سے جو چاندی کے طشت میں ہے غسل دے رہے ہیں۔ ابو اسید ساعدی رضؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم پہنچے تو دیکھا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ - ابو یعلی اور بیہقی اور ابو نعیم نے ابو السفر سے روایت کی ہے کہ خالد بن الولید رضؓ حیرہ میں نازل ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ زہر سے بچتے رہیں عجمی لوگ آپکو زہر نہ پلادیں۔ فرمایا وہ زہر میرے پاس لاؤ آپنے اسے ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھکر حلق میں ڈال لیا تو زہر نے کچھ نقصان نہ دیا اور کلبی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب خالد بن الولید رضؓ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حیرہ کا قصہ کرنے لگے۔ تو وہاں کے لوگوں نے عبد المسیح کو ایک گھنٹہ میں ختم کر دینے والا زہر دیکر بھیجا حضرت خالدؓ نے فرمایا لاؤ ہتھیلی پر رکھکر بسم اللہ وباللہ رب الارض والسماء وبسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء پڑھا اور کھالیا عبد المسیح اپنی قوم میں لوٹ کر گیا اور کہا کہ اے میری قوم انہوں نے تو اس زہر کو کھالیا ہے اور اس نے کوئی نقصان نہیں دیا تم لوگ ان سے صلح کرلو (اور سمجھ لو) یہ بات ان کیلئے تجویز شدہ ہے ابن ابی الدنیا نے صحیح سند سے خیثمہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ خالد بن الولیدؓ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ساتھ شراب کا ایک مشکیزہ تھا آپنے دعا کی۔ کہ اے اللہ اسے شہد بنا دیجئے تو وہ شہد ہوگئی اور اسی سند سے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ خالد بن الولیدؓ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ساتھ شراب کا مشکیزہ تھا آپنے پوچھا یہ کیا ہے اس نے عرض کیا سرکہ ہے آپنے فرمایا اللہ تعالے اسکو سرکہ ہی بنادیں پھر جو لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔ حالانکہ پہلے شراب تھی۔ ابن سعد نے محارب بن دثار سے روایت کی ہے کہ خالد بن الولید رضؓ سے عرض کیا گیا کہ آپکے لشکر میں بعض آدمی شراب پیتے ہیں آپنے لشکر میں چکر لگایا۔ تو ایک شخص کے پاس شراب کا مشکیزہ دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اس نے عرض کیا سرکہ ہے فرمایا اے اللہ اسکو سرکہ بنا دیجئے پھر جو اس شخص نے مشکیزہ کھولا۔ تو سرکہ تھا وہ کہتا تھا کہ یہ حضرت خالد رضؓ کی دعا ہے۔

حضرت ذویب بن کلاب رضی اللہ عنہ - ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کی ہے - کہ جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعاء پر غلبہ پا لیا تو اس نے ذویب بن کلاب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ماننے کی وجہ سے پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ مگر آگ نے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمایا تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے بھی پیدا فرمائے ہیں عبدان نے کتاب الصحابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ ذویبؓ ہی ہیں جو کلاب بن ربیعہ خولانی کے بیٹے ہیں اور یمن والوں میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ابن عساکر نے ابوالبشر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بنی خولان یمن کا ایک شخص اسلام لے آیا تو اسکی قوم نے اسکو کفر پر لوٹانا چاہا اور آگ میں ڈال دیا مگر اس میں سے سوائے ان چند جگہوں کے کہ جہاں پہلے پہلے وضو کا پانی نہیں پہنچتا تھا - کچھ نہیں جلا - یہ بزرگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ میرے واسطے بخشش کی دعا فرمایئے فرمایا تم خود اس کے زیادہ حقدار ہو اور فرمایا کہ تم آگ میں ڈالے گئے اور پھر نہیں جلے - انہوں نے بخشش کی دعا کی اور اس کے بعد شام چلے گئے وہاں لوگ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے، اور میں نے ان کو یہاں صحابہؓ کے بیان میں اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں اسلام لے آئے تھے جیسے کہ نجاشی،

حضرت زید بن خارجہ الانصاری رضی اللہ عنہ - بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت بیان کی اور اسے صحیح کہا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری ثم من بنی الحارث بن الخزرج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی جب کفن دیدیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینہ میں سے ایک آواز سنی پھر اسکے بعد بولے احمد صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی کتاب میں بیان ہے اور سچے ہیں سچے ہیں - ابوبکر صدیق کا جو اپنی ذات میں ضعیف اور اللہ کے حکم میں قوی ہیں پہلی کتاب میں بیان ہے سچے ہیں سچے ہیں - عمر بن الخطاب قوی اور امین ہیں یہ پہلی کتاب میں بیان ہے سچے ہیں سچے ہیں - عثمان بن عفان جو انہی کے طریقہ پر ہیں چار سال گذر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے فتنے آگئے قوی نے ضعیف کو کھا لیا اور قیامت قائم ہو گئی - اور عنقریب تمہارے لشکر سے تمہارے پاس اریس کے کنوئیں کی خبر آئیگی اور کیا چیز ہے اریس کا کنواں؟ پھر بنی خطمہ میں کے ایک شخص کا انتقال ہوا جب اسکو کفنا دیا گیا تو ایک آواز اس کے سینے سے بھی سنائی دیگئی - پھر وہ بولا کہ بنی الحارث بن الخزرج کے آدمی نے سچ کہا ہے - سچ کہا ہے -

بیہقی نے کہتے ہیں اریس کنوئیں کا حال یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی۔ جو حضور کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر رضہ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رضہ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان رضہ کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ وہ (ان سے) اریس کے کنوئیں میں گر گئی اور یہ اسوقت ہوا جبکہ ان کی خلافت کے چھ سال گزر چکے تھے، تو اسی وقت آپ کے ماتحت حال لوگ بدل گئے اور فتنوں کے اسباب ظاہر ہونے لگے۔ جیسے کہ زید بن خارجہ کی زبان پر کہا گیا تھا۔"

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن حضرت نے موت کے بعد کلام کیا ہے وہ خارجہ بن زید ہیں۔

طبرانی وغیرہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک دفعہ مدینہ منورہ کے رستوں میں سے کسی رستہ میں ظہر وعصر کے مابین چلے جا رہے تھے۔ اچانک گر پڑے اور وفات فرما گئے۔ انصار کو اسکی خبر لگ گئی وہ آئے اور ان کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔ اور ایک اونی اور دو ولیسی دھاری دار چادروں میں کفن دیا گیا۔ گھر میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں رونے لگیں اور کچھ مرد بھی تھے یہ دیر تک کفن میں لپیٹے رکھے رہے۔ کیونکہ اچانک موت کے واقعہ ہو جانے سے لوگوں کو موت میں شک ہو گیا تھا اس لئے تجہیز وتکفین اور دفن میں دیر کی گئی جب مغرب وعشا کا درمیان ہوا تو لوگوں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے: کہ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ غور کیا تو یہ آواز کفن کے نیچے سے تھی ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ ہیں امی خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ پہلی کتاب میں ہے پھر کہا سچ فرمایا سچ فرمایا پھر کہا یہ رسول اللہ ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم)، السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پھر ویسے ہی مردہ ہو گئے جیسے کہ تھے، میں نے اسکو اپنی کتاب حجۃ اللہ علے العالمین سے نقل کیا ہے تو گویا انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اپنے پاس موجود دیکھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کہا ہے۔ اور تین خلفاء کا ذکر کیا ہے۔ حضرت علی رضہ کا ذکر نہیں کیا اسکی وجہ ہے کہ ان کی وفات حضرت علی رضہ کی خلافت سے پہلے ہوئی ہے پھر میں نے ابن الاثیر کی کتاب اسد الغابہ میں خارجہ بن زید الخزرجی کے بیان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اس قصہ اسے بزرگ کے باب میں اختلاف ذکر کیا ہے وہ خارجہ بن زید ہیں یا زید بن خارجہ اور اخیر میں یہ کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ بولنے والے زید بن خارجہ تھے، واللہ اعلم

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بخاری و مسلم اور بیہقیؒ نے عبد الملک بن عمیر کے واسطہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضؓ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ ایک شخص کو بھیجا کہ کوفہ میں انکے متعلق تفتیش حال کرے ان صاحب کو کوفہ کی مسجدوں میں پھرایا گیا تو سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں کہا گیا۔ یہانتک کہ ایک مسجد میں پہنچے تو ایک صاحب نے جنکو ابو سعدہ کہا جاتا تھا یہ کہا کہ جب تم ہم کو قسم دیتے ہو تو سنو کہ سعدؓ تقسیم برابر نہیں کرتے لشکر میں خود نہیں چلتے اور فیصلے میں انصاف نہیں کرتے حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اسکی عمر دراز فرما دیجئے اور اسکی تنگدستی دراز کر دیجئے اور اس کو فتنوں میں ڈالدیجئے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ بڑی عمر ہونیکی وجہ سے اس کی بھویں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں فقیر ہو گیا تھا راستہ میں باندیوں کو چھیڑتا اور آنکھوں سے اشارہ کرتا تھا جب اس سے کہا جاتا کہ تم کیسے ہو تو کہتا ایک بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا کیا ہوا اور ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت سعد رضؓ نے کوفہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے کیسا امیر تھا ایک شخص بولا یا اللہ تم ایسے تھے جیسا مجھے معلوم ہے کہ رعیت میں انصاف نہیں کرتے تھے اور تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور لشکر میں شریک ہو کر خود جہاد نہیں کرتے تھے، تو حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اسکو اندھا کر دے اسپر جلد تنگدستی طاری کر دے اسکی عمر دراز کر دے اور اسکو فتنوں میں ڈالدے تو یہ شخص اسوقت تک نہیں مرا جب تک اندھا اور فقیر نہیں ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں سے بھیک مانگی اور مختار کذاب کے فتنہ کو پایا اور اسی میں مرا۔

طبرانی اور ابن عساکر اور ابو نعیم نے قبیصہ بن جابر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے حضرت سعد کو برا بھلا کہا تو حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ اے اللہ اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح آپ کو منظور ہو مجھسے روکدیجئے تو جنگ قادسیہ میں اس شخص کے تیر لگا جس نے اسکی زبان اور ہاتھ بیکار کر دیئے پھر یہ ایک کلمہ بھی نہ بول سکا اور مر گیا۔ اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے مغیرہ کیواسطے سے ان کی والدہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت تھی جس کا قد بچہ کا سا قد تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بیٹی ہے اس نے انکو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالدیا تھا اسپر انہوں نے کہدیا تھا کہ اللہ تیری قدرت کو کم کرے تو وہ ابتک جوان نہیں ہو سکی

(باقی آئندہ)

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے میناء کے واسطہ سے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے ۔ کہ ایک عورت حضرت سعد رضہ کو جھانکا کرتی تھی یہ روکا کرتے تھے ۔ مگر وہ رکتی نہ تھی ایک روز اس نے جھانکا تو آپ نے کہدیا کہ تیرا منہ بگڑ جائے تو اس کا چہرہ گدی کی طرف ہو گیا تھا ،

حاکم نے قیس رحہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت برا کہا ۔ تو حضرت سعد رضہ نے دعا کی کہ اے اللہ یہ آپ کے ولیوں میں سے ایک ولی کو برا کہتا ہے ۔ آپ اس مجمع کو اسوقت تک متفرق نہ کیجئے ۔ کہ اپنی قدرت نہ دکھلاویں تو خدا کی قسم ہم لوگ متفرق نہ ہوئے تھے کہ اس کی سواری زمین میں دھنسنے لگی ، اور اس نے اس کو کھوپڑی کے بل پتھروں میں پھینک دیا جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور یہ مر گیا ۔

حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعدؓ نے ایک شخص کو بد دعا دی تو اسکی اونٹنی اس کے پاس آئی اور اس کو مار ڈالا اسپر حضرت سعدؓ نے ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسیکو بد دعا نہ دینگے ۔

حاکم نے ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ مروان خلیفہ نے کہا تھا کہ یہ مال ہمارا مال ہے جسکو ہم چاہینگے دینگے تو حضرت سعدؓ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا کیا میں دعا کروں ۔ مروان کود کر آیا ۔ اور یہ گلے سے لپٹ گیا اور عرض کیا ۔ کہ اے ابو اسحٰق میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ دعا نہ کیجئے یہ مال تو سب اللہ تعالےٰ کا ہی ہے ،

بیہقی اور ابن عساکر نے یحیی بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ کے واسطہ سے ان کے والد سے روایت کی ہے اور ان کے دادا لبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضہ نے دعا کی ۔ اے پروردگار میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں تو مجھ سے موت کو اتنا موخر کر دیجئے کہ یہ بالغ ہو جائیں بیس سال تک کیلئے ان کی موت موخر کر دی گئی ۔ یعنی اس شدید مرض کے بعد جسمیں مرنیکے قریب ہو گئے تھے بیس سال تک اور زندہ رہے طبرانی نے ۔ ام بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت سعد رضہ جارہے تھے ایک شخص پر گذرے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت برا کہہ رہا تھا ۔ اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر کو بھی حضرت سعدؓ نے اس سے کہا ۔ تم ایسے لوگوں کو برا کہہ رہے ہو کہ جن کے حق میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ وعدہ آچکا ہے جو آچکا ہے تو خدا کی قسم یا تو تم انکو برا کہنا

چھوڑ دو یا میں تمہارے واسطے بد دعا کرونگا۔ اس نے جواب دیا کہ تم مجھ کو ڈراتے ہو کہ گویا تم بنی ہو۔ تو حضرت سعد نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کے حق میں آپ کا وہ وعدہ آچکا ہے جو آچکا ہے تو اس کو آج لوگوں کیلئے عبرت بنا دیجئے اسکے بعد ایک بختی اونٹنی آئی۔ لوگ اس کی وجہ سے ہٹ گئے اور وہ اسکو روندگئی۔ پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت سعدرض کے پیچھے پیچھے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے ابو اسحٰق اللہ تعالٰی نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور حضرت سعد جو مستجاب الدعا تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اس کی دعا کی تھی کیونکہ ترمذی و حاکم نے حضرت سعدرض سے روایت کی ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔ کہ حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ سعد کی دعا قبول فرمالیجیے جب وہ دعا کرے۔ تو جب دعا کرتے تھے قبول کی جاتی تھی۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے۔ اے اللہ انکی دعا قبول فرمالیا کیجئے اور ان کا نشانہ درست فرما دیجئے۔

ابو نعیم نے ابن الدنیلی سے روایت کی ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نہر شیر پر اترے تو کشتیاں طلب کیں تاکہ لوگوں کو لیکر گذر جائیں مگر کوئی صورت نہ ہوسکی کیونکہ دشمنوں نے سب کشتیوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ماہ صفر کے کئی دن گزر گئے اور آپ ٹھہرے رہے پھر نہر میں چڑھاؤ ہو گیا تو حضرت سعد نے ایک خواب دیکھا۔ کہ مسلمانوں کے گھوڑے اس نہر میں گھس گئے اور عبور کر گئے۔ اور دریا سے کو چڑھاؤ کی وجہ سے ہیبتناک صورت لئے ہوئے ہے آپنے اپنی خواب کی تعبیر کیلئے اس کو عبور کرنے کا پکا ارادہ کرلیا لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اب میں نے اس دریا کو طے کرکے مقابل تک جانیکا ارادہ کر دیا ہے اور سب لوگوں کو گھس جانے کی اجازت دیدی اور فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم اللہ کی امداد چاہتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں اللہ ہی ہم کو کافی ہے اور وہی بہترین ذمہ دار ہے کوئی تغیر اور قوت نہیں مگر اللہ ہی کی جانب سے ہے جو بڑے مرتبہ اور بڑی عظمت والا ہے پھر سب کے سب دریا میں گھس پڑے اور موجوں پر سوار ہوگئے اور وہ جھاگ سے رہی تھیں اور سیاہ تھیں اور لوگ اس تیرنے میں قریب قریب تھے اور ایسے ہی باتیں کر رہے تھے جیسے کہ زمین پر چلنے میں باتیں کرتے رہتے ہیں تو اہل فارس کو ایسا امر آیا ہے جو انکے گمان میں بھی نہ تھی بہت تعجب ہوا اور اپنی جانوں کو بچانیکے۔ اور بہت سا مال چھوڑ کر جلدی سے بھاگ نکلے نبرض صفر ۱۶ھ

میں مسلمان کسریٰ کے شہروں میں داخل ہو گئے اور جو مال کسریٰ کے گھروں میں باقی تھا۔ اس پر قبضہ کر لیا۔ اور ابو نعیم نے ابو عثمان ہندی سے حضرت سعدؓ کے لوگوں کیساتھ قیام کرنے اور انکو عبور کی دعوت دینے میں یہ روایت کیا ہے کہ ہم گھوڑوں اور سواریوں سے نہر پر چھا گئے یہاں تک کہ دونوں کناروں سے کوئی شخص پانی کو نہیں دیکھ سکتا تھا ہمارے گھوڑے ہمکو لیکر ان کی طرف نکلے تو ان کی ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے جب مقابل قوم نے یہ دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسی بھاگی کہ اپنی کسی چیز کی طرف بھی توجہ نہیں کی اور بیان کیا ہے کہ پانی میں ان حضرات کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی سوائے ایک پیالہ کے جسکی رسی بودی تھی وہ ٹوٹ گئی اور اسے پانی بہالیگیا لیکن اسکو بھی ہواؤں اور موجوں نے دھکیل دیا کہ وہ کنارہ پر آ رہا اور اسکے مالک نے لیلیا اور ابو نعیم نے ابو بکر بن حفص بن عمر سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ جو صاحب حضرت سعدؓ کے ساتھ ساتھ پانی میں چل رہے تھے سلمان فارسی رضی تھے۔ گھوڑے ان لوگوں کو لیکر تیر رہے تو سعدؓ کہتے تھے ہمکو اللہ تعالیٰ نے کافی ہیں اور وہی بہترین ذمہ دار ہیں واللہ تعالیٰ اپنے ولی کی ضرور مدد فرمائینگے۔ ضرور اپنے دین کو غلبہ اور ضرور اپنے دشمن کو شکست دینگے بشرطیکہ لشکر میں بدکاری اور ایسے گناہ نہ ہوں کہ جو نیکیوں پر غالب آجائیں۔ سلمانؓ نے ان سے کہا کہ ابھی تو سب کا اسلام نیا ہے اور خدا کی قسم انکے واسطے دریا ایسے ہی تابعدار کر دیئے گئے ہیں جیسے خشکی اور یہ لوگ پانی پر چھا گئے یہاں تک کہ کنارہ سے پانی نظر نہیں آتا تھا اور بیشک ان حضرات کیلئے دریا کے باب میں بہ نسبت خشکی کے زیادہ واقعات ہیں غرض یہ لوگ دریا سے نکلے اور نہ انکی کوئی چیز کھوئی گئی اور نہ کوئی غرق ہوا۔ اور ابو نعیم نے عمیر صائدی سے روایت کی ہے کہ جب یہ لوگ دریا میں گھس پڑے تو ایک دوسرے کے قریب قریب ہو گئے۔ سلمانؓ سعدؓ کے متصل تھے، برابر میں پانی میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے سعدؓ نے کہا کہ یہ بڑی عزت اور بڑے علم والے کے مقدر کئے ہوئے ہے۔ پانی ان لوگوں کو اوپر کو اٹھا رہا تھا۔ گھوڑا ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا تھا۔ جب تھک جاتا تھا تو کوئی ٹیلہ ظاہر ہو جاتا اور اسپر اسطرح آرام کر لیتا تھا کہ گویا زمین پر ہے پس مدائن میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ نہیں ہوا اسی وجہ سے اس کو یوم الجراثیم (ٹیلوں کا دن) کہا جاتا ہے کہ جب کوئی تھک جاتا۔ ایک ٹیلہ اٹھا آتا تھا کہ اسپر آرام لیلے۔ اور ابو نعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ دجلہ میں گھسے تو وہ موجیں مار رہا تھا جب ہم اس کے زیادہ پانی کے حصہ میں پہنچے تو گھوڑے سوار کھڑا رہتا تھا اور پانی اس کے

جنگ تک نہیں پہنچا تھا اور ابونعیم نے حبیب بن صہبان سے روایت کی ہے کہ جنگ مدائن کے بعد جب مسلمانوں نے دجلہ کو عبور کر لیا تو اہل فارس نے کہا یہ تو جن ہیں انسان نہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے سارے جہانوں پر ایک حجت ہیں۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ ۔ حاکم اور بیہقی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے حضرت زید کہتے ہیں کہ مجھ کو جنگ احد کے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کہ سعد بن الربیع کو تلاش کرو اگر تم ان کو دیکھو تو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تم اپنے کو کیسا پاتے ہو میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ ان کا دم آخر ہو رہا تھا اور انپر نیزوں اور تلواروں اور تیروں کے ستر زخم تھے انہوں نے جواب دیا کہ عرض کرنا یا رسول اللہ میں اپنے کو ایسا پاتا ہوں کہ جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ اور میری قوم انصار سے فرما دیجئے، کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کوئی دشمن پہنچ گیا اور تم میں سے ایک متنفس بھی باقی رہا تو تمہارا کوئی عذر نہ ہو سکیگا۔ اور اس کے بعد روح پرواز کر گئی رضی اللہ عنہ۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ۔ جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب تحفۃ الانام فی فضائل الشام میں بیان کیا ہے کہ اہل دمشق کا اتفاق ہے کہ آپ کی قبر مبارک دمشق کے شہر غوطہ ایک گاؤں میں ہے جسے منیحہ کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ شیخ عارف مقتدی ابواسحٰق ابراہیم بن الشیخ عارف باللہ عبداللہ نے جن کے والد ارموی مشہور تھے رحمۃ اللہ تعالےٰ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی کئی دفعہ زیارت کی ہے ایک مرتبہ ان کے دل میں یہ خلجان پیدا ہوا کہ یہ حضرت سعد کی قبر ہے بھی یا نہیں ان کو نیند کی اونگھ آگئی تو دیکھا کہ یہ قبر اوپر کی طرف سے پھٹ گئی۔ اور ایک لمبے قد کا بدوی شخص نقاب پوش[1] قبر کی اوپر کی جانب سے نکلا اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں سعد ہوں پھر مجھے نیند سے افاقہ ہو گیا تو میں نے جان لیا کہ یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قبر ہے میں نے کچھ قرآن شریف پڑھا اور دعا کی اور لوٹ آیا۔" سیدنا سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات بلاد شام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۴ھ میں ہوئی ہے۔

[1] جنگ میں سبز نقاب ہوتی تھی ۱۲ مترجم

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ - ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضہ سے روایت کی ہے کہ
غزوہ خندق کے بعد جب حضرت سعد بن معاذ رضہ کا انتقال ہوا تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر
تیزی سے تشریف لے چلے کہ پاؤں کے (جوتے) تسمے ٹوٹنے لگے مگر آپ لوٹتے نہ تھے چادر گری
جاتی تھی اور آپ توجہ نہیں فرماتے تھے اور کسی کی طرف التفات نہیں فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
قریب ہے کہ آپ ہمکو الگ چھوڑ دیں فرمایا مجھے ڈر ہے کہ معاذ کے غسل دینے میں فرشتے ہم سے سبقت نہ
لیجائیں جیسے کہ حنظلہ رضہ کے غسل دینے میں سبقت لیگئے تھے اور بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضہ
سے روایت کی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق کے دن زخم لگا ہے حبان بن العرقہ نے
انکی رگ اکحل[۵] میں تیر مارا تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خیمہ لگایا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت
فرماتے رہیں جب حضور غزوہ خندق سے واپس ہوئے ہتھیار اتار دیئے - اور غسل فرمایا - تو جبرائیل
علیہ السلام سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آئے - اور عرض کیا کہ آپنے ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم آپ
ہتھیار نہیں اتارینگے اب ان کافروں پر خروج فرمائے حضور نے فرمایا تو کہاں کو جبرائیل نے بنی قریظہ
کی طرف اشارہ کیا جب سب وہاں نازل ہوئے اور حکم احکام سعد بن معاذ کو تفویض کئے گئے تو حضرت
سعد نے کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے لوگوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور
بچوں کو گرفتار کر لیا جائے - اور ان کے مال تقسیم کر لئے جائیں تو حضرت سعد رضہ نے دعا کی اے اللہ
آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آپ کی راہ میں جہاد کرنیکے لئے اس قوم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں جس نے
آپکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور ان کو نکال دیا ہے اے اللہ میں سمجھتا ہوں کہ
اب آپنے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کو ختم فرما دیا ہے تو اگر قریش سے کوئی لڑائی باقی ہو تو
مجھے ان کیلئے زندہ باقی رکھئے - کہ میں آپ کی راہ میں ان سے جہاد کروں اور آپنے لڑائی ختم ہی فرما دی ہے
تو ذرا کھولدیجئے اور میری موت اسی میں فرما دیجئے پھر اسی رات یہ لڑائی جھڑ گئی اور حضرت معاذ کی وفات
اسی سے ہوئی اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب میں سعد بن معاذ رضی
اللہ عنہ کے تیر مار گیا اور رگ اکحل کھل گئی خون جب آیا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ میری جان نہ نکالئے
جب تک بنی قریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ کر دیجئے - ان کی رگ بند ہو گئی - اور ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا

[۵] اکحل ہتھیلی کے وسط میں ایک رگ ہے جسکو رگ ہفت اندام اور میزاب البدن اور عرق الحیوۃ بھی کہتے ہیں اسکے کٹنے سے تمام بدن کا خون نکل جاتا ہے ۱۲ مترجم

یہاں تک کہ سب لوگ ان کے حکم پر راضی ہو گئے پھر جب یہ انکے قتل سے فارغ ہو گئے۔ وہ رگ پھوٹ گئی، اور وفات پا گئے۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ کے باب میں فرمایا ہے ان کیلئے عرش ہل گیا ہے، اور ان کے جنازہ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے چلے ہیں اور جابر رضہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ یہ کس مرد صالح کا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اسکے لئے عرش ہل گیا ہے۔ حضور باہر تشریف لائے تو سعد ابن معاذ کی وفات ہو گئی تھی اور بیہقی نے رافع رضی سے روایت کی ہے کہ اپنی قوم میں سے جس سے میں نے پوچھا اسینے بتایا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کے درمیان میں ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے آئے اور پوچھا۔ کہ یہ مرنے والا کون ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے اور عرش حرکت میں آ گیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم جلدی سے سعد بن معاذ کی طرف تشریف لیچلے۔ تو ان کو دیکھا کہ وفات پا چکے ہیں۔ اور بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ سعد بن معاذ کیلئے جو حق تعالے کا عرش متحرک ہوا وہ انکی روح سے خوش ہونیکی وجہ سے متحرک ہوا ہے اور ابن سعد نے مسلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گھر میں سوائے کفن پہنائے ہوئے سعد رضہ کے اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور بچ بچ کر تشریف لے جا رہے ہیں اور مجھے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جا میں ٹھہر گیا اور پیچھے سے ذرا ہٹا دیا گیا۔ حضور کچھ دیر تشریف فرما رہے پھر باہر تشریف لیگئے اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کسی اور کو تو دیکھا نہیں اور آپ کو یہ دیکھا۔ کہ آپ بچ بچ کر تشریف لے جا رہے تھے ارشاد فرمایا کہ میں کو کسی جگہ بیٹھ نہیں سکا۔ جب تک فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے اپنا ایک پر میرے لئے سمیٹ نہیں لیا اور ابو نعیم نے اشعث بن اسحق بن سعد ابن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ حضور نے اس دن اپنے گھٹنے سمیٹ لئے تھے اور فرمایا تھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اسے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی۔ تو میں نے جگہ دی جب لوگوں نے انکا جنازہ اٹھایا اور یہ بہت بڑے اور لمبے تھے۔ ایک منافق نے کہا۔ کہ ہم نے کوئی نعش آج سے زیادہ ہلکی نہیں اٹھائی

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے جنازہ پر ستر ہزار وہ فرشتے حاضر ہوئے ہیں جنہوں نے زمین پر کبھی قدم نہ رکھا تھا اور ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ساری قوم نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے کسی میت کو سعد سے ہلکا نہیں اٹھایا فرمایا کہ ہلکے کیوں نہ ہوتے ان کیلئے آج اتنے اتنے فرشتے اتر آئے ہیں جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے اور وہ تمہارے ساتھ جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں اور ابن سعد اور ابو نعیم نے محمد بن منکدر کی سند سے محمد بن شرجیل بن حسنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ان کی قبر مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی اور لیگیا کچھ بعد اسے دیکھا تو وہ مشک تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ یہانتک کہ چہرہ مبارک میں رسرت کا اثر محسوس ہونے لگا اور فرمایا الحمد للہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچتا تو سعد بن معاذ بچتے ان کو ذرا سا دبایا گیا تھا پھر اللہ تعالے نے کشادگی فرمادی اور ابن سعد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے سعد کی قبر کھودی ہے جب ہم مٹی کا کچھ حصہ کھودتے تھے ہمپر مشک کی لپٹین آتی تھیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بخاری ومسلم نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ اویس کی بیٹی اروی نے مروان بن الحکم کے یہاں سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مقدمہ دائر کیا۔ اور دعوےٰ کیا انہوں نے اسکی زمین لیلی ہے حضرت سعید نے جواب دیا کہ کیا میں اس کے بعد بھی اسکی زمین سے کچھ لے لونگا جبکہ میں نے خود حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے باب میں سن لیا ہے۔ مروان نے پوچھا آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے۔ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس نے زمین سے ایک بالشت بھی ظلماً لیلی اللہ تعالے نے ساتوں زمینوں تک کو اس کے گلے میں طوق ڈالدینگے، مروان نے کہا بس اسکے بعد میں آپ سے کوئی گواہ نہیں مانگتا حضرت سعید رضہ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہو تو اسکی بینائی کو غارت فرما دیجئے اور اس کو اسکی زمین میں قتل کر دیجئے عروہ کہتے ہیں کہ وہ اسوقت تک نہیں مری جب تک اس کی بینائی جاتی نہیں رہی اور وہ اپنی زمین میں چلی جارہی تھی کہ یکایک گڑھے میں گری اور مرگئی اور مسلم کی ایک روایت میں محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرو سے یہی مضمون

ہے کہ انہوں نے اسے اندھی دیکھا ہے دیواروں کو ٹٹولتی تھی اور کہتی تھی۔ کہ مجھے سعیدؓ کی دعا لگ گئی۔
اور جس گھر پر اس نے مقدمہ کیا تھا اسی کے کنوئیں پر گذری تو اسمیں گر پڑی اور وہی اسکی قبر بنگیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔ آپکی

کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ محمد بن المنکدر نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں ایک کشتی
میں سوار تھا وہ ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر سوار رہگیا مجھے پانی نے کنارہ پر پھینک دیا تو مجھے ایک شیر ملا
میں نے اس سے کہا اے ابو الحارث[۵۷] میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں
فرماتے ہیں کہ اس نے سر جھکا لیا اور مجھے اپنے پہلو اور کندھے سے دھکیلتا رہا یہانتک کہ راستہ
پر پہنچا دیا۔ پھر جب راستہ پر پہنچا دیا تو بھمانے لگا اس سے میں نے سمجھ لیا کہ اب یہ مجھے رخصت
کر رہا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں انکو تنہا ذکر
نہیں بلکہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کیساتھ ہی ذکر کر دیا ہے پھر میں نے اپنے محترم فاضل شیخ عبد المجید
خانی دمشقی کو دیکھا۔ کہ انہوں نے اپنی کتاب الحدائق الوردیہ فی اجلاء الطریقۃ النقشبندیہ میں ذکر کیا ہے
کہ انکی کراماتوں میں سے یہ ہے کہ یہ مدائن سے تشریف لیچلے اور ان کیساتھ ایک مہمان تھا۔
ہرن جنگل میں پھر رہے تھے، اور پرندے ہوا میں اڑ رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک
ہرن اور ایک پرندہ میرے پاس آجاؤ۔ کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہے جسکی مجھے خاطر
کرنا ہے وہ آگئے تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے
ہو کیا تم نے کسی بندہ کو دیکھا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہو اور پھر کسی شے نے اسکی نافرمانی کی
ہو انہی شیخ عبد المجید نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابو نعیم نے حارث بن عمیر سے روایت کی ہے کہ میں نے سفر
کیا۔ مدائن آیا۔ تو ایک شخص ملا جس پر پرانے کپڑے ہیں اور اس کے پاس ایک سرخ چمڑا ہے۔ جسے وہ
ل رہا ہے وہ متوجہ ہوا مجھے دیکھا اور کہا اے اللہ کے بندہ وہیں ٹھہر میں نے اس شخص سے جو میرے
پاس تھا پوچھا یہ شخص کون ہیں اس نے بتایا کہ یہ سلمانؓ ہیں پھر آپ گھر میں تشریف لیگئے اور سفید

---

۵۷ - ابو الحارث شیر کو کہا جاتا ہے ۱۲ مترجم -

کپڑے پہنے پھر آئے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا معانقہ کیا اور حال پوچھنے لگے میں نے عرض کیا اے ابوعبد اللہ نہ آپ نے مجھکو کبھی پہلے دیکھا نہ میں نے آپکو تو آپ مجھے پہچانتے ہیں نہ میں آپکو فرمایا ہاں مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جسوقت میں نے تم کو دیکھا ہے اسیوقت میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا ہے کیا تم حارث بن عمیر نہیں ہو میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ روحیں ایک جمع کیا ہوا لشکر تھیں اُن میں سے جن میں تعارف ہو گیا تھا اُن میں اُنس ہے اور جن میں اجنبیت رہی تھی ان میں اختلافات ہیں"

اور یہ ہرن اور پرندہ کی کرامت میں نے علامہ مناوی کی کتاب طبقات میں بھی دیکھی ہے۔

حضرت عاصم بن ثابت و حضرت خبیب رضی اللہ عنہما - بخاری وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا اور امیر عاصم بن ثابت کو امیر مقرر فرمایا یہ لوگ روانہ ہو گئے اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہونچے تو ہذیل کے ایک قبیلہ میں ان کا ذکر کیا گیا اور وہ لوگ تقریباً سو تیر انداز تھے وہ انکے نشانات ڈھونڈتے ہوئے چلے اور ان پر آپہونچے تو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں نے ایک بلند ٹیلہ کی پناہ لی اُن لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا انکے ساتھیوں نے کہا کہ تم لوگوں کا ہم سے ایک معاہدہ ہے کہ اگر تم ہمارے یہاں آئے تو ہم تم میں سے کسیکو قتل نہ کرینگے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کسی کافر کی ذمہ داری میں یہاں سے نہیں اترونگا اے اللہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہونچا دیجئے اُن لوگوں نے ان پر تیر چلانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ حضرت عاصم اور سات آدمیوں کو شہید کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب رہ گئے اُن لوگوں نے ان سے عہد و معاہدہ کر لیا تو یہ لوگ ٹیلہ سے اُنکے پاس اتر آئے جب وہ ان پر قابو پا گئے تو ان کی کمانوں کے چلے اتار کر ان کو باندھ دیا اُن تیسرے صاحب نے کہا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے اور انکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اُن لوگوں نے زبردستی کی کہ ساتھ چلیں مگر وہ نہ چلے تو انکو بھی شہید کر دیا اور حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لیچلے حتے کہ مکہ مکرمہ میں لاکر دونوں کو فروخت کر دیا حضرت خبیب کو بنی حارث بن عامر بن نوفل نے خرید لیا کیونکہ خبیب نے جنگ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا یہ اُن لوگوں کے پاس قید رہے یہاں تک کہ جب اُن لوگوں نے انکے شہید کر دینے پر اتفاق کر لیا تو انہوں نے بنی حارث کی لڑکیوں

میں سے ایک لڑکی سے استرہ انگا تاکہ زیر ناف کے بال صاف کرلیں اس نے دیدیا وہ کہتی ہے کہ
میں اپنے ایک بچہ سے ذرا غافل ہوئی تو وہ انکے پاس پہونچگیا اور انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا
جب میں نے بچہ کو دیکھا تو میں گھبرا گئی اور اس گھبراہٹ کو خبیبؓ نے بھی محسوس کرلیا انکے ہاتھ
میں استرہ تھا کہنے لگے کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اس بچہ کو قتل کرڈالونگا۔ میں انشاء اللہ
ایسا نہیں کرونگا اور وہ کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا
وہ انگور کے خوشے کھایا کرتے تھے حالانکہ اسوقت مکہ میں کوئی سا بھی پھل نہ تھا اور خود
وہ لوہے کی بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے بس یہ ایک رزق تھا جو اللہ تعالیٰ انکو عطا فرماتے تھے
غرض جب انکو حرم سے باہر لے چلے تو انہوں نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں
اور آپ نے نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ انکا سب کا احاطہ فرمالیجیے اور انکو متفرق کرکے مارڈالئے
اور ان میں کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضہ کی اس مصیبت کے دن دعا
قبول فرمائی اور حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس دن ان لوگوں پر یہ مصیبت واقع ہوئی
یہ خبر بیان فرمادی تھی ادھر قریش نے حضرت عاصمؓ کی طرف آدمی بھیجے کہ عاصمؓ کے جسم سے
کچھ حصہ لے آئیں کہ وہ اسکو پہچان لیں کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں قریش کے بڑے لوگوں میں
سے کسی بہت بڑے کو مارڈالا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصمؓ پر شہد کی مکھیوں کے ایک
محال کو جو سائبان کی طرح تھا بھیجدیا اُسنے انکی حفاظت کی اور یہ کافروں کی دستبرد سے محفوظ
رہنے اور ان پر یہ قدرت نہ پاسکے کہ انکے جسم میں سے کچھ کاٹ لیں بیہقی نے بھی یہ روایت
ایسے ہی بیان کی ہے اور ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب سے اور عروہ کی سند سے
بھی بیان کی ہے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ حضرت خبیبؓ نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ میں کوئی
قاصد نہیں پاتا کہ آپ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم تک بھیج سکوں اسلئے آپ ہی انکو میرا سلام پہونچادیجئے
تو جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ سب جتا بتادیا۔ لوگوں نے
بیان کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس روز بیٹھے ہوئے تھے فرمایا اسپر بھی سلام ہو خبیبؓ
کو قریش نے شہید کردیا۔

بیہقی نے ابن اسحق کی سند سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ مجھسے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا

کہ قبیلہ ہذیل نے جب عاصم بن ثابت کو شہید کر دیا تو ان کا سر علیحدہ کر لینا چاہا تاکہ اسکو
سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ جب جنگ احد میں اُسکے دونوں بیٹے مارڈالے
گئے تو اُسنے یہ منت مانی تھی کہ اگر ان کے سر پر قابو پاسکی تو اسکی کھوپڑی میں شراب
پیئے گی مگر ان لوگوں کو مکھی کی پکھیوں نے اس سے روک دیا اور جب مکھیاں ان میں اور عاصم میں حائل
ہوگئیں تو ان لوگوں نے کہا کہ شام تک کیلئے چھوڑ دو، مکھیاں چلی جائینگی تو ہم سر لیلینگے پھر اللہ تعالیٰ
نے ایک وادی میں سیلاب بھیجدیا جسنے حضرت عاصمؓ کو اٹھا لیا اور لیگیا اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ
نے عہد کیا تھا کہ اپنی زندگی میں نہ وہ کسی مشرک کو چھوئینگے نہ کوئی مشرک انکو چھوئے گا تو اللہ
تعالیٰ نے وفات میں بھی اُن سے اس چیز کو روک دیا جس سے وہ حیات میں رُکتے تھے۔
بیہقی اور ابو نعیم نے بریدہ بن سفیان سلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عاصم
بن ثابت رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور پھر یہی واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں گزر چکا ہے
اور اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں نے ان کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ اُس عورت کے پاس
لیجائیں تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک محال بھیجدیا اور اُسنے اُنکی حفاظت کی کہ وہ سر کاٹ سکیں
اور حضرت خبیبؓ کے حال میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ میں کسی ایسے کو نہیں پاتا جو آپکے
رسول کو میرا سلام پہونچاوے تو بس آپ ہی اپنے رسول کو میرا سلام پہونچا دیجیے۔ اور بیان کیا ہے
کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوقت یہ فرمایا تھا کہ اسپر بھی سلام ہو تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کس پر۔ فرمایا تمہارا بھائی خبیبؓ قتل کیا جا رہا ہے جب حضرت خبیبؓ تختہ پر چڑھائے گئے تو
دعا مانگی شروع کی ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب میں نے اُنکو دیکھا کہ دعا کر رہے ہیں میں زمین
کو چمٹ گیا پھر اسکے بعد ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ ان لوگوں میں سے سوائے اس شخص کے جو زمین کو چمٹ
گیا تھا ایک بھی باقی نہ رہا اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری کی سند سے یہ روایت
کی ہے کہ اُنکے والد نے اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو تنہا کو جاسوس بنا کر
بھیجا تھا کہتے ہیں کہ جب میں خبیبؓ کے تختہ کے پاس پہنچا جس پر قتل کرنیکے بعد انکو سولی دیگئی تھی۔ پہونچا
اور لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا اسپر چڑھ گیا اُنکو چھوڑا وہ زمین پر گر پڑے اور زمین نے انکو
کچھ دور پھینکدیا پھر جو میں نے ادھر سے پھیرا تو خبیبؓ کو نہیں دیکھا گویا زمین اُنکو نگل گئی اور حضرت خبیب

کی کسی ہڈی کا اب تک کہیں ذکر نہیں کیا گیا ابویوسف نے کتاب اللطائف میں ضحاک سے روایت کی ہے
کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خبیبؓ کو تختہ سے اتارنے کیلئے مقدادؓ اور زبیرؓ
کو بھیجا تھا۔ یہ دونوں تنعیم میں پہونچے تو انہوں نے انکے چاروں طرف چالیس آدمیوں کو مدہوش پایا
ان دونوں نے انکو تختہ سے اتار لیا پھر حضرت زبیرؓ نے انکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا تو وہ بالکل نرم
تھے ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔ مشرکوں نے ان لوگوں پر مشت مان لی اور جب ان تک آ پہونچے تو حضرت
زبیرؓ نے انکو گرا دیا اور انکو زمین نگل گئی اسلئے ان کا لقب بلیع الارض یعنی زمین کا نگل لیا ہوا۔ ہو گیا۔
حضرت خبیبؓ کا ذکر حرف خا میں ہونا چاہئے تھا مگر میں نے یہاں حضرت عاصمؓ کیساتھ اسلئے کر دیا ہے
کہ قصہ ایک تھا اور آگے کے واقعہ سے بھی مناسبت تھی۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔ بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا ہے
کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا ہے کہ جب وہ لوگ قتل کر دیئے گئے جو معونہ کے کنویں پر گئے تھے
اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہو گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہے
عمرو بن امیہ نے جواب دیا کہ عامر بن فہیرہ ہے عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے انکو دیکھا ہے کہ یہ قتل کے بعد
آسمان تک اٹھا لئے گئے تھے یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے آسمان تک انکے اور زمین کے درمیانی حصہ
کو دیکھا۔ پھر زمین پر لاکر رکھدئے گئے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس انکی اطلاع آ گئی تھی
حضور نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنائی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دئے گئے
انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کیا تھا کہ اے ہمارے رب ہمارے بھائیوں کو ہماری
خبر پہونچا دیجئے کہ ہم آپ سے خوش اور آپ ہم سے راضی ہیں تو اللہ تعالی نے یہ خبر عطا فرمائی ہے اور بیہقی نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ روانہ فرمایا پھر تھوڑی
ہی دیر گذری تھی کہ آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی کافروں سے بھڑ گئے اور
کافروں نے انکو ختم کر دیا ہے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا اور ان لوگوں نے یہ دعا کی ہے کہ اے ہمارے
پروردگار ہماری قوم کو یہ خبر پہونچا دیجئے کہ ہم آپ سے خوش اور آپ ہم سے راضی ہیں اور میں تمہاری طرف
ان کا پیامی ہوں کہ وہ اللہ تعالے سے خوش اور اللہ تعالی ان سے راضی ہو گئے ہیں۔ واقدی نے
بیان کیا ہے کہ مجھسے مصعب بن ثابتؓ نے ابوالاسود کے واسطہ سے عروہؓ سے روایت بیان کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ منذر بن عمرو روانہ ہوئے اور آگے وہی قصہ بیان ہے یعنی ان لوگوں کا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے چند آدمی طلب کرنا جو انکو قرآن شریف اور احادیث پڑھا دیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ عامر بن
طفیل نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہاں اسنے شہداء میں
چکر لگایا اور ان سے انکے نسب پوچھتا رہا۔ پھر ان سے کہا گیا تم ان میں سے کسیکو غیر موجود پاتے ہو انہوں
نے کہا ہاں۔ ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو۔ اسنے پوچھا وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے میں نے
کہا ہم میں کے اچھے اور افضل آدمیوں میں سے تھے تو اسنے کہا کیا میں تم سے ان کا حال نہ بیان کردوں
فلاں شخص نے انکے نیزہ مارا پھر نیزہ کھینچ لیا تو ان صاحب کو آسمان کی طرف بلند کرلیا گیا۔ یہاں تک کہ
خدا کی قسم میں انکو نہیں دیکھ سکا اور جس شخص نے ان کو شہید کیا ہے وہ بنی کلاب کا ایک شخص تھا جس کو
جبار بن سلمی کہا جاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ جب اسنے انکے نیزہ مارا تو انکو یہ کہتے سنا خدا کی قسم
میں کامیاب ہو گیا۔ عامر بن طفیل کہتے ہیں کہ میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انکو اس ماجرے کی
خبر سنائی اور خود بھی مسلمان ہو گیا اور سبب اسلام کی طرف کھینچنے والا یہی واقعہ ہے جو میں نے عامر بن فہیرہ
کے قتل اور انکے آسمان کی طرف بلند کئے جانیکا دیکھا تھا راوی کہتے ہیں کہ ضحاکؓ نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ انکے جسم کو فرشتوں نے چھپا لیا اور علیین میں پہونچائے گئے اسکو
بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ احتمال ہے کہ اول آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ہوں پھر زمین پر لائے
گئے ہوں اور پھر اسکے بعد لوگوں کو نہ مل سکے ہوں تو اس احتمال پر یہ روایت بخاری کی روایت گذشتہ
کیساتھ جو عروہ کی سند سے ہے جمع ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ پھر زمین لائے گئے اور جیسے موسیٰ
ابن عقبہ کے مغازی میں اسی قصہ میں روایت کی گئی ہے کہتے ہیں کہ عروہ کہتے تھے کہ عامر بن فہیرہ کا جسم
نہیں ملا لوگ سمجھتے تھے کہ فرشتوں نے اسے چھپا لیا ہے پھر بیہقی نے عروہ کی متصل روایت حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان لفظوں میں بیان کی ہے کہ میں نے انکو قتل کے بعد دیکھا ہے کہ وہ
آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے یہاں تک کہ میں انکے اور زمین کے درمیان کے فصل کو آسمان تک دیکھتا تھا
اور اس روایت میں پھر زمین پر لے آئے جانیکا ذکر نہیں کیا گیا تو انکے آسمان میں چھپائے جانیکی روایت
متعدد سندوں کی وجہ سے قوی ہو گئی ہے اور ابن سعد کا بیان ہے کہ مجھ سے واقدی رحمہ نے بیان کیا
کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے زہری کے واسطے سے عروہ سے روایت کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے اور پھر ان کا جسم نہیں ملا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں نے انکو چھپا لیا ہے۔

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما۔ ابن سعد اور حاکم نے روایت کی ہے اور بیہقی نے اسکو صحیح کہا ہے اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر ایک ضرورت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے رات کا کافی حصہ گذر چکا تھا اور رات بہت اندھیری تھی یہ دونوں اُن سے چلے تو دونوں کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں ایک صاحب کی لاٹھی روشن ہوگئی اور دونوں اسکی روشنی میں چلتے رہے جب راستہ الگ الگ ہوا تو دوسرے صاحب کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا گیا حتیٰ کہ اپنے گھر پہونچ گیا اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو صاحب ایک سخت اندھیری رات میں حضور کے پاس سے روانہ ہوئے اور ان دونوں کیساتھ دو چراغوں کی طرح دو چیزیں تھیں جو انکے آگے آگے روشنی کرتی تھیں اور جب دونوں الگ الگ ہوئے تو ہر ایک کیساتھ ایک ایک ہوگئی حتیٰ کہ وہ اپنے اپنے گھر پہونچ گئے اور یہاں حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا ذکر اسلئے کر دیا گیا کہ ان کا اور حضرت عباد رضی اللہ عنہ کا قصہ ایک تھا جیسے کہ پہلے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ذکر میں بھی ایسے ہی ہو چکا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے بعض وہ ہیں جنکو تاج الدین سبکی رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خشک سالی ہوئی تو حضرت عمر حضرت عباس کو لیگئے کہ انکے وسیلہ سے بارش کی دعا کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دونوں بازو پکڑے اور سامنے کھڑا کیا پھر آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی کہ اے اللہ ہم آپکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعہ آپ کا تقرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپ کا ارشاد ہے اور آپ کا ہر ارشاد حق ہے۔ اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا۔ اور وہ دیوار تو دو یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہا کرتے اسکے نیچے ان دونوں کا ایک خزانہ تھا اور ان کا باپ نیکبخت تھا۔ تو آپنے اُن دونوں کی حفاظت اُنکے باپ کی نیکبختی کی وجہ سے فرمائی تھی تو اے اللہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق کی حفاظت اُنکے چچا

کے بارہ میں فرمائیے کیونکہ ہم انکو آپکے پاس شفاعت کرانے کیلئے اور آپ سے بخشش چاہنے کے لئے لائے ہیں پھر حضرت عمرؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ تلاوت فرمایا استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا (اے لوگو اپنے پروردگار سے بخشش مانگو بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے تم پر بارش کو مسلسل برسا دیگا اور تم کو اموال واولاد سے مدد دیگا اور تمہارے لئے نہریں بنا دیگا) اور حضرت عباسؓ کا یہ حال تھا کہ بہت ہی غمگین تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی شہادت کی انگلی سینہ پر گھوم رہی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ آپ نگہبان ہیں۔ بے راہوں کو چھوڑ نہ دیجئے شکستہ حالوں کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالے نہ رہنے دیجئے، وہ ہیں اور بڑے بوڑھوں پر وقت ہے مصیبت کی شکایت کا غلغلہ ہے اور آپ تو دل کے بھید اور چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتے ہیں اے اللہ اپنی خاص مدد سے ان کی مدد فرمائیے یہ لوگ میرے ذریعہ سے آپ کا تقرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے میرا تعلق ہے۔

اسکے بعد بادلوں کے ٹکڑے اٹھنے لگے تو لوگ (خوشی میں) چلا اٹھے دیکھتے ہو دیکھتے ہو پھر وہ ٹکڑے آپس میں مل گئے اور برسنے لگے۔ ہوائیں چلنے لگیں پھر گرجا اور وہ بہنے لگی یہ لوگ ہی تھے کہ لنگیاں چڑھانے لگے اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں گھسنے لگے لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا آپ کی چادر کو (برکت کیلئے) چھونے لگے اور کہنے لگے اے حرمین کے آب پاشی کے سبب آپکو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میدانوں کو سبزہ زار اور شہروں کو شاداب اور اپنے بندوں پر رحم فرمادیا، ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے ہلاکت کے سال جبکہ بہت سخت قحط پڑا تھا بارش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی اور زمین سرسبز ہوگئی اسوقت حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہے اللہ کی طرف وسیلہ اور حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ اشعار فرمائے (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے)

امام المسلمین نے ایسے وقت دعا کی کہ خشک سالی مسلسل تھی پھر حضرت عباسؓ کے چہرہ کے طفیل بادل برس پڑا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپکے والد کے حقیقی بھائی ہیں جو حضور سے بلا شرکت غیرے وارث ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے شہروں کو زندہ کر دیا اور وہ ناامیدی کے

یہ دستہ سبز میدان ہو گئے

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے ابن المسیبؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن جحش رضہ کو جنگ اُحد سے ایک دن پہلے یہ کہتے ہوئے سنا اے اللہ میں آپ کو قسم ساتھ دعا کرتا ہوں کہ میں کل دشمنوں سے بھڑ جاؤں اور وہ مجھے قتل کردیں پھر میرا پیٹ چیر ڈالیں پھر ناک اور کان کاٹ ڈالیں پھر آپ (قیامت میں) مجھ سے استفسار فرمائیں کہ یہ کیوں ہوا اور میں عرض کروں کہ آپ کے راستہ میں، پھر جب لڑائی ہوئی تو کفار نے آپکو قتل کردیا اور یہ سب کچھ کر ڈالا جس شخص نے ان سے یہ سُنا تھا اُسنے کہا ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ جسطرح اللہ تعالےٰ نے انکی قسم کے اول حصہ کو پورا فرمایا ہے ایسے ہی آخری حصہ کو بھی پورا فرما دینگے۔

حضرت عبداللہ والد ماجد حضرت جابر رضی اللہ عنہما۔ آپکی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے۔ جسکو بخاری و مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میری پھوپھی رونے لگیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو نہ رُلاؤ یا یہ فرمایا کہ انکو کیوں رُلاتی ہو کیونکہ جب تک تم نے جنازہ اُٹھایا فرشتے اُنپر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے۔

بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں میرے والد کی لاش قبر سے نکالی گئی تھی میں ان کے پاس پہونچا تو میں نے اُنکو ایسا ہی پایا جیسا چھوڑا تھا۔ کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔ پھر میں نے انکو دفن کر دیا۔

اور ابن سعد و بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے جنگ اُحد میں کے اپنے شہیدوں کے متعلق نہ یاد کیا اور یہ اُسوقت ہوا جب حضرت معاویہؓ نے نہر جاری کی تھی ہم انکے پاس آئے اور انکو نکال لیا تو وہ نرم تھے انکے اعضاء مڑ جاتے تھے اور یہ تقریباً چالیس سال بعد ہوا اور حضرت حمزہؓ کے پیر پر پھاوڑا لگ گیا تو اس میں سے خون نکل پڑا اور بیہقی نے اس روایت کو اور سندوں سے نقل کیا ہے اُن میں سے ایک واقدی کی سند انکے اساتذہ سے بھی ہے اُس میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ حضرت جابرؓ کے والد اس حالت میں پائے گئے کہ آپ کا ہاتھ آپکے زخم پر رکھا ہوا تھا زخم سے ہٹایا گیا تو زخم میں سے خون پھوٹ پڑا

پھر وہیں لوٹا دیا گیا تو بند ہو گیا۔ حضرت جابر رضہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا تو ایسے تھے کہ گویا سو رہے ہیں اور وہ چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا ویسی کی ویسی ہی تھی اور وہ گھاس جو انکے پیروں پر تھی بحالہ تھی اور دفن اور اس وقت کے درمیان چھیالیس ۴۶ سال تھے اور ان حضرات میں سے کسی ایک صاحب کے پیر پر پھاوڑا لگ گیا تو اس میں سے خون پھوٹ پڑا۔ ابو سعید خدری رضہ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد (شہیدوں کی حیات کا) کوئی منکر کیسے انکار کر سکتا ہے۔ اور لوگ مٹی کھود رہے تھے تو ایک حصہ کھودا تو اس میں سے مشک کی خوشبو پھوٹی۔ اور اسکو امام شعرانی نے کتاب کشف الغمہ میں کچھ زیادہ مضمون کیساتھ ذکر کیا ہے۔ مجھے پسند آیا ہے کہ میں انہی کی عبارت یہاں نقل کر دوں تاکہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔ گو اسمیں بعض باتیں مکرر بھی ہو جائیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضہ کہتے ہیں کہ سیلاب نے میرے والد اور ایک اور مردے کی قبر جو انکے برابر تھی کاٹ دی تو ہم نے ان دونوں کو نکال لیا۔ پہنچے دونوں کو اسی حالت پر آیا جس حالت پر جسکے دن قبر میں رکھا تھا اور میں نے اپنے والد کو زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا میں نے اُسے اسکی جگہ سے ہٹایا۔ اور چھوڑ دیا تو وہیں پھر پہنچ گیا جیسے پہلے تھا اور جنگ احد اور سیلاب کے قبر کو کاٹنے میں چالیس سال کا زمانہ تھا میں نے اپنے والد کے جسم میں سے سوائے داڑھی کے ان چند بالوں کے جو زمین سے لگ رہے تھے اور کسی چیز میں فرق نہیں دیکھا۔ امام شعرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضہ کو چھ ۶ ماہ بعد ایک اور مرتبہ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی لاش کو قبر سے نکالا ہے اور یہ اس لئے کہ انکی ساتھ ایک اور شخص بھی احد کے دن ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ جابر رضہ فرماتے ہیں میرے دل کو یہ گوارا نہ ہوا جتنے کہ میں نے اسکو نکالا اور علیحدہ قبر میں دفن کر دیا اور حضرات صحابہ میں سے کسی نے حضرت جابر کے اس فعل پر انکار نہیں فرمایا اور ایسے ہی جب حضرت معاویہ نے اس نہر کے جاری کرنیکا ارادہ فرمایا جو احد میں ہے تو لوگوں نے انکو لکھا کہ ہم سوائے اس کے اور کسی صورت سے جاری نہیں کر سکتے کہ شہداء کی قبروں پر کو لائیں تو حضرت معاویہ رضہ نے لکھدیا۔ کہ قبریں اکھاڑ دو حضرت جابر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہداء احد کو دیکھا ہے اور وہ لوگوں کی گردنوں پر اٹھائے جا رہے تھے کہ گویا وہ سو رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضہ کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا۔ تو اس میں سے خون چھٹ پڑا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ آپ کی کرامتوں میں سے جیسے کہ امام سبکی نے

ذکر کیا ہے یہ ہے کہ آپنے اس شیر کو جس نے لوگوں سے راستہ روک رکھا تھا فرمایا ایک طرف ہو جاتو وہ دم ہلانے لگا اور چلا گیا یہ تو وہ ہے جس کو میں نے حجۃ اللہ علے العالمین میں ذکر کیا ہے پھر علامہ مناوی کی طبقات میں تفصیل سے دیکھا کہتے ہیں کہ ابن عساکر نے آپکی کراماتوں میں سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ ایک سفر میں جارہے تھے کہ ایک شیر کو دیکھا اس نے لوگوں پر راستہ بند کر رکھا ہے آپنے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر اسکے پاس آئے اس کا کان اینٹھا اور راستہ سے اسے ہٹا دیا اور فرمایا کہ میں نے حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر آدم کا بیٹا سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرے تو اللہ تعالیٰ اسپر کسی اور کو مسلط نہیں فرماتے اور ایسے ہی رسالہ قشیریہ میں بھی لکھا ہے اسکی عبارت یہ ہے کہ آدم کے بیٹے پر وہ مسلط کیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اگر وہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرے تو کوئی شئے اسپر مسلط نہ کیجائے،

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ - آپ کی کراماتوں میں سے یہ ہے کہ جب حجاج نے آپکو سولی دیدی تو لوگ آپ میں سے مشک کی خوشبو محسوس کرتے تھے اور اہل شام میں اسکی وجہ سے ایک فتنہ کھڑا ہو گیا تھا اسکو شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب نسمات الاسحار میں بیان کیا ہے،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ابن مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مقام غابہ میں سے اپنے مال کا ارادہ کیا تو مجھے رات ہو گئی میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آیا تو قبر میں سے قرآن شریف پڑھنے کی ایسی آواز سنی کہ اس سے بہتر کبھی نہیں سنی تھی میں حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا عرض کیا - تو فرمایا یہ عبداللہ ہی تھے کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہیدوں کی روحوں کو قبض فرما کر زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں داخل کر کے جنت کے وسط میں لٹکا دیا ہے پھر جب رات ہوتی ہے تو انکی روحیں انکی طرف لوٹا دیجاتی ہیں اور ایسے ہی رہتی ہیں حتے کہ جب صبح طلوع کرتی ہے تو پھر وہ روحیں اپنی اسی جگہ لوٹا دیجاتی ہیں جہاں تھیں -

فائدہ امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن کہا ہے - اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے سب نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور انکو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو اس میں ایک انسان سورہ ملک پڑھ رہا تھا یہانتک کہ ختم کر لی حضور تشریف لے آئے تو عرض کیا فرمایا یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے۔

حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب حضور کے چچازاد بھائی رضی اللہ عنہ - ابن اثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ عبیدہ جنگ بدر میں سب مسلمانوں سے زیادہ عمر کے تھے لڑائی میں آپ کا پاؤں کاٹ دیا گیا تھا حضور نے ان کا سر زانوئے مبارک پر رکھ لیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ابو طالب مجھے دیکھتے تو جان لیتے کہ میں ان کے اس قول کا ان سے زیادہ حقدار ہوں (اس شعر کا ترجمہ یہ ہے " اور ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں یہانتک کہ ان کے اردگرد پچھاڑے جاتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور عورتوں سے غافل ہو جاتے ہیں پھر حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی بدر سے لوٹے اور مقام صفرا میں وفات پا گئے بیان کیا گیا ہے کہ اسکے بعد جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کے یہاں فروکش ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم مشک کی خوشبو محسوس کرتے ہیں فرمایا کیا مضائقہ ہے یہاں ابو معاویہ (عبیدہ بن حارث) کی قبر ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ شہید ہوئے ہیں انکی عمر ترسٹھ سال تھی اور میانہ قد اور خوش رو انسان تھے اس روایت کو تینوں نے یعنی ابن مندہ اور ابو نعیم اور ابو عمر بن عبد البر نے بیان کیا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ - آپکی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جسکو تاج الدین سبکی نے اپنی کتاب طبقات میں اور دوسرے اور حضرات نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ سے ایک شخص ملا جو راہ میں ایک عورت سے ملا اور اسے گھور چکا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس سے فرمایا تم میں سے بعض لوگ آتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے ایک شخص بولا کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہے فرمایا نہیں بلکہ مومن کی فراست ہے (یعنی جسکو حدیث میں فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کی اصلاح کیلئے اور انکو اس حرکت سے جو انہوں نے کی تھی روکنے کیلئے اسے ظاہر فرما دیا تھا۔

لہب ۸۹ کل ۹ صفحہ ۶ سطر —————— ۸۹/۱۹ ص

باوردی اور ابن السکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ ممبر پر تھے کہ جہجاہ

غفاری آپ کی طرف اٹھے اور آپ کا عصا لیکر توڑ ڈالا تو ان جہجاہ پر ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ انکے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے مرض آکلہ بھیجدیا اور اسی سے انکا انتقال ہو گیا۔

اور ابن سکن نے فلیح بن سلیمان کی سند سے ان کی پھوپھی کے واسطہ سے انکے الدا ور چچا سے روایت کی ہے کہ دونوں حضرت عثمان رضہ کے یہاں حاضر تھے کہ جہجاہ غفاری اٹھے اور آپ کا عصا ہاتھ سے لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھا اور توڑ ڈالا لوگوں نے شور مچا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے گھٹنے میں کوئی مرض بھیجدیا۔ اور اسپر ایک سال بھی گزرنے نہ پایا کہ مر گئے یہ کراتیں تو نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں بیان کی ہیں پھر علامہ مناوی کی طبقات میں ابن بالیش کی کتاب اثبات الکرامات سے نقل کیا ہوا دیکھا۔ کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسوقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے میں آپ کے سلام کیلئے آیا فرمایا مرحبا اے بھائی میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی گلی میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں تو حضور نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جسمیں پانی تھا میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کر دوں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا میں نے اسیکو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں پھر حضرت عثمان اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور ہے اور کتب حدیث میں سند کیساتھ روایت ہے اور اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے روایت کیا ہے علامہ مناوی کہتے ہیں کہ مصنف یعنی ابن بالیش نے اسکو بیداری ہی میں دیکھنا قرار دیا ہے ورنہ اسکا کرامتوں میں شمار کرنا صحیح نہ ہوتا کیونکہ خواب دیکھنے میں تو سبکے سب برابر ہیں اور پھر وہ خلاف عادت بھی نہیں ہوتا کہ جسے کرامتوں میں شمار کیا جاسکے اور نہ وہ لوگ جو اولیاء کی کرامتوں کا انکار کرتے ہیں اسکا انکار کر سکتے ہیں۔

حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں میں روایت کی ہے کہ میں علاء حضرمی کے ساتھ سفر کو چلا تو انسے ایسی ایسی باتیں دیکھیں کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان میں زیادہ عجیب کونسی ہے ہم دریا کے کنارہ پہنچے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو۔ اور گھس جاؤ ہم گھس گئے اور عبور کر گئے اور پانی سے صرف ہمارے اونٹوں کے پاؤں نیچے کا

لہ ایک بیماری ہے جس سے وہ عضو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اسے کھا لیا ہے ۱۲ مترجم

حصہ تر ہوا پھر جب لوٹے تو ان کے ہمراہ ایک خشک میدان میں رہے۔ پانی ساتھ نہ تھا۔ ہمنے شکایت کی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا کی ایک بادل ڈھال کی طرح آیا اور اس نے دہانے کھول دیئے ہم لوگوں نے خوب پیا پلایا۔ اور پھر آپ کا انتقال ہوگیا ہم نے انہیں وہیں ریت میں دفن کر دیا کچھ دور چلے تھے کہ خیال ہوا کہ کوئی درندہ آئیگا تو ان کو کھا جائیگا۔ لوٹے تو ان کو وہاں نہ پایا۔

اور ابن سعدؒ ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ میں نے انکو دیکھا ہے کہ دریا کو گھوڑے پر ہی طے کر ڈالا اور یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا لوگ سیراب ہو گئے۔ اور چل دیئے ایک شخص اپنا کچھ سامان بھول گیا تھا وہ لوٹا تو سامان تو پا لیا مگر پانی وہاں نہ تھا اور یہ لفظ ہیں کہ ان کی وفات ہو گئی تو ہمارے پاس پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا وہ برسا تو ہمنے انکو غسل دیکر دفن کر دیا پھر ہم لوٹکر آئے تو انکی قبر کی جگہ بھی نہ پائی۔

اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اس امت میں تین باتیں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو کوئی امت انکی شریک و سہیم نہ ہو سکتی ہمسے پوچھا گیا فرمایا ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صُفّہؓ میں تھے کہ ایک عورت ہجرت کر کے آئی۔ ساتھ میں اس کا ایک بالغ لڑکا بھی تھا کچھ ہی دن ٹھہری تھی کہ اس کے لڑکے کو مدینہ منورہ میں وبا لگ گئی لڑکا چند روز بیمار رہکر مر گیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی آنکھیں بند فرما دیں اور تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا ہم لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ انس اسکی والدہ کے پاس جاؤ اور اسکو اطلاع کر دو میں گیا اور اطلاع کر دی وہ آئی اور اسکے پیروں کے پاس بیٹھ گئی پھر اس نے اس کے دونوں پاؤں پکڑ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ میں آپ کے لئے بخوشی اسلام لائی ہوں اور بتوں کو نفرت کر کے چھوڑ آئی ہوں اور اپنی رغبت سے آپ کی طرف ہجرت کر آئی ہوں اے اللہ آپ میری مصیبت سے بتوں کے پوجنے والوں کو خوش نہ فرمائے اور مجھپر اس مصیبت کا اتنا بار نہ ڈالئے۔ جسکے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں۔ حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کی بات بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکے نے پیر ہلائے اور چہرہ سے کپڑا ہٹا دیا اور پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک زندہ رہا۔ اور یہانتک کہ اسکی ماں بھی مر گئی۔

ف مسجد نبوی کے سامنے ایک سایہ دار چبوترہ تھا اسے صفہ مسجد کہتے تھے کیونکہ صفہ سایبان کو کہتے ہیں ۱۲ منہ بہ اللہ غریب صحابہؓ رہا کرتے تھے

ف مسلمانوں نے آیندہ اس کا نام جو دیا تھا ۱۲ مترجم

حضرت انس فرماتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اسپر علاء حضرمی رضہ کو
امیر مقرر فرمایا ان غازیوں میں میں بھی تھا۔ہم مواقع جنگ پر پہنچے تو دشمن کو دیکھا کہ ہمارے سلئے
منیتیں مان رکھی ہیں اور پانی کے نشانات تک مٹا رکھے ہیں گرمی بہت زیادہ سخت تھی ہم کو اور ہمارے
جانوروں کو پیاس کی بہت شدت ہوئی جب زوال آفتاب ہو گیا تو حضرت علاء رضہ نے دو رکعتیں پڑھیں
اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہم لوگ آسمان میں (ابر وغیرہ) کچھ بھی نہیں دیکھتے تھے پھر خدا کی
قسم انہوں نے ہاتھ نہیں گرائے کہ اللہ تعالے نے ہوا کو بھیجا اور وہ بادلوں کو اٹھا لائی۔ اور
خوب بارش ہوئی۔ یہانتک کہ جھیلیں اور گھاٹیاں بھر گئیں ہمنے خوب پیا پلایا اور جانوروں کو دیا
پھر جب دریا پر پہنچے تو) فرمایا اللہ کا نام لیکر دریا سے گزر جاؤ ہم گزر گئے اور پانی سے ہماری سواریوں
کے سم تھوڑے تھوڑے تر ہوئے اور بس پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور ہم لوگوں نے آپ کو
دفن کر دیا دفن سے فارغ ہونیکے بعد ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ کون صاحب تھے ہمنے جواب دیا
کہ سب انسانوں سے افضل ابن الحضرمی تھے اس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو نکال پھینکتی ہے
(یعنی نرم ہے درندے سہولت سے لاش نکال لیتے ہیں) کیا اچھا ہو اگر تم ان کو میل دو میل فاصلہ پر
ایسے مقام پر منتقل کر دو جو مردوں کو قبول کرتا ہو تو ہم نے آپس میں کہا کہ ہمارے ان ساتھی کی یہ کون
سزا ہے کہ ہم ان کو درندوں کو دیدیں کہ وہ انہیں کھا جائیں سب نے اسپر اتفاق کیا اور قبر پر پہنچے
تو دیکھا کہ یہ ہمارے دوست تو وہاں ہیں نہیں اور قبر حد نظر تک نور سے چمک رہی ہے ہمنے مٹی قبر پر
لوٹا دی اور چلے گئے میں نے حضرت علاء الحضرمی کا یہ قصہ ابو الفرج الاصبہانی کی کتاب اغانی میں ایسا
بسوط ومفصل دیکھا کہ جسمیں ہر پہلو سے شفا ہو جاتی ہے پسند آیا کہ میں ان کی روایت کو نقل کر دوں
علامہ اصبہانی نے چودھویں جلد میں لکھا ہے کہ مجھ سے محمد بن جریر نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ مجھ سے
سری بن یحیی نے شعیب بن ابراہیم سے اور انہوں نے سیف بن عمر سے اور انہوں نے صعب بن عطیہ
بن بلال سے اور انہوں نے سہم بن منجاب سے اور انہوں نے منجاب بن راشد سے
روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضہ نے حضرت علاء الحضرمی رضہ کو مرتدین سے لڑنے کیواسطے بحرین بھیجا اور
مسلمانوں میں سے جو جو مرتد نہیں ہوئے تھے ان کیساتھ ہو لئے آپ ہم کو دھنا شہر لیکے جب
ہم لوگ اس کے درمیان میں پہنچ گئے تو اللہ تعالے کا ارادہ ہوا کہ ہم لوگوں کو اپنی کوئی آیت دکھلائیں کہ حضرت

علاء فروکش ہوئے اور لوگوں کو بھی قیام کا حکم دیدیا تو آدھی رات کو سب اونٹ بھاگ گئے ایک بھی باقی نہ رہا نہ کھانے پینے کا کوئی سامان رہا نہ برتن نہ خیمے اور ابھی خیمے لگائے نہ تھے میں نے کبھی کوئی جماعت ایسی نہیں دیکھی جس پر اسقدر رنج و غم ٹوٹ پڑا ہو جس قدر ہم لوگوں پر تھا ہم میں سے ایک نے دوسرے کو وصیت کرنا شروع کر دی اسی درمیان میں حضرت علاء حضرمی کی جانب سے ایک منادی نے ندا دی کہ سب جمع ہوجاؤ ہم سب جمع ہوگئے تو فرمایا یہ کیا ہراس ہے جو تم لوگوں میں ظاہر ہورہا ہے اور تم پر غالب آیا جارہا ہے لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ملامت ہوسکتی ہے جبکہ ہم لوگ ایسی حالت میں ہیں کہ اگر ہم پر کل کا دن آیا تو آفتاب گرم نہ ہونے پائیگا کہ ہم سب بات ہی بات کے ذریعہ میں رہجائینگے (یعنی مرجائینگے) فرمایا لوگو ڈرو مت کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم اللہ کی راہ میں نہیں ہو۔ کیا تم اللہ کے دین کی مدد کیلئے نہیں آئے ہو سب نے عرض کیا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور فرمایا تم بشارت حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ اسکو رسوا نہیں فرماتے جو تم جیسی حالت میں ہوتا ہے۔ جب فجر طلوع ہوئی۔ مؤذن نے صبح کی نماز کی اذان دی حضرت علاء نے نماز پڑھائی اور ہم لوگوں میں بعض تو تیمم کئے ہوئے تھے اور بعض وہ بھی تھے جو رات کی وضو پر تھے جب نماز سے فارغ ہوگئے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ہم سب بھی ان کے ساتھ ایسے ہی بیٹھ گئے وہ بہت رنج و غم میں دعا کرنے لگے۔ اور سب لوگ بھی بیقراری سے دعا کرنے لگے تو ایک سراب[1] چمکتا معلوم ہوا وہ پھر دعا میں منہمک ہوگئے۔ پھر اور سراب چمکتا معلوم ہوا کہ ایک رسد نے کہا کہ یہ پانی ہے تو آپ اٹھے اور سب لوگ ساتھ اٹھے اسکی طرف چلے اور پانی پر جا اترے سب نے پانی پیا اور غسل کیا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ سب کے سب اونٹ بھی ہر طرف سے آگئے اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ہر ایک اپنی اپنی سواری کے پاس گیا اور اسے پکڑ لیا۔ اور ایک دھاگہ تک غائب نہ ہوا تھا دوبارہ خوب کھلایا پلایا خوب سیراب ہوئے اور پھر چل کھڑے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرے اونٹ پر کے ساتھی تھے جب اس جگہ سے دور نکل گئے تو ابوہریرہ رضہ نے فرمایا تم اس پانی کی جگہ کو کتنا جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں سب لوگوں سے زیادہ ان شہروں سے واقف ہوں فرمایا میرے ساتھ لوٹ چلو اور مجھے وہاں لیجا کر کھڑا کر دو۔ میں ساتھ لوٹا اور خاص اسی جگہ لیجا کر اونٹ بٹھا دیا۔ مگر اس جگہ نہ وہ جھیل تھا نہ پانی کا اثر میں نے عرض کیا

[1] وہ ریت یا ذرات جو دور سے دھوپ میں پانی معلوم ہوتے ہیں ۱۲ مترجم

خدا کی قسم اگر میں جھیل کو دیکھے ہوئے نہ ہوتا تو آپ سے کہتا کہ یہ وہی جگہ ہے اور میں نے اس جگہ اس
قرب سے پہلے کبھی پانی نہیں دیکھا تھا حضرت ابوہریرہ رضی نے فرمایا کہ تو لوٹا پانی سے بھرا ہوا موجود ہے
فرمایا اے میرے ساتھی خدا کی قسم یہ وہی جگہ ہے اسی کے واسطے میں لوٹا اور اسکو لوٹا کر لایا تھا میں نے
اپنا یہ لوٹا بھر لیا ہے اور اسکو گھاٹی کے کنارہ پر رکھ دیا میں نے سوچا تھا کہ اگر یہ اللہ تعالےٰ کے
احسانات میں سے ایک احسان اور خلاف عادت و معمول بات ہوگی تو میں اُسے پہچان لونگا - اور
اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرونگا پھر ہم روانہ ہو گئے اور ہجر پہنچے آگے راوی نے جنگ اور کافروں
کے مقابلہ میں امداد پہنچنے کا ذکر کیا ہے پھر یہ بیان کیا ہے کہ شکست خوردہ لوگ دارین کو بھاگ گئے
تو ان حضرات نے دارین کی طرف کشتیوں کے لنگر اٹھائیے اللہ تعالےٰ نے ان کو اور انکو مقابل
کر دیا حضرت علاء رضی نے سبکو بلایا اور یہ تقریر فرمائی کہ حق تعالےٰ جل شانہ نے تم لوگوں کے واسطے
شیطانی جماعتوں اور متفرق لڑائیوں کو آج کے دن جمع کر دیا ہے اور تم لوگوں کو خشکی میں اپنی آیات
مادی ہیں تاکہ تم دریا میں ان سے عبرت حاصل کرو تو تم دشمن کی طرف اٹھ کھڑے ہو اور دریا کے
پایاب کی طرف پہنچو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو تمہارے ہی واسطے وہاں جمع کر دیا ہے سب نے کہا
کہ ہم ایسا ہی کرینگے اور جب تک ہم زندہ رہینگے وعفار کے واقعہ کے بعد ہرگز ان سے مرعوب نہ ہونگے
آپ اور سب کے سب روانہ ہوئے اور دریا کے ساحل پر پہنچ گئے اور گھوڑوں پر ہی دریا میں گھس گئے
باربردار جانور اونٹ خچر اور سوار و پیدل سب ہی گھس پڑے حضرت علاء رضی نے بھی دعا کی اور
اور سب نے بھی دعا کی - دعا یہ تھی - اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم اے کریم اے بُردبار - اے
بے نیاز - اے حی و قیوم اے زندہ اور اے مردوں کے زندہ کرنے والے - اے ہمارے
پروردگار تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس خلیج سے عبور کر گئے ایسے چلتے
تھے جیسے کسی ایسی نرم ریت پر چلتے ہوں جسپر پانی کا اثر ہو اور اونٹوں کے پاؤں دھنسے جاتے ہوں ساحل
اور دارین کے درمیان اس دریا کی کشتیوں کا ایک دن رات کا راستہ تھا مسلمان وہاں جا پہنچے -
اور مشرکین میں سے کسی ایسے کو بھی نہیں چھوڑا جو خبر پہنچا سکے بچوں کو گرفتار کر لیا اور جانور اور مال لے
آئے اس جنگ میں مسلمانوں میں فی سوار چھ چھ ہزار اور فی پیدل دو دو ہزار غنیمت میں ملے -
جب جنگ سے فارغ ہو گئے تو جس طرح گئے تھے اسی طرح لوٹ آئے عتیق شاعر اسی کو کہتا ہے -

کیا تمنے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو مسخر کر دیا اور کافروں پر ایک بڑی مصیبت نازل فرمائی۔ ہمنے اُس ذات سے دعا کی جسنے دریاؤں کو شق کر ڈالا ہے تو ہمارے لئے وہ بات فرمائیے جو پہلے کے دریاؤں کے شق ہونیسے بھی عجیب ہے۔ حضرت علاء رضہ سوائے اُن چند کے جنہوں نے وہاں قیام پسند کیا اور لوگون کو لیکر واپس ہو گئے۔ ہجر میں ایک راہب تھا جو مسلمان ہو گیا تھا اُس سے سوال کیا گیا کہ کونسی بات تمہارے لئے اسلام کی داعی ہوئی اُسنے کہا تین باتیں کہ جنکے بعد مجھے یہ خوف ہو گیا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو بن جانور بنا دیا جاؤنگا۔ ریت میں پانی کا بہہ پڑنا اور دریا کے درمیان کا فرش نجانا اور ان کی وہ دعا جسکو میں نے صبح صبح ہوا میں سنا تھا۔ کہا گیا وہ دعا کیا تھی تو اُسنے بیان کی کہ یہ تھی اے اللہ آپ رحمٰن و رحیم ہیں آپکے سوا کوئی معبود نہیں آپ موجد ہیں آپسے پہلے کچھہ نہیں آپ ہمیشہ سے ہیں آپ غافل نہیں ہیں آپ وہ زندہ ہیں جنکے لئے موت نہیں ہر اُس چیز کے خالق ہیں جو دیکھی جا سکتی ہے اور جو نہیں دیکھی جا سکتی اور ہر روز آپ عجیب شان میں ہیں اور اے اللہ آپ ہر شئے کو بغیر کسی کے بتائے جانتے ہیں" تو میں نے یقین کر لیا کہ قوم فرشتوں سے اسیوقت امداد دی گئی ہے جبکہ یہ اُسکے حکم پر ہے۔ حضرات صحابہ بہت بعد تک اُس ہجر والے سے یہ دعا دسنا کرتے تھے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے وہ ہے جسکو بیہقی نے سعید بن مسیب رضہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضہ کیساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپنے باآواز فرمایا اے قبروں والو السلام علیکم ورحمتہ اللہ یا تو تم ہمکو اپنی خبریں بتاؤ یا ہم تم کو بتائیں۔ حضرت سعید فرماتے ہیں ہمنے یہ آواز سنی اے امیر المؤمنین وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ ہمکو بتائیے ہمارے بعد کیا کیا ہوا آپنے فرمایا تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے۔ تمہارے مال تقسیم کر لئے گئے۔ تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں شمار کر لی گئی اور وہ مکانات جنکو تمنے بنایا تھا اُن میں تمہارے دشمن رہنے لگے یہ تو ہمارے پاس کی خبریں ہیں تمہارے پاس کیا کیا خبریں ہیں۔ ایک مُردے نے جواب دیا ہمارے کفن پھٹ چکے ہیں بال بکھر گئے ہیں۔ کھالیں پراگندہ ہو چکی ہیں۔ آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑی ہیں ناک کے نتھنے راد اور پیپ سے بہہ رہے ہیں جو کچھ کیا تھا وہ پالیا جو چھوڑ دیا تھا اُس کا خسارہ اٹھایا اور

اب ہم رہن ہیں۔

تاج الدین سُبکی رح نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُنکے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے رات کے وسط میں ایک کہنے والے کو یہ اشعار کہتے سنا۔ اے وہ ذات جو بیقرار کی فریاد اندھیریوں میں سنتی ہے اور اے ضرر و مصیبت اور بیماری کے دُور کرنیوالے آپکے یہاں کے آنیوالے بیت اللہ کے چاروں طرف سو گئے اور رات گئی اور آپ حی و قیوم ہیں آپ نہیں سوتے مجھے اپنی سخاوت کے طفیل میری لغزش کی معافی عطا فرمائیے اے وہ ذات کہ حرم میں اُسی سے ساری مخلوق کی آرزو ہے۔ اگر ایک خطاکار آپ کی ہی معافی کی اُمید نہیں کریگا تو گنہگاروں پر نعمتوں کی سخاوت کون کریگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں سے ایک کو فرمایا تحقیق کرو یہ کون ہے۔ انہوں نے اُس سے کہا امیر المؤمنین کے پاس چلو وہ اپنے ایک پہلو کو ڈھلکائے ہوئے آیا اور آپ سامنے کھڑا ہو گیا آپنے فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے تمہارا قصہ کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ میں وہ شخص ہوں جو عیش و طرب اور گناہوں میں مشغول رہتا تھا میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی گرفتیں بھی ہوا کرتی ہیں اور سزائیں بھی اور وہ ظلم والوں سے دور نہیں ہیں جب اُنہوں نے نصیحت میں بہت زیادتی کی تو میں اُن کو مار بیٹھا انہوں نے قسم کھائی کہ وہ میرے لئے ضرور بددعا کرینگے اور اللہ تعالےٰ سے زیارت کیلئے مکہ مکرمہ جائینگے پھر انہوں نے ایسا کر بھی لیا ابھی دعا ختم بھی نہ کی تھی کہ میرا داہنا پہلو خشک ہو گیا میں اپنی کردار پر نادم ہوا منت و خوشامد کی اور انکو راضی کر لیا۔ یہانتک کہ انہوں نے اِسکی ذمہ داری لیلی کہ وہ میرے لئے وہیں دعا کرینگے جہاں بددعا کی تھی۔ میں نے اُنکی اونٹنی آگے کی اور انکو اُسپر سوار کر دیا مگر اونٹنی بدک گئی اور ان کو دو پتھروں کے درمیان پھینکدیا اور وہ مر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارے والد تم سے خوش ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے خوش ہو گئے اُسنے عرض کیا کہ خدا کی قسم میرے والد مجھسے خوش ہو چکے تھے حضرت علی اٹھے چند رکعتیں پڑھیں اور حق تعالیٰ شانہ سے آہستہ آہستہ دعائیں کیں پھر فرمایا اے مبارک اٹھو وہ اٹھے اور چلے اور جیسے پہلے تھے ویسے ہی تندرست ہو گئے۔ پھر فرمایا اگر تم یہ قسم نہ کھالیتے کہ تمہارے والد تمسے راضی ہو چکے ہیں تو میں تمہارے واسطے دعا نہ کرتا۔ امام فخر الدین رازی نے چند کرامات صحابہ رض جنکو میں یہاں ذکر کر چکا ہوں

بیان کرکے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ آپ سے ایک تعلق رکھنے والے شخص نے چوری کی یہ ایک حبشی غلام تھا اس کو حضرت علی رض کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا تم نے چوری کی ہے اس نے اقرار کیا کہ جی ہاں آپ نے اسکا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس سے سلمان فارسی رض اور ابن الکوا ملے تو ابن الکوا نے اس سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین سردار مسلمین داماد رسول شوہر بتول رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے اس نے عرض کیا کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں حالانکہ آپ نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمان رض نے یہ سنا تو حضرت علی رض سے عرض کر دیا آپ نے اس حبشی کو بلایا اور اس کا ہاتھ اس کے پہنچے پر رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا اور دعائیں فرمائیں ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھاؤ ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ حق تعالیٰ کے فضل اور حضرت علی رض کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا اسامہ بن المنقذ نے کتاب الاعتبار میں بیان کیا ہے کہ مجھے شیخ اجل شہاب الدین ابو الفتح منظفر بن سعد بن مسعود بن بختگین بن سبکتگین معز الدولہ بن بویہ کے غلام نے موصل میں ۱۰ رمضان ۵۶۵ھ کو یہ بتایا ہے کہ المقتفی بامر اللہ خلیفۃ المسلمین نے مسجد صندوبیا کی زیارت کی جو فرات کی غربی جانب انبار کے باہر واقع ہے اور انکی ساتھ ان کے وزیر بھی تھے اور میں بھی حاضر تھا خلیفہ مسجد میں داخل ہوئے اور یہ مسجد امیر المومنین علی رض کی مسجد مشہور ہے آپ پر دمیاطی لباس تھا۔ تلوار لٹکائے ہوئے تھے جسکی زیب و زینت لوہے سے ہی تھی سوائے اس کے کہ جو پہچانتا تھا اور کوئی یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ خلیفۃ المسلمین ہیں مسجد کا مجاور وزیر کو دعائیں دینے لگا تو وزیر نے کہا تجھ پر افسوس ہے خلیفۃ المسلمین کو دعائیں دے خلیفہ نے فرمایا اس سے ایسی بات پوچھ جو کچھ نفع دے اس سے پوچھو کہ اس کے چہرہ میں جو مرض تھا وہ کیا ہوا کیونکہ میں نے اسکو اپنے آقا مستظہر باللہ کے زمانہ میں دیکھا تھا تو اسکے چہرہ میں کچھ پھیلا ہی تھی اور منہ پر ایک بہت بڑی رسولی تھی جس نے چہرہ کے اکثر حصہ کو گھیر رکھا تھا جب کھانا کھانا چاہتا تھا اسکو رومال سے باندھ لیتا تھا تاکہ کھانا منہ تک پہنچ سکے حافظ مسجد نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی تھا جیسا آپ کو معلوم ہے میں انبار سے اس مسجد میں آیا کرتا تھا ایک شخص

مجھ سے ملا اور کہا کہ تم جیسے اس مسجد میں آمدورفت رکھتے ہو اگر ایسے فلاں صاحب کے پاس یعنی رئیس امبار کے پاس آمدورفت کرتے تو وہ تمہارے واسطے کوئی طبیب بلا دیتا جو تمہارے چہرہ سے اس مرض کو دور کر دیتا اس کے اس کہنے سے میرے دل پر ایک خیال غالب ہو گیا اور میں تنگدل ہونے لگا۔ اس رات جو میں سویا خواب میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضہ کو دیکھا آپ مسجد میں ہیں اور مسجد میں ایک گڑھا سا تھا اسے فرما رہے ہیں یہ گڑھا کیا ہے میں نے آپ سے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ نے منہ پھیر لیا میں نے پھر عرض کیا اور جو کچھ اس شخص نے کہا تھا اسکی شکایت پیش کی تو فرمایا تم ان لوگوں میں سے ہو جو دنیا ہی کی بھلائی چاہتے ہیں میں بیدار ہوا تو رسولی میری برابر پڑی ہوئی تھی اور جو شکایت تھی جاتی رہی مقتفی باللہ نے فرمایا اس نے صحیح کہا ہے پھر مجھ سے کہا کہ تم اس سے باتیں کرو اور دیکھو کیا چاہتا ہے اور اس کو اس کا ایک فرمان لکھ دو اور میرے پاس لاؤ کہ میں اس پر دستخط کر دوں۔ وزیر نے اس سے باتیں کیں تو اس نے کہا میں ضرورتمند عیالدار ہوں اور کئی میری لڑکیاں ہیں ہر مہینہ تین دینار (تقریباً ساڑھے سات روپیہ) چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی طرف سے ایک درخواست لکھی جسکی پیشانی یہ تھی خادم محافظ مسجد حضرت علی رضہ خلیفہ نے جو کچھ اس نے مانگا تھا اس کا فرمان لکھ دیا اور مجھ سے فرمایا جاؤ اس کو رجسٹر میں لکھ لو میں چلا گیا میں نے اس میں سوائے اس کے کہ اس کے لئے فرمان جاری کر دیا جائے اور کچھ نہ پڑھا تھا اور معمول یہ تھا کہ صاحب خواست کے واسطے فرمان لکھ دیا جاتا تھا اور جس قدر خلیفۃ المسلمین کا لکھا ہوا ہوتا تھا وہ نقل کیا جاتا تھا جب کاتب نے اسے نقل کیوا سطے کھولا تو اس میں محافظ مسجد حضرت علی رضہ کے نیچے خلیفہ کے ہی قلم سے امیرالمؤمنین صلوات اللہ علیہ لکھا ہوا تھا اور اگر وہ شخص اس سے زیادہ طلب کرتا تو خلیفہ اسکا فرمان جاری کر دیتا۔

صبان نے اسعاف الراغبین میں بیان کیا ہے کہ ملاں صاحب نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضہ کو بھیجا کہ علی رضہ کو آواز دے لیں تو انہوں نے دیکھا۔ کہ آپ کے گھر میں چکی چل رہی اور پاس کوئی نہیں ابوذر رضہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکو عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوذر کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالے کے کچھ فرشتے ہیں۔ جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں وہ آل محمد کی امداد کیواسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ابن ابی الدنیا نے

کتاب القبور میں حضرت عمر بن الخطاب رض سے روایت کی ہے کہ آپ جنت البقیع[ع] تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور جو خبریں ہمارے پاس ہیں وہ یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے ہیں تمہارے مکانوں میں سکونت ہو رہی ہے تمہارے اموال متفرق ہو چکے ہیں۔ ایک غیب سے آواز دینے والے نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ جو جو کچھ ہم نے کیا تھا وہ پالیا اور جو خرچ کیا تھا اس کا نفع اٹھا لیا۔ اور جو چھوڑ دیا تھا اسکا خسارہ پالیا

ابن عساکر نے یحییٰ بن ایوب خزاعی سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ عمر بن الخطاب رض ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے فلاں ولمن خاف مقام ربہ جنتان (اور اس شخص کیواسطے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے دو جنتیں ہیں) نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا اے عمر رض میرے پروردگار نے جنت میں وہ دونوں عطا فرمائی ہیں۔

علامہ تاج الدین سبکی رح نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رض کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جس کے بارے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سے پہلے لوگوں میں کچھ آدمی محدث[عہ] ہوتے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہو تو وہ عمر ہیں اور ساریہ بن زنیم الخلجی رض کا قصہ کہ حضرت عمر رض نے حضرت ساریہ رض کو مسلمانوں کے ایک لشکر پر امیر مقرر فرمایا۔ اور اس لشکر کو فارس کے شہروں پر روانہ کیا۔ نہاوند شہر کے دروازہ پر لشکر کی حالت بہت سخت ہو گئی۔ لشکر شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور دشمنوں کی جماعتیں بہت تھیں۔ قریب تھا کہ مسلمان شکست کھا جائیں۔ ادھر حضرت عمر رض مدینہ منورہ میں تھے۔ آپ ممبر پر تشریف لیگئے خطبہ پڑھا اور اثنار خطبہ میں بہت زور کی آواز سے للکار کر فرمایا اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو۔ جو شخص بھیڑیئے کو بکریوں کا نگہبان بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالٰے نے نہاوند کے دروازہ پر حضرت ساریہ رض اور ان کے ساتھیوں کو سب کو حضرت عمر رض کی آواز سنوا دی سب یہ کہکر کہ یہ امیر المومنین کی آواز ہے پہاڑ کی طرف چل کھڑے ہوئے تو سب نے نجات پائی اور انہیں امداد پہنچ گئی۔ یہ علامہ سبکی رح کے بیان کا خلاصہ ہے پھر یہ بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ امام

عہ۔ مدینہ منورہ کا قبرستان ۱۲ مترجم عہ وہ شخص جس کا ہر گمان صحیح ہی ہوتا ہے ۱۲

والد صاحب یعنی اپنے والد تقی الدین سبکی رحمہ سے سنا ہے وہ اس میں اتنا زیادہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت علی رضہ یہاں موجود تھے آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ امیر المومنین کیا کہہ رہے ہیں اور ساریہ تمہسے اسوقت کس قدر فاصلہ پر ہیں حضرت علی رضہ نے فرمایا رہنے دو وہ جس بات میں دخل دیتے ہیں پورا کر آتے ہیں پھر اخیر میں سب حال کھل گیا۔ تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ نے اس کرامت کے ظاہر فرمانیکا قصد نہیں کیا۔ بلکہ ان کو کشف ہوا اور ان سب لوگوں کو اپنے سامنے ایسے دیکھ لیا جیسے کہ کوئی حقیقتہً ان میں موجود اور مدینہ منورہ میں کی اپنی مجلس سے غائب ہو تو انکے ادھر اسطرف سے منکر اس مصیبت میں جو نہاوند میں مسلمانوں پر آپڑی تھی بالکل منہمک ہو گئے تھے اس لئے انکے امیر کو اسطرح خطاب کیا جیسے خود ساتھ ہوں کیونکہ آپ حقیقت میں یا مثل حقیقت میں انکے ساتھ ہی ہو گئے تھے اور معلوم کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالے اس قسم کی باتیں جو اپنے اولیاء کی زبان سے نکلوا دیتے ہیں احتمال ہے کہ ان کو احساس ہوتا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ احساس نہ ہوتا ہو۔ دونوں حالتوں میں یہ کرامت ہی ہے،

اور آپ کی کرامتوں میں سے زلزلہ کا قصہ بھی ہے۔ امام الحرمین رحمہ نے اپنی کتاب الشامل میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زمین میں زلزلہ آیا تو آپنے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی۔ زمین پر جو کہ کانپ رہی تھی لرزہ رہی تھی درہ سے مارا اور فرمایا ٹھہر جا۔ کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا تو زمین اسی وقت ٹھہر گئی اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حقیقت میں ظاہر اور باطن دونوں میں امیر المومنین اور زمین و ساکنین زمین کیلئے اللہ تعالے کے خلیفہ تھے اس لئے خود زمین کو بھی ان باتوں پر جو اس سے سرزد ہوتی تھیں ایسے ہی سزا دیتے اور ٹھیک بناتے تھے جیسے زمین پر رہنے والوں کو ان کی خطاؤں پر سزا دیا کرتے تھے، اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ زلزلہ کے قصہ کے قریب ہی دریائے نیل کا بھی قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دریائے نیل زمانہ جاہلیت میں اسوقت تک نہیں چلتا تھا جب تک اسمیں ہر سال ایک کنواری لڑکی نہ ڈال دیجائے جب اسلام کا دور ہوا اور نیل کے جاری ہونے کا وقت آیا۔ تو نیل جاری نہ ہوا۔ اہل مصر حضرت عمرو ابن العاص کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کہ دریائے نیل کا ایک خاص معمول ہے یہ اسوقت تک جاری نہیں ہوتا جب تک اسمیں ایک ایسی لڑکی جو ماں باپ دونوں کے اعتبار سے جیٹھی ہو بہتر سے

بہتر لباس پہنا کر اس میں نہ ڈال دیجائے حضرت عمرو بن العاص رضہ نے فرمایا۔ ایسا اب نہیں ہو سکتا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام پہلے رواجات کو مٹا رہا ہے لوگ تین ماہ تک انتظار کرتے رہے مگر نیل جاری نہ ہوا نہ تھوڑا نہ بہت آخر لوگوں نے لڑکی کے لیجانیکا ارادہ کر لیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضہ نے حضرت عمر رضہ کو یہ واقعہ لکھا حضرت عمر رضہ نے جواب میں لکھا کہ آپ نے ٹھیک کیا بیشک اسلام پہلے رواجوں کو مٹا رہا ہے میں آپکے پاس ایک پرچہ بھیج رہا ہوں اسکو نیل میں ڈال دیجئے حضرت عمرو بن العاص نے ڈالنے سے پہلے پرچہ کو کھولا تو اسمیں یہ تھا "امیرالمومنین عمر رضہ کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کی طرف - اما بعد اگر تو اپنی جانب سے جاری ہوتا تھا تو جاری مت ہو اور اگر تجھکو اللہ واحد قہار ہی جاری کرتا ہے تو ہم اللہ واحد قہار سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمائے حضرت عمرو بن العاص رضہ نے یوم الصلیب سے ایک دن پہلے وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا۔ مصر کے لوگ لڑکی کے لیجانے اور شہر سے نکلنے کی تیاری کر چکے تھے، صبح ہوئی تو اللہ تعالٰے نے اسکو سولہ ہاتھ پانی کیساتھ رات ہی رات میں جاری فرما دیا تھا -

اور بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضہ نے شام کیطرف ایک لشکر بھیجنا چاہا تو آپ کی خدمت میں ایک دستہ فوج پیش کیا گیا آپنے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا پھر دوبارہ پیش کیا گیا - تو پھر منہ پھیر لیا پھر تیسری بار پیش کیا گیا تو پھر منہ پھیر لیا آخر کار معلوم یہ ہوا۔ کہ اس میں حضرت عثمان رضہ کا قاتل اور حضرت علی رضہ کے قاتل بھی تھے، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضہ کو کسی چیز کے بارہ میں یہ کہتے نہیں سنا۔ کہ میں ایسا گمان کرتا ہوں مگر وہ ویسے ہی ہو گئی ہے جیسے وہ گمان کرتے تھے اس کو امام نووی نے ریاض الصالحین میں بیان کیا ہے یہ تو وہ کرامتیں تھیں جنکو میں نے کتاب حجۃ اللہ علے العالمین میں بیان کیا ہے پھر میں نے حضرت ساریہ رضہ اور نیل کے قصوں کو جو مشہور ہیں علامہ مناوی کی طبقات کبری میں بھی دیکھا ہے اور اسمیں حضرت عمر رضہ کی کرامتوں میں یہ بھی دیکھا ہے کہ جب آپ سے کوئی شخص کوئی بات بیان کرتا تو آپ جھوٹی بات کو جھٹلا دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہ کہو پھر وہ کہتا۔ تو آپ پھر فرماتے کہ یہ نہ کہو، آخر وہ کہدیتا۔ کہ میں نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے وہ سب صحیح ہے سوائے اس کے جس کو آپ نے یہ فرمایا کہ یہ نہ کہو اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے

کہ آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے عرض کیا جمرہ (انگارا) فرمایا تیرا باپ کون ہے اس نے عرض کیا میں شہاب کا بیٹا ہوں فرمایا کس قبیلہ سے ہو عرض کیا حرقہ (سوزش) میں سے۔ فرمایا وطن کیا ہے عرض کیا حرہ (حرارت والا) فرمایا کون سا محلہ عرض کیا ذات لظی (شعلہ والا) فرمایا جلد گھر والوں کے پاس پہنچو کہ وہ سب کے سب جل گئے ہیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔

امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں سورۂ کہف کے تحت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے کچھ گھروں میں آگ لگ گئی تو آپ نے ایک کپڑے پر یہ لکھا کہ اے آگ اللہ کے حکم سے ساکن ہو جا۔ لوگوں نے اسکو آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ روایت ہے کہ شاہ روم نے حضرت عمر رضہ کے پاس قاصد بھیجا۔ قاصد نے آپ کا مکان تلاش کیا۔ اور گمان یہ کیا کہ آپ کا مکان بھی ایسا ہی ہوگا جیسے بادشاہوں کے محل ہوتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کا مکان ایسا نہیں بلکہ وہ جنگل میں ہیں کچی اینٹیں پاتھ رہے ہیں۔ جب وہ جنگل پہنچا۔ تو حضرت عمر رضہ اپنا درہ سر کے نیچے رکھے مٹی پر سو رہے تھے۔ قاصد کو بہت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ تمام مشرق و مغرب کے لوگ اس شخص سے تھراتے ہیں اور یہ اس حال میں ہے پھر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے ان کو تنہا پالیا ہے لاؤ قتل ہی کر ڈالوں۔ تلوار اٹھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین میں سے دو شیر نمودار کر دیئے وہ اسکی طرف چلے یہ ڈرا اور تلوار ہاتھ سے ڈال دی۔ حضرت عمر رضہ بیدار ہو گئے۔ اور کچھ نہ دیکھا۔ اس شخص سے حال پوچھا تو اس نے پورا واقعہ عرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔ امام رازی نے اس کرامت کیساتھ کچھ اور کرامتیں بھی لکھی ہیں جن کو میں بیان کر چکا ہوں اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ یہ واقعات خبر واحد سی روایت ہیں۔

مگر اس مقام پر بعض وہ بھی ہیں جو تواتر سے معلوم ہیں کہ حضرت عمر رضہ نے باوجود اس کے کہ آپ دنیا کی زینت سے الگ رعب وادب کے لباس اور تکلفات سے دور تھے مشرق و مغرب کی سیاست فرمائی ہے اور سلطنتوں کی سلطنتوں کو پلٹ ڈالا ہے اگر تم کتب تواریخ کو غور سے دیکھوگے تو معلوم کر لوگے کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ابتک کسیکو یہ بات میسر نہیں اسکی جو ان کو حاصل ہوئی۔ کہ آپ باوجود تکلفات دنیا و سامان وغیرہ سے کوسوں دور ہونیکے کسطرح اسقدر انتظامات پر قادر تھے اور کوئی شک نہیں کہ خود یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما - آپ کی کرامتوں میں سے ہے کہ سبکی دار وغیرہ نے بیان کیا ہے مشہور ہے کہ آپ فرشتوں کی تسبیح سن لیا کرتے تھے ایک بار آپ نے داغ دلوالیا تو یہ سلسلہ بند ہوگیا پھر (توبہ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس سلسلہ کو جاری فرمایا۔ اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ان تک پہنچنے والی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے داغ دینے سے منع فرمایا ہے حضرت عمران فرماتے ہیں ہم لوگوں نے داغ دلوایا تو کبھی فلاح نہیں پائی اور یہ بیان کیا ہے کہ بیماری میں فرشتے آپ کو سلام کیا کرتے تھے جب آپ نے داغ دلالیا تو فرشتوں کا سلام بند ہوگیا اور پھر کچھ بعد ہونے لگا۔ آپ کو استسقاء کا مرض ہوگیا تھا اور کئی سال تک آپ نہایت صبر کیا تھے پھر آپ کا پیٹ شق کیا گیا چربی نکالی گئی اور پلنگ کاٹ دیا گیا تیس سال اس حالت میں صبر و سکون کیسا تھ رہے ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اے ابو نجید خدا کی قسم مجھے آپ کی یہ حالت جو میں آپ کی دیکھ رہا ہوں عیادت سے مانع تھی فرمایا برادر زادے تم میرے پاس مت بیٹھو خدا کی قسم مجھے وہی حالت محبوب ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ - علامہ سخاوی نے تحفۃ الاحباب فی مزارات مصر میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو قبر مبارک کے پاس ایک شخص کو بیٹھے دیکھا اس سے حضرت عمرو بن العاص کی قبر پوچھی تو اسنے سیر ارشاد کردیا اس جگہ سے نکلا نہ تھا۔ کہ اسپر ایک مصیبت آپڑی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات مصر میں شب عید الفطر سنہ ۴۳ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت غالب بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ - ابن سعد نے جندب بن مکیث جہنی سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ لیثی کو ایک فوجی دستہ پر امیر مقرر کرکے بھیجا میں بھی اس دستہ میں تھا حضور نے حکم دیا تھا کہ یہ مقام میں بنی ملوح پر چھاپہ مارو۔ چھاپہ مارا اور ہم انکے جانور پکڑ لائے ان لوگوں نے اپنی قوم میں شور و غوغا مچایا تو وہ قوم اسقدر جمع ہوگئی کہ ہم میں انکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی ہم جانوروں کو لئے ہوئے بھاگے مگر اس قوم نے ہمیں آلیا۔ ہمیں دیکھ لیا اور ہمارے اور ان کے درمیان

فقط ایک گھاٹی رہ گئی ہم گھاٹی کے کنارہ پر چڑھ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں سے اُنہیں
منظور ہوا گھاٹی پر ایسا سیلاب بھیجا کہ اُسنے گھاٹی کو دونوں کناروں تک پانی سے بھر دیا
خدا کی قسم ہمنے اس روز نہ بادل دیکھا نہ بارش تو وہ ایسی ہوگئی کہ اسکو کوئی عبور نہ کر سکا میں نے
خود ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کنارہ پر کھڑے ہوئے ہم لوگوں کو دیکھ رہے تھے ہم بچ آئے
اور وہ ہمارا تعاقب بھی نہ کر سکے درحقیقت یہ صرف حضرت غالبؓ کی کرامت ہی نہیں بلکہ اسلام
کی صحت کا ایک معجزہ ہے۔

حضرت مسلمۃ بن مخلد الصحابیؓ جو امیر معزہ افریقیہ مشہور ہیں اور مصر میں سب سے پہلے اذان
کیواسطے منارہ اُنہوں نے ہی بنوایا ہے یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی وجہ سے
مستجاب الدعوات تھے ان کی بہت سی کرامتیں ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ یہ جب کسی گھاٹی پر فروکش
ہوتے اور وہاں پانی نہ ہوتا اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے اور اُسیوقت پانی بہہ جاتا تھا اور یہ بھی ہے
کہ یہ جب فریقیہ پہونچے تو ان سے عرض کیا گیا کہ اس مقام پر درندے اور سانپ بہت ہیں آپنے
اُنکو فرمایا نکل جاؤ تو سب وحشی جانور اور سانپ اپنے اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر وہاں سے نکل گئے
اُسکو علامہ مناوی نے بیان کیا ہے۔

حضرت میسرۃ بن مسروق العبسیؓ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے
کہ یہ بھی اُن نو میں سے ایک ہیں جو بنی عبس کی جانب سے بطور وفد کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج حجۃ الوداع فرمایا تو
حضرت میسرہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے تو آپکے اتباع کا بہت شوق ہے اور مسلمان
ہوگئے۔ آپکا اسلام بہت ہی عمدہ۔ پھر عرض کیا کہ اُس خدا کا بہت بہت شکر ہے جسنے آپ کی
وجہ سے مجھے دوزخ سے بچالیا اور حضرت ابوبکرؓ کے یہاں بھی آپکا اچھا مرتبہ تھا۔ آپ فلسطین
میں سب لشکروں کے امیر (وزیر افواج) تھے وہیں آپ کی وفات ہوئی ہے اور موضع یاترکے
قریب جو نابلس کے علاقہ میں ہے مدفون ہیں آپ کی قبر مبارک وہاں مشہور ہے لوگ
.... زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔

نجاشی ؒ علامہ سمہودی نے ابو اسحق سے روایت کی ہے کہتے ہیں جیسے یزید بن رومان نے عروہ کے واسطے سے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرکے یہ حدیث سنائی ہے کہ نجاشی کا انتقال ہوگیا تو بیان کیا جاتا تھا کہ انکی قبر پر ہمیشہ ایک نور رہتا تھا اور میں نے یہاں انکو صحابہ کیساتھ اسلئے ذکر کر دیا ہے کہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسلم ہوا اور حضور نے اُن پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے اگرچہ وہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکے اور اس وجہ سے انکو صحابی شمار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت یعلی بن مُرّہ رضی اللہ عنہ۔ بیہقی نے حضرت یعلی بن مرّہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ قبرستان پر کو گذرے تو میں نے ایک قبر میں سے دبائے جانیکی آواز سنی عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک قبر میں سے دبائے جانیکی آواز سنی ہے حضور نے فرمایا یعلی تم نے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اسکو ایک معمولی سی بات میں عذاب ہو رہا ہے میں نے عرض کیا حضور وہ کیا ہے فرمایا چغلخوری اور پیشاب کے بارہ میں۔

حضرت سیدہ زینب ام کلثوم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی جو حضرت فاطمہ سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ابن الحورانی نے کتاب الاشارات فی اماکن الزیارات میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چالیس ہزار مہر باندھا ان سے زید نامی صاحبزادہ تولد ہوئے جنکا لقب ذوالہلالین ہے مگر ان سے حضرت عمر کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی دمشق کے شہر غوطہ میں انکے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مصیبت کے کچھ بعد ان کی وفات ہوگئی اور ایک گاؤں میں جسکا نام راویہ تھا مدفون ہوئیں پھر اُس گاؤں کا نام آپکے نام پر ہوگیا اور اب وہ قبر الست کے نام سے مشہور ہے شیخ عارف صاحب کتاب معارف الکبیہ ابوبکر موصلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار آپ کی قبر کی زیارت کی میرے ساتھ میرے احباب کی ایک جماعت بھی تھی۔ میں قبر تک نہیں پہنچ سکتا تھا بلکہ سامنے کھڑا ہوجاتا تھا اور ہم سب لوگ آنکھیں نیچی رکھتے تھے کیونکہ علماء نے ثابت کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو میت کیساتھ ویسی احترام کا معاملہ کرنا چاہئے جو یہ اُسکی زندگی میں کرتا۔ میں ڈر رہا تھا خشوع

ع۵ یعنی ایسی باتیں کہ جس سے بچ جانا معمولی بات تھی بسہولت بچ سکتا تھا۔ مطلب نہیں کہ وہ گناہ ہی معمولی تھا ۱۲ مترجم

وخضوع میں تھا کہ میرے سامنے ایک سن رسیدہ معزز و محترم عورت کی صورت آئی کہ جسکے احترام کی وجہ سے
کوئی شخص اسکو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا پھر لوٹنے لگی اور یہ کہا بیٹا اللہ تعالی تمہاری عزت و ادب کو
اور زیادہ کریں کیا تم نہیں جانتے کہ میرے نانا صاحب حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب
حضرت ام ایمنؓ کی قبر کی اس وجہ سے زیارت کیا کرتے تھے کہ وہ ایک معزز و مفتخر عورت تھیں اور تم
امت کو یہ بشارت دیدو کہ میرے نانا صاحب اور ان کے اصحابؓ و اولاد سب امت سے محبت
کرتے ہیں سوائے اس شخص کے جو راہ سے نکل گیا کہ وہ اسکو بڑا سمجھتے ہیں مجھے ان کی بات سے اسقدر
بیقراری ہوئی کہ بالکل بے حواس ہوگیا پھر جب حواس بجا ہوئے تو میں نے ان کو نہیں پایا اور اس دن سے
آجتک ان کی قبر مبارک کی زیارت کا التزام کر رکھا ہے ابن الحورانی نے اسکے بعد یہ بیان کیا ہے کہ ابن عساکرؒ
نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدہ زینبؓ کے مزار کی غربی جانب سیدنا مدرک الفزاری صحابیؓ
کا مزار ہے اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں انکے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
کے وصال سے پہلے پہلے آپکے اولاد ہوچکی تھی اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر کے بعد آپ نے
اپنے والد ماجدؓ کی اجازت سے اپنے چچا زاد بھائی عون بن جعفر سے نکاح کر لیا تھا پھر آپ اور آپکے
بیٹے زید ایک ہی وقت میں وفات پاگئے آپکے جنازہ کی نماز آپکے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کے فرمانے سے حضرت عبد اللہ بن عمر نے پڑھائی تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ خدا تعالی ہم سب کو ان حضرات
کی برکتوں سے نفع بخشیں آمین۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیہقی نے ثابت اور ابوعمران الجونی اور ہشام بن حسان
سے روایت کی ہے تینوں صاحب کہتے ہیں کہ ام ایمنؓ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو ان کے
پاس کھانے پینے کا سامان نہ تھا جب روحا مقام کے قریب پہنچیں تو بہت شدت کی پیاس
لگی۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے سر کے اوپر سے ڈول کی سی آواز سنی تو ایک ڈول تھا جو آسمان سے
ایک سفید رسی میں لٹکا یا ہوا تھا میں نے اسے ہاتھوں میں لیلیا تھام لیا پھر اس میں سے پیا اور سیراب
ہوگئی پھر اسکے پینے کے بعد سے سخت گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرا کرتی ہوں کہ مجھے پیاس
لگے مگر پھر کبھی پیاس نہیں لگی اسکو ابن منیع نے اپنی مسند میں ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بیہقی نے عروہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ

نے اُن غلاموں میں سے جنکو اللہ کی راہ میں تکلیفیں دیگئی ہیں سات کو خرید کر آزاد کیا ہے انہی میں سے ایک حضرت زنیرہ بھی ہیں ان کی بینائی جاتی رہتی تھی انکو اللہ کی راہ میں سخت سخت تکلیفیں دیکھیں مگر یہ اسلام کے سوا ہر چیز سے انکار کرتی رہتی تھیں مشرکوں نے کہا کہ لات[ع] و عزی نے انکی بینائی کو ضائع کر دیا تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے عارم ابن الفضل نے حدیث بیان کی ہے کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن زید نے یحییٰ بن سعید سے روایت کر کے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ام شریک دوسی نے ہجرت کی تو راستہ میں ایک یہودی کا ساتھ ہو گیا آپ نے روزہ رکھا شام ہوئی تو یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تونے انکو پانی دیا تو میں ایسا ایسا کرونگا یہ رات بھر ایسے ہی رہیں اخیر شب میں یہ ہوا کہ یکایک انکے سینے پر ایک ڈول رکھا ہوا ہے انہوں نے پیا اور پھر لوگوں کو شب میں ہی چلنے کیلئے کہلا دیا۔ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے اس عورت کی آواز سنی ہے کہ اُنے پانی پیا ہے اسکی بیوی نے جواب دیا کہ نہیں۔ خدا کی قسم میں نے اسکو پانی نہیں دیا یحییٰ کہتے ہیں کہ اُنکے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا جو آتا اسکو عاریت دیدیتی تھیں ایک شخص نے اُسے خریدنا چاہا تو کہدیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر اس میں پھونک ماری اور دھوپ میں لٹکا دیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا ہو گیا یحییٰ کہتے ہیں عام طور سے کہا جاتا تھا۔ کہ حق تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ام شریک کا مشکیزہ بھی ہے۔

حضرت فرلعیہ انصاریہ۔ سیدی عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی جعفری نے جو مدینۃ الجزائر میں مدفون ہیں اپنی کتاب العلوم الفاخرہ فی النظر فی امور الآخرہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فرلعیہ سے فرمایا کہ تمہارا بیٹا ابراہیم مر گیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ مر گیا فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا الحمد للہ اے اللہ آپکو معلوم ہے کہ میں نے آپ کی اور آپکے رسول کی طرف اس اُمید پر ہجرت کی ہے کہ آپ سختی پر میری اعانت فرمائینگے تو مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈالیے ہم اسی حالت میں تھے کہ اس نے چہرہ

ع ۵ دو بت ہیں جنکی اہل جاہلیت پرستش کرتے تھے ۱۲ مترجم۔

کھولدیا اور کھانا کھایا اور ہم نے بھی کھایا اور اسکے بعد وہ زندہ رہا اس واقعہ کو ابن القطان نے بیان کیا

اور قاضی عیاض نے بھی اسکو حضرت انسؓ سے ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ انصار کا ایک نوجوان مرگیا تھا اُسکی ماں بوڑھی اور اندھی تھی ہمنے اسکو کفن دیدیا اور اسکی ماں سے تعزیت کی تو اُسنے کہا کیا میرا بیٹا مرگیا ہے ہمنے کہا ہاں مرگیا اسپر اُسنے عرض کیا اے اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپکی اور آپکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے اور آگے حدیث کے وہی لفظ ہیں جو اوپر گذرے اور ابن القطان کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اس کہنے کے وقت ہی زندہ فرمادیا اور اُس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی کھایا پیا۔

میں نے (یعنی مصنف کتاب ہذا) حجۃ اللہ علی العالمین کے باب چہارم سے کچھ پہلے یہ ذکر کیا ہے کہ ابن عدی اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ہم صفہ عہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپکے پاس ایک اندھی بڑھیا ہجرت کرکے آئی اور اُسکا ایک جوان بیٹا بھی تھا وہ مدینہ منورہ میں کچھ روز رہ رہا تھا کہ اسکو مدینہ منورہ کی وبا پہنچ گئی کچھ روز بیمار رہا پھر مرگیا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند فرمائیں اور ہم لوگوں کو کفن دفن کا ارشاد فرمایا جب ہم نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کی ماں کے پاس جاؤ اور اُسکو خبر کردو وہ آئی اور اُسکے پیروں کے پاس بیٹھ گئی پھر اسنے اسکے دونوں پیر پکڑے اور کہا کہ کیا میرا بیٹا مرگیا ہے ہم نے کہا ہاں تو اُسنے دعا کی اے اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپکی طرف بخوشی خاطر اسلام لیکر آئی ہوں اور بتوں کو نفرت کرکے چھوڑ آئی ہوں اور رغبت کی ساتھ آپ کی طرف آئی ہوں اے اللہ آپ بتوں کو پوجنے والوں کو میری مصیبت سے خوش نہ فرمائیے اور اس مصیبت میں مجھ پر وہ غم نہ ڈالئے جسکے تحمل کی مجھ میں طاقت نہیں ہے خدا کی قسم ابھی اسکی بات پوری بھی نہیں تھی کہ لڑکے نے پیر ہلائے اور چہرے سے کپڑا ڈال دیا اور کھانا کھانے لگا۔ اور ہم نے بھی اُسکی ساتھ کھایا پھر وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال اور اپنی ماں کے مرنے تک زندہ رہا۔ رضی اللہ عنہا۔

ع گو اس روایت میں اور اگلی روایت میں نام نہیں ہے مگر قرائن قویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت فریعہ انصاریہ ہیں ۱۲ مترجم عہ مسجد نبوی کے سامنے کا چبوترہ ۱۲ مترجم۔

منصور اور داؤد

اُن اولیاء کی کرامتوں کا بیان جن کا نام محمد ہے رضی اللہ عنہم

محمد الباقر ۔ یہ حضرت علی زین العابدین کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے پوتے سادات کرام اہل بیت میں سے ایک امام ہیں اور ممتاز علمائے کرام میں سے ہیں بے شک ہیں ان کی کرامتوں میں ابو بصیر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں محمد بن علی کیساتھ حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تھا کہ منصور اور داؤد بن سلیمان داخل ہوئے اور یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے کہ خلافت بنی عباس قائم ہو داؤد حضرت باقر کے پاس آئے تو آپنے فرمایا کہ دوانیقی (منصور) کو یہاں آنے سے کیا مانع ہے عرض کیا کہ انکے مزاج میں ذرا الگ الگ رہنا ہے فرمایا کہ کچھ زیادہ دن نہ گذرینگے کہ یہ شخص حکومت کی باگ ہاتھ میں لیگا لوگوں کی گردن کو روندے گا مشرق و مغرب کا مالک ہو جائیگا اور اس میں اس کی عمر طویل ہوگی اتنے خزانے جمع کریگا کہ کسی نے جمع نہیں کئے داؤد نے منصور کو یہ خبر پہونچادی تو منصور حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے آپکی خدمت میں حاضر ہونے سے صرف آپکا اجلال ہی مانع ہوتا ہے اور کوئی چیز نہیں پھر وہ خبر جو داؤد نے بیان کی تھی پوچھی آپنے فرمایا یہ تو ہونیوالا ہی ہے منصور نے عرض کیا کہ کیا ہماری حکومت آپ لوگوں کی حکومت سے پہلے ہوگی ۔ فرمایا ہاں ۔ عرض کیا اور میرے بعد میری اولاد میں سے بھی کوئی مالک ہوگا فرمایا ہاں ہاں عرض کیا تو بنی امیہ کی حکومت کی مدت زیادہ ہوگی یا ہماری حکومت کی فرمایا تمہاری اور تمہاری اولاد خلافت کو ایسے کھلونا بنالیگی جیسے گیند کو بناتے ہیں یہ مجھے میرے والد نے بیان کیا تھا جب منصور کو خلافت پہونچی تو وہ اس ارشاد سے تعجب کیا کرتا تھا ۔ اسکو المستوفی المروزی میں بیان کیا ہے آپ کی وفات مدینہ منورہ میں سنہ ۱۱۷ھ میں ہوئی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کئے گئے رضی اللہ عنہما ۔

محمد بن المنکدر ۔ محمد بن المنکدر کے صاحبزادہ نے بیان کیا ہے کہ یمن کے لوگوں میں سے ایک شخص نے اُنکے والد کے پاس اسی دینار (تقریباً دو سو روپیہ) امانت رکھے اور خود جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوگیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر آپکو خرچ کی ضرورت پڑے تو خرچ کیجیے جبتک کہ اگر خدا نے چاہا میں واپس آؤں ۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو چلا گیا اور اہل مدینہ پر قحط آپڑا اور بہت سخت قحط پڑا

والد صاحب نے انکو نکال کر تقسیم کر دیا کچھ مدت ہی گذری تھی کہ وہ شخص آگیا اور اپنا مال طلب کیا والد صاحب نے فرمایا کل میرے پاس آنا اور خود رات بھر مسجد نبوی میں رہے کبھی مرقد مبارک کو اور کبھی ممبر شریف کو لپٹے رہے صبح قریب ہوگئی تو اندھیرے میں ایک شخص آئے اور کہنے لگے اے محمد لو۔ اُنہوں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک تھیلی دی جسمیں اسی دینار تھے۔ اگلے روز وہ شخص آیا اور آپنے یہ دینار اُسکو دیدئے۔ از حجۃ اللہ علے العالمین۔

محمد بن ادریس شافعی۔ آپ مطلبی ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد ہیں ائمہ مجتہدین میں سے ایک امام جہان بھر کے علماء کے پیشوا اکابر اولیاء میں یکتا دین مبین کے ایک رکن اور قریش میں سے وہ عالم ہیں جنہوں نے طبقات ارض کو علم سے پُر کر دیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب آپ کا وقت قریب آگیا تو آپ کے پاس آپکے شاگرد جمع ہوئے آپنے فرمایا کہ اے ابو یعقوب تم تو اپنی بیڑیوں میں ہی مر گے اور اے مزنی تمہارے لئے مصر میں شرارتوں پر تکرارین ہونگی اور اے ابن عبدالحکم تم اپنے باپ کے مذہب پر لوٹ جاؤ گے اور اے ربیع تم میری کتابوں کی اشاعت میں نافع ثابت ہوگے ابو یعقوب اٹھو کہ تم بیڑیاں ڈالے جاؤ گے پھر ایسا ہی ہوا جیسا حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ آپ کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رحمہ نے بیان کیا ہے۔

صفحہ ۹۸/۴ کل ۲۰۲ صفحہ ۷ سطر ———— ۹۵/۲۳

محمد بن عبداللہ معروف بہ شیبان راعی حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اور شیبان راعی حج کو چلے ایک راستہ میں پہونچے تو ہمارے سامنے شیر آگیا میں نے شیبانؒ سے کہا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ درندہ سامنے ہے فرمایا سفیان ڈرو نہیں شیر نے بھی شیبانؒ کا یہ کلام سن لیا تو خوشامد کرنے لگا اور کتے کی طرح دم ہلانے لگا۔ شیبانؒ اس کی طرف بڑھے اور اس کا کان اینٹھا میں نے اُن سے کہا کہ یہ کیا شہرت والی بات ہے۔ فرمایا اے ثوری اس میں کونسی شہرت ہے اگر میں شہرت کا اندیشہ نہ کرتا تو اپنا سامان سفر مکہ مکرمہ تک اسی کی کمر پر لاد کر لیجاتا اسکو یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔　　　　(باقی آئندہ)

علامہ سخاوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ جنبی ہوتے اور ان کے پاس پانی نہ ہوتا تو ایک بادل آتا اور انکے سر پر برستا یہ اس سے غسل کر لیتے تھے اور جب جمعہ کی نماز کیلئے جاتے تھے اپنی بکریوں کے چاروں طرف ایک خط کھینچ جاتے اور چلے جاتے تھے پھر جب تک یہ لوٹ نہ آتے نہ تو بکریاں وہاں سے ہلتی تھیں اور نہ کوئی جنگلی جانور یا انسان ان کو چھیڑتا تھا۔

حضرت رابعہ عدویہ ان پر گذریں اور فرمایا کہ میں حج کا ارادہ کر رہی ہوں آپ نے اپنی آستین میں سے کچھ اشرفیاں نکال کر دے دیں کہ راستہ میں خرچ کر لینا انہوں نے ہوا میں ہاتھ پھیلایا پھر مٹھی بند کر لی تو وہ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ آپ جیب سے خرچ کرتے ہیں اور میں غیب سے خرچ کرتی ہوں۔ پھر آپ نے بھی ان کے ساتھ بغیر زاد راہ کے محض توکل پر حج کیا۔

یہ حضرت شیبانؒ امی تھے۔ اور باوجود اس کے جب کوئی مسئلہ فقہ وغیرہ کا پوچھا گیا تو نہایت عمدہ جواب دیا مصر میں انتقال ہوا ہے اور قرافہ مقام میں امام شافعیؒ کے مزار کے قریب اس احاطہ میں جس میں مزنیؒ کی قبر ہے مدفون ہوئے ہیں اور ان کی مزنیؒ کی قبر کے درمیان ال درزی کی قبر ہے جو بہت بڑے صلحاء میں ہوئے ہیں۔

سخاویؒ نے انکی کرامت خیر کے ساتھ کی بھی ذکر کی ہے اور بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک قاری کو یہ پڑھتے سنا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (جو ذرہ برابر نیکی کریگا اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا اسے دیکھ لے گا) تو بھاگ گئے پھر ان کو لوگوں نے ایک سال کے ہی بعد دیکھا جب انکو دیکھ لیا گیا۔ تو پوچھا گیا کہ آپ بھاگ کیوں گئے تھے۔ فرمایا میں اس دقیق حساب کی وجہ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ سخاوی رح کہتے ہیں ان کا انتقال مصر میں ہوا اور قرافہ میں دفن کئے گئے ہیں اور بیان کیا گیا ہے کہ شام کے ملک میں دفن ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن الحسین معروف بزعفرانی شاگرد امام شافعی رضی اللہ عنہما

آپ کی کرامتوں میں سے ہے کہ آپ ایک قصائی کے پاس ٹھہرے وہ قصائی آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر جب لوٹا تو اس کا ہاتھ ایسا کٹ گیا کہ وہ اس سے کچھ نہ کاٹ سکا۔ قصائی سمجھ گیا کہ یہ شیخ کی وجہ سے ہے وہ شیخ کی طرف دوڑا اور عرض کیا میرے آقا مجھ سے جو حرکت سرزد ہوئی ہے اس پر

گرفت نہ فرمائیے کیونکہ میں اللہ تعالٰے سبحانہ سے توبہ کر رہا ہوں آپ بھی دعا فرمائیے۔ کہ اللہ تعالٰے مجھے تندرست کر دے آپنے دعا فرمائی اور اسکا ہاتھ جیسا تھا ویسا ہو گیا یہ سخاوی نے بیان کیا ہے۔

محمد الجواد بن علی الرضا بڑے اماموں میں سے ہیں امت کے چشم و چراغ ہیں ہمارے سادات اہلبیت میں سے ہیں ان کا تذکرہ علامہ شبراوی نے اتحاف بحب الاشراف میں لکھا ہے اور اسکے بعد کہ انکی بہت کچھ تعریفیں کی ہیں بہت سے اوصاف اور فضل و کمال کے اتفاقات لکھے ہیں۔ اور یہ کہ مامون عباسی نے اپنی لڑکی ام فضل سے انکی شادی کر دی تھی۔ پھر جب یہ بغداد سے مدینہ منورہ تشریف لیچلے تو پہنچانے کے واسطے بہت سے لوگ ہمراہ ہو لئے جب کوفہ کے دروازہ پر جہاں حضرت مسیب کا گھر ہے پہنچ گئے تو غروب آفتاب کا وقت تھا وہیں اتر پڑے اور ایک پرانی سی مسجد میں جو وہاں بنی ہوئی تھی مغرب کی نماز پڑھنے کیلئے گئے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا جس پر کبھی پھل نہیں آیا تھا آپ نے لوٹا منگایا اور اس درخت کی جڑ میں وضو کیا پھر اٹھے اور مغرب کی نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں الحمد اور اذا جاء نصر اللہ والفتح پڑھی اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ہو اللہ احد پھر فارغ ہونیکے بعد کچھ تھوڑی سی دیر بیٹھے اور ذکر کیا پھر کھڑے ہو گئے اور چار رکعت نفل پڑھے اور دو سجدے شکر کے ادا کئے پھر لوگوں کو رخصت کر دیا اور خود لوٹ آئے صبح ہوئی تو رات رات میں بیری کے درخت نہایت عمدہ پھل لے آیا لوگوں نے دیکھا اور بہت تعجب کیا اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہوئی کہ اس درخت کے بیروں میں گٹھلی نہ تھی۔ یہ آپکی بڑی زبردست اور کھلی ہوئی کرامت ہے آپکی وفات آخر ذیقعدہ ۲۲۰ھ میں ہوئی ہے اور عمر شریف پچیس سال اور ایک ماہ اللہ تعالٰے ان سے اور ان کے آباؤ اجداد و اولاد سے راضی ہوں اور ہم سب کو انکی برکتوں سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

محمد بن منصور طوسی۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے آپ سے بغداد میں ایک جماعت نے پوچھا کیا آج عرفہ ہے اور اسمیں کچھ اختلاف ہو رہا تھا فرمایا ذرا صبر کرو آپ حجرہ میں تشریف لے گئے پھر تشریف لائے اور فرمایا ہاں ہے لوگوں نے دنوں کو شمار کیا تو وہی دن تھا جس میں وقوف عرفہ کیا گیا تھا۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ آپنے کیسے معلوم کر لیا۔ فرمایا میں نے اپنے رب سے دریافت کیا تھا۔ تو مجھ کو وقوف عرفہ کی جگہ لوگوں کو دکھا دیا گیا آپکا انتقال ۲۵۴ھ میں

بغداد میں ہوا ہے اسکو مناویؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن علی الحکیم ترمذی۔ مناوی کا بیان ہے کہ آپ مشہور امام اور بڑے زبردست صوفی ہیں منجملہ عارفین اور علماء عاملین کے امام ہیں صوفیہ میں سے کثرت روایات وعلو سند میں ممتاز ہیں۔ ابو تراب نخشی اور بلخی اور اس طبقہ سے ملاقات ہوئی ہے بخاریؒ کے ہم عصر ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے، کہ جب آپکے معاصرین آپ پر چڑھ آئے اور آپ کی تکفیر کی تو آپ نے اپنی سب کتابوں کو جمع کرکے دریا میں ڈال دیا ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور اس نے کئی سال کے بعد ان کو اگلا تو لوگوں نے ان سے نفع اٹھایا مناویؒ کہتے ہیں کہ کرامتوں کا وہی لوگ انتظار کرتے ہیں جن کے دل اللہ تعالےٰ سے حجاب میں ہیں کیونکہ کرامت تو حق تعالےٰ کا ہی فعل ہے ۔۔۔۔۔۔ کل ایک صفحہ ۵ سطر ۱۰۰/۲۲

آپ کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی ہے ایسے ہی کشف الظنون میں بھی ہے اور مناوی کہتے ہیں کہ ۳۲۰ھ کے حدود میں ہوئی ہے۔

محمد بن مسلم بن عبدالرحمن قنطری بہت بڑے صوفی مریدوں کی تربیت کرنے والے بڑے بڑے متقیوں اور زاہدوں کے پیر ہیں حضرت جنیدؒ کے مشائخ میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کا ایک بھانجا تھا آپنے اسکو دیکھا کہ ڈھول وغیرہ سے کھیل رہا ہے تو اللہ تعالےٰ سے دعا کی اسے موت دیدیں وہ اسی روز مر گیا اور آپ کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی ہے اس کو مناویؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن یوسف البناء اکابر صوفیہ میں سے ہیں چھ سو اساتذہ سے ملے ہیں حدیث بہت لکھی ہے اور مکہ مکرمہ میں دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ یا تو میرے دل میں اپنی معرفت داخل کر دیجئے یا مجھے اپنی طرف بلا لیجئے۔ تو آپ نے غیب سے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو ایک مہینہ تک روزے رکھو۔ اور کسی سے بات نہ کرو پھر زمزم کے قبہ میں داخل ہو اور اپنی حاجت کی دعا کرو پھر کنوئیں میں سے ایک کہنے والے کو سنا جو کہتا ہے کہ جس کو تم پسند کرو اختیار کرلو علم مع مال کے یا معرفت مع فقر کے انہوں نے عرض کیا میں نے معرفت مع فقر کے اختیار کرلی جواب دیا گیا کہ دیدی گئی،

آپ کی وفات ۲۸۶ھ میں ہوئی ہے اس کو مناویؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن اسمٰعیل مغربی۔ ابراہیم خواص کے استاد ہیں صوفیہ کی ریاست اور مریدوں کی تربیت

مملکت عراق میں آپ پر ختم ہے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے بہت برسوں سے اندھیرا نہیں دیکھا آپ اندھیری رات میں اپنے ساتھیوں سے آگے آگے ننگے سر ننگے پیر چلا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کسی کو ٹھوکر لگتی آپ فرماتے کہ داہنے کو یا بائیں کو اور ان کو اپنے سامنے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ حیۃ ۱۰۱/۹ کل الاسطر ——— ۱۰۱/۱۲ آپکا انتقال ۲۹۹ھ میں اکیس برس کی عمر میں طور سینا پہاڑ پر ہوا ہے۔

محمد بن احمد بن سید حمدویہ معروف بہ معلم ابوبکر تیمی نہایت عابد زاہد صاحب کرامات مشہور ہیں۔ آپ سے بہت سی باتیں خرق عادت کی نقل ہیں۔ قاسم جوعی کے ساتھ رہے ہیں۔ اور ان سے اور دوسرے بزرگوں سے حدیثیں بھی روایت کی ہیں اور خود ان سے ابوزرعہ وغیرہ نے روایت کی ہے اکابر علماء بلکہ ان کے مقتدا تھے پچاس سال نہ سیدھے لیٹے نہ پاؤں پھیلائے۔ اور حضرت بصری کے ساتھ قاسیوں کے قبرستانوں میں رہے ہیں جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت جوعی کے ساتھ رہے ہیں گیارہ سال تک کسی سے کلام نہیں کیا جمعہ کی نماز کے واسطے جایا کرتے تھے ایک دن ابلیس ملا اور اس نے کہا اے لڑکے لوٹ جا ہم نے جمعہ پڑھ لیا ہے یہ لوٹ گئے پھر آفتاب کو دیکھا کہ آسمان کے وسط میں ہے تو پھر گئے اور جمعہ پا لیا آپ ایک دن میں چالیس میل چل لیتے تھے اور اسمیں ایک بار قرآن شریف ختم کر لیتے تھے ایک روز تھک گئے اور بھوک کا غلبہ و ضعف ہو گیا تو آپ جنگل میں ایک چشمہ پر جو اُبل رہا تھا پہنچے وہاں بیٹھ گئے اور دعا کی تو ایک حبشی باندی کو قریب کھڑی دیکھی۔ وہ کہہ رہی ہے کہ میرے آقا نے آپکے واسطے یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا تو تو آزاد ہے فرمایا رکھدو دیکھا تو اسمیں دو شیر مال ہیں اور ان کے ساتھ ابلے ہوئے انڈے ہیں انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور فوراً دعا کے قبول ہو جانیکی وجہ سے گھبرا کر چلے گئے اور آپکی کراماتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک عرصہ دراز تک کچھ نہیں پیا۔ پانی کی ضرورت ہوتی تو کنوئیں پر جا بیٹھے اور رونے لگے اور دعا کی کہنے لگے میرے مولا آپ کو معلوم ہے کہ میں پانی کا ضرورتمند ہوں اور اسکا چھوڑ دینا مجھے شاق ہے تو دیوار میں سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس میں پانی کا آبخورہ تھا اور کہا کہ پی لو۔ انہوں نے کہا پانی کی ضرورت زیادہ ہے پھر وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پی لیا اس کے بعد اسی روز تک پانی پینے کی ضرورت نہیں ہوئی کچھ لوگ آپکے مہمان ہوئے آپ بھنا ہوا گوشت و چپاتیاں لائے تو وہ کہنے لگے یہ ہم لوگوں کا

کھانا نہیں ہے آپنے کہا تو پھر آپ لوگوں کا کھانا کیا ہے انہوں نے کہا سبزی آپنے وہ لادی اور خود گوشت کھالیا وہ لوگ تورات پھر نماز پڑھتے رہے اور معلم (یعنی محمد بن احمد مذکور) تمام رات سوئے پھر اندھیرے سی صبح کی نماز پڑھائی اور فرمایا چلو سیر کریں اور ایک حوض پر آئے آپ نے پانی پر چادر بچھائی اور نماز پڑھی چادر اٹھائی تو اسے پانی لگا بھی نہ تھا پھر فرمایا یہ تو بھنے ہوئے گوشت کا عمل ہے سبزی کا عمل کہاں ہے اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک کتے نے آپکو بھونکا تو وہ گر کر مر گیا آپ کا انتقال سنہ ۳۰۱ھ میں ہوا ہے یہ مناوی کا بیان ہے۔

محمد بن یعقوب عرجی اکابر عارفین میں سے ہیں علماء عاملین کے امام ہیں حارث محاسبی انکے ساتھ رہے ہیں انکی کرامتوں میں یہ ہے کہ فرماتے ہیں میں شام سے ایک میدان کے راستہ پر چلا تو ایک لق و دق میدان پر جا پہنچا کئی دن تک حیران پھرتا رہا اور کچھ کھانے پینے کو ملا نہ راستہ ملا) یہانتک کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو دو راہب جاتے ہوئے ملے گو یا وہ کہیں قریب سے ہی چلے ہیں میں نے پوچھا تم دونوں جاتے ہو کہ تم اسوقت کہاں ہو انہوں نے کہا ہم اس کے ملک اسی کی مملکت میں ہیں اور اسی کے سامنے ہیں میں نے اپنے نفس کی طرف توجہ کی اور اس کو ملامت کرنے لگا۔ کہ یہ راہب تو توکل کے مرتبہ پر پہنچ گئے۔ اور تو نہیں پہنچا پھر ان سے کہا کیا تم مجھ کو اپنے ساتھ ہونے کی اجازت دیتے ہو انہوں نے کہا تم کو اختیار ہے میں ساتھ ہو لیا جب رات تاریک ہو گئی۔ تو وہ دونوں اپنی نمازوں کے لئے کھڑے ہوئے، اور میں اپنی نماز کیلئے اور میں نے مغرب تیمم سے پڑھی تو وہ دونوں مجھ پر ہنسنے لگے جب وہ فارغ ہو گئے تو ایک نے ہاتھ سے زمین کریدی وہاں سے پانی نکل آیا۔ اور کھانا آ کر رکھا گیا مجھے تعجب ہوا انہوں نے کہا آؤ اور کھالو ہم تینوں نے کھایا پیا اور میں نے نماز کی تیاری کی پھر پانی زمین میں جذب ہو گیا اور نظر سے اوجھل ہو گیا اور صبح تک وہ دونوں الگ نماز پڑھنے لگے میں الگ پڑھتا رہا۔ پھر ہم لوگ رات تک چلتے رہے جب رات ہو گئی ایک نے دوسرے کو نماز پڑھائی پھر کچھ دعائیں مانگیں اور زمین کریدی تو پانی بھی نکل آیا اور کھانا بھی موجود ہو گیا۔ پھر جب تیسری رات ہوئی تو ان دونوں نے کہا اے مسلمان تیرا یہ کیا حال ہے مجھے بہت شرم آئی اور شرم سے گڑا جانے لگا۔ تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ میں جانتا ہوں کہ میرے گناہوں نے آپکے یہاں میری کوئی عزت باقی نہیں رکھی لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے رسوا نہ فرمائیے اور ان دونوں

کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت پر بدگمانی سے خوش ہونیکا موقعہ نہ دیجیے۔ تو یکایک
ایک ابلتا ہوا چشمہ اور بہت سا کھانا نمودار ہوا تینوں نے خوب کھایا پیا اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ تو
مناوی نے بیان کیا ہے اور یافعی نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا دعا
کی تھی انہوں نے دعا بتادی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

محمد بن السماک قشیری کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبداللہ صوفی سے سنا ہے وہ کہتے تھے۔ کہ
ہم سے احمد بن علی السلیحی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن حطرت نے بیان کیا ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن الحسن العلعقلانی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے احمد بن ابی الحواری
نے بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ہم نے ان کا قارورہ لیا اور ایک طبیب کے پاس
لیچلے جو نصرانی تھا ہم حیرہ اور کوفہ کے درمیان تھے کہ ایک خوبصورت شخص جس میں سے خوشبو آتی تھی،
عمدہ لباس پہنے ہوئے سامنے آیا پوچھا تم لوگ کہاں کا ارادہ کر رہے ہو ہم نے کہا کہ فلاں طبیب کا
ارادہ کر رہے ہیں انکو محمد بن سماک کا قارورہ دکھائیں گے، ان صاحب نے کہا سبحان اللہ تم اللہ کے
ایک ولی کے واسطے اللہ کے دشمن کی اعانت چاہتے ہو اس کو زمین پر پھینکدو اور ابن سماک کے پاس
لوٹ جاؤ اور ان سے کہدو کہ تکلیف کی جگہ پر ہاتھ رکھکر یہ پڑھیں وبالحق انزلناہ وبالحق نزل (ہم نے
اسکو حق کیساتھ ہی نازل کیا ہے اور یہ حق کیساتھ ہی نازل ہوا ہے) اور پھر ایسے غائب ہوئے
کہ ہم نہ دیکھ سکے ہم ابن سماک کے پاس لوٹ آئے، اور سارا واقعہ سنایا آپنے تکلیف کے مقام پر
ہاتھ رکھا اور وہ پڑھا جو ان صاحب نے کہا تھا تو اسی وقت تندرست ہو گئے، اور فرمایا یہ خضر علیہ السلام
تھے ص ۱۰۲/۱۴ کل ایک صفحہ ۳ سطر ———— ص ۱۰۲/۲۳

محمد بن یوسف البولاقی یہ امام اور عالم زاہد تھے ابن الجوزی نے انکے اوصاف میں کتاب کی
ایک جلد مستقل لکھی ہے آپ کے حالات میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر سمندر
پر گئی تھی۔ کچھ حبشی لوگ ایک جہاز میں آئے بچہ کو پکڑا اور جہاز میں بٹھا لیا اور لے کے چلے گئے وہ
عورت شیخ محمد بن یوسف کے جبکہ وہ اپنی عبادت گاہ سے نکل رہے سر ہو گئی۔ اور سارا قصہ سنایا۔ کہ
حبشیوں نے اس کے بچہ کو پکڑ لیا ہے اور وہ اس جہاز میں ہیں شیخ سمندر کی طرف روانہ ہوئے
اور ہوا کو حکم دیا کہ رک جا وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے رک گئی پھر آپنے جہاز والوں کو آواز دی کہ بچہ کو

اسکی ماں کو لوٹا دو مگر انہوں نے انکار کر دیا اور چلتے رہے آپ نے جہاز کو حکم دیا کہ رک جا۔ وہ بھی رک گیا پھر آپ پانی کے اوپر چلتے ہوئے گئے اور بچہ کو جہاز میں سے لیا اور اس کی ماں کے پاس حاضر کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ چمڑے کی دباغت کا کام کیا کرتے تھے ان کے پاس مازو آئے تھے۔ خلیفہ نے کسی کو بھیجا اور اس نے ان کو لے لیا آپ کا خادم حاضر ہوا تو غصہ کیا کہ خلیفہ کے آدمی وہ مازو لے گئے ہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں ان کے افسر کے پاس جاؤں فرمایا بیٹھ جاؤ وہ خود ہمیں لوٹا دیں گے جب وہ لوگ لیگئے تو انہوں نے ان کو پتھر پایا تو سمجھ لیا۔ کہ یہ شیخ کی برکت سے ہے اور لوٹا گئے تو وہ مازو تھے یہ شیخ محمد بن یوسف البولاقی ابو عبد اللہ تکروی کے شیخ ہیں جن کا نور رشیدی معتقد تھا۔ اسکو سخاوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن محمد الادفوی مشہور علماء اور سات ابدال میں سے ایک ہیں انہوں نے قرات کے اماموں میں سے ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے اور ان سے پڑھا ہے اور تفسیر میں انکی ایک کتاب ہے۔ کتاب الاستغناء آپ نے یہ کتاب لکھ کر امیر مصر کے پاس بھیجی تھی، اس نے اس کے کنارہ پر اس سے بے نیازی کے الفاظ لکھ دیئے اور واپس کر دی آپ نے اس کے لئے بد دعا کی تو وہ تین دن بھی زندہ نہیں رہا۔ آپ کا انتقال مصر میں ہوا ہے اور قرافہ میں ادفوی کے مقبرہ میں دفن کئے گئے ہیں اسکو سخاوی رح نے بیان کیا ہے

ابوبکر محمد المالکی مصر کے رہنے والے عبد الصمد بغدادی کے پیر کے پیر ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ سات ابدال میں سے ایک ہیں قرشی رح نے اپنی تاریخ میں ان کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ ایک اپاہج عورت پر گزرے تو اس نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے اللہ کیواسطے؟ انہوں نے فرمایا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں لیکن اپنا ہاتھ لاؤ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور حق تعالے کے فضل سے چلنے لگی اور فرمایا کرتے تھے، کہ مسلمان کو آگ چھوئے گی ہی نہیں اور اگر چھوئے گی تو جلائیگی نہیں اور اگر میں شہرت کا اندیشہ نہ کرتا تو سو دفعہ ہاتھ کو آگ میں داخل کرتا اور نکال لیتا اور نہ جلتا۔ اسکو بھی سخاوی رح نے بیان کیا ہے ص۱۰۳/۲ کل ۱۲ سطر ———— ۱۰۴/۲

محمد بن موسیٰ ابوبکر واسطی حضرت جنید رح کے مریدوں میں سے بڑے آدمی ہیں فرغانی الاصل

ع۔ چمڑے کی دباغت میں کام دیتا ہے"

ہیں رفیع المرتبہ اور عالیشان ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ سمندر کا سفر کر رہے تھے کہ کشتی ٹوٹ گئی آپ اور آپ کی اہلیہ ایک تختہ پر رہ گئے اور اسی حالت میں انکے بچہ پیدا ہو گیا اور انکو بہت پیاس لگی انہوں نے سر اٹھایا تو ہوا میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر ہے جس میں یاقوت کا آبخورہ ہے اس نے کہا دونوں پی لو دونوں نے پی لیا فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ تمہارے آقا کا ایک غلام میں نے کہا تم اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گئے اس نے جواب دیا کہ اسکی مرضی پر اپنی ہر خواہش کو قربان کر دیا پھر اس نے مجھے بساط فردانیت پر بٹھا دیا جیسے کہ اب تم دیکھ رہے ہو اور غائب ہو گیا اسکو بھی سخاوی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن محمد سلامہ - ابو جعفر طحاوی الازدی فقیہ حنفی ہیں مصر میں امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کی سرکردگی انہیں پر ختم ہے۔ مشہور اماموں سے ہیں کندی کہتے ہیں کہ طحاوی کی دعا مقبول ہوتی تھی اور خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے اپنے دل کو حرام سے پاک کر لیا اسکی دعا کیواسطے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک دن ابو منصور تکین الحرزی مشہور بالجبار امیر مصر آپکے پاس آئے جب جناب امام کو دیکھا تو ان پر رعب طاری ہو گیا حضرت امام نے اکرام کیا اور اچھا برتاؤ کیا انہوں نے عرض کیا کہ میرے آقا میں چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکی کی آپ سے شادی کر دوں فرمایا میں ایسا نہ کرونگا پھر اس نے عرض کیا کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے فرمایا نہیں پھر عرض کیا کچھ زمین آپ کے نام کر دوں فرمایا نہیں پھر عرض کیا کہ مجھے آپ جو چیز چاہتے ہیں فرمائیے فرمایا تم سنو گے عرض کیا جی ہاں فرمایا اپنے دین کی حفاظت کرو کہ ہاتھ سے نہ نکل جائے اور اپنے کو عذاب سے چھڑانے کیلئے موت سے پہلے کچھ کام کر لو اور خود کو اللہ کے بندوں پر ظلم کرنے سے بچاؤ پھر وہ آپ کو چھوڑ کر چلا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اہل مصر پر ظلم کرنا بند کر دیا تھا امام طحاوی کی وفات مصر ہی میں ۳۲۱ھ میں ہوئی ہے۔ اس کو بھی سخاوی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن اسمعیل معروف بہ خیر النساج سامرہ کے رہنے والے ہیں آپ کی مجلس میں شبلی اور خاص ممتاز لوگوں نے توبہ کی ہے اور بزرگوں کی ایک جماعت کے استاد ہیں ان میں سے کسی کا بیان ہے

لہ سمندر کا پانی تو کڑوا ہوتا ہے پینے کا نہیں ہوتا اسلئے پیاس بجی ۱۲ مترجم عہ یہ امام صاحب کے تین واسطوں سے شاگرد ہیں حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار معروف بہ طحاوی انہی کی ہے مصر کے قریب طحا ہے موضع کے نام جسکے قریب موضع طحا ہے ۱۲ مترجم عہ سمندر کا پانی تو کڑوا ہوتا ہے پینے کا نہیں ہوتا اس لیے پیاس رہی۔ باقی آئندہ

کہ میں خیر النساج کی مجلس میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے شیخ میں نے آپ کو کل دیکھا تھا کہ
آپ نے دو درہم (تقریباً آٹھ آنہ) کا سوت فروخت کیا میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور آپکی بغل میں سے
وہ کھول لئے تو اس کے بعد سے میرا ہاتھ ہتھیلی پر کوڑا ہوا رہ گیا ہے کہ حضرت خیر نے اپنے
ہاتھ سے میرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو میرا ہاتھ کھل گیا پھر فرمایا جاؤ اور ان دونوں درہموں سے اپنے بچوں
کیلئے کچھ خرید لینا مگر پھر ایسا نہ کرنا یہ قشیری رح نے بیان کیا ہے اور مناوی کہتے ہیں کہ آپ صاحب کرامات
اور صوفیہ کے بڑے مشائخ میں تھے آپکی مجلس میں شبلی اور خواص نے توبہ کی ہے کیونکہ دونوں نے
خرق عادات اور کرامتیں دیکھی تھیں اصل میں تو سامرا کے رہنے والے تھے پھر بغداد رہنے لگے تھے
جب آپکا وقت آخیر ہوا تو ملک الموت کو فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو عافیت دے ذرا ٹھیرو کہ میں عصر کی نماز
پڑھ لوں کیونکہ تم بھی اُنکے مامور بندہ ہو اور میں بھی مامور ہوں مگر جس چیز کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ فوت
نہیں ہوتی اور جسکا مجھ کو حکم دیا گیا ہے وہ فوت ہو جائیگی پھر آپنے پوری نماز پڑھی اور ۳۲۲ھ میں
انتقال فرما گئے آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے سفیان ثوری کے ہمعصر ہیں اور انہیں کے طبقے کے ہیں
لیکن عمر بہت ہوئی ہے۔

محمد بن علی بن جعفر ابو بکر الکتانی رح - بغداد کے رہنے والے صوفیہ کے ناموں اور اکابر میں
میں سے ہیں حضرت جنید رح کے ساتھ رہے ہیں آپکی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا میں نے
ایک فقیر کو دیکھا جو مرا ہوا تھا مگر ہنس رہا تھا میں نے کہا تم مرچکے ہو اور پھر بھی ہنس رہے ہو تو غیب سے
کسی آواز دینے والے نے کہا کہ اے ابو بکر اللہ کا عاشق ایسا ہی ہوتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو مردہ نہ بنائیں فرمایا
تم ہر روز چالیس مرتبہ یہ کہا کرو یا حی یا قیوم لا الٰہ الا انت اور فرماتے ہیں کہ میرے سر میں درد تھا
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو ارشاد فرمایا یہ دعا لکھو اللہم بثبوت الوہیتہ وتعظیم الصمدیتہ
وسطوات الالٰہیتہ وبقدم الجبروتیتہ وبقدرۃ الوحدانیتہ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا لکھی اور سر پر رکھی تو
فوراً درد جاتا رہا اسکو مناوی نے بیان کیا ہے قشیری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ شیرازی سے سنا ہے
وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو النجم احمد بن الحسین سے خوزستان میں سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے ابو بکر کتانی رح
سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں رمضان کے سال میں مکہ کے راستہ میں تھا کہ میں نے ایک بصری بوڑھی

ہمیانی پائی جس میں اشرفیاں چمک رہی تھیں میں نے ارادہ کیا کہ اسے اٹھا لوں اور مکہ مکرمہ کے فقراء میں
تقسیم کر دوں تو غیب سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی اگر تم نے اسے اٹھایا تو تمہارا فقر سلب کر لیا
جائیگا۔ یہ بزرگ حضرت جنیدؒ کے متوسلین میں سے تھے انکا انتقال مکہ مکرمہ میں سنہ ۳۲۴ھ میں ہوا۔

ابوبکر محمد بن سعدون التمیمی الجزیری بہت عبادت گذار ہیں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مصر میں
چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ
امام مالکؒ اور حضرت لیثؒ میں چاشت کے بارہ میں اختلاف ہے امام مالکؒ بارہ رکعت کہتے ہیں اور لیثؒ
آٹھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کولوں پہ مارا اور تین بار فرمایا کہ مالک کی رائے درست ہے یہ فرماتے
ہیں کہ میرے کولوں میں درد تھا اس حالت سے جاتا رہا اور ان پر ایک نور تھا جب یہ نماز پڑھتے قعدہ چمکنے
لگتا تھا انکی وفات سنہ ۳۴۴ھ میں ہوئی ہے یہ نفح الطیب میں بیان ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن خفیف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی ہیں مشائخ صوفیہ کے شیخ ہیں اولیاء عارفین کے
استاد اور علم ظاہری و باطنی کے ممتاز حضرات کے اماموں میں سے ہیں آپکی کرامتوں میں یہ ہے کہ
جب آپ بغداد میں داخل ہوئے چالیس دن قیام فرمایا کہ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے پھر تشریف لیچلے تو
جنگل میں ایک کنوئیں کی من پر ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا یہ بھی پیاسے تھے کنوئیں کے قریب تشریف
لیگئے تو ہرن چلا گیا اور پانی کنوئیں کی تہ میں پہنچ گیا آپ نے عرض کیا اے میرے مولی آپ کے یہاں
میرا مرتبہ اس ہرن کا سا بھی نہیں تو ایک کہنے والے کو سنا کہ ہم نے تمہارا امتحان کیا ہے تم صبر نہیں کر سکے
ہرن تو بغیر ڈول رسی کے آیا تھا اور تم ڈول رسی کے ساتھ آئے ہو پھر یہ لوٹے تو کنواں بھرا ہوا تھا انہوں نے
پیا اور پانی حاصل کیا اور ڈول میں بھر دیا پھر حج کیا اور واپس آئے مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہ حضرت جنیدؒ
کی خدمت میں پہنچے تو جب ان کی نظر ان پر پڑی فرمایا کہ اگر کچھ دیر اور صبر کر لیتے تو تمہارے قدموں کے
نیچے سے پانی ابل پڑتا اور تمہارے پیچھے کو جاری ہو جاتا ایک دن ایک برہمی عـہ سے مناظرہ ہو گیا
اس نے کہا کہ اگر تمہارا دین حق ہے تو آؤ ہم اور تم چالیس روز تک کھانے سے باز رہیں دونوں نے
ایسا کیا تو شیخ نے تو وہ مدت پوری کر دی اور برہمی عاجز ہوگیا اور ایک اور برہمی نے ایک خاص مدت
تک پانی کے اندر رہنے کی دعوت دی تو اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے ہی وہ مر گیا اور شیخ نے

عـہ ایک فرقہ تھا جو حق تعالیٰ کیلئے انبیاء کے بھیجنے کو ناجائز کہتا تھا ۱۲ مترجم

مدت پوری کر دی آپ کا انتقال ۳۷۱ھ میں ہوا ہے رہبی کہتے ہیں کہ سو سال سے زیادہ عمر تھی اور انہوں نے امام شافعیؒ سے نقل کیا کہ نماز کی صحت کیلئے خشوع شرط ہے اس کو مناوی نے بیان کیا ہے امام یافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ شیخ فرماتے تھے کہ میں بہت بڑی مدت تک ابدال سے ملاقات کیواسطے ملک بملک پھرتا رہا پھر سیر و سفر سے اکتا گیا تو فارس کے شہر اصطخر میں لوٹ گیا وہاں خانقاہ صوفیہ میں پہنچا تو مشائخ کی ایک جماعت کو دیکھا اور انکے سامنے کھانے کی کوئی چیز تھی اور وہ نو آدمی تھے جن میں سے حسن بن ابی سعد اور ابو الازہر بن حیان اور کچھ اور لوگ تھے میں کچھ دیر ٹھیرا رہا پھر وضو کیا جب میں فارغ ہو گیا تو انہوں نے مجھے جگہ دے دی میں بھی انکے ساتھ بیٹھ گیا اور جو وہ کھاتے تھے میں بھی کھانے لگا پھر ہم سب الگ الگ ہو گئے تو میں کچھ دیر سو رہا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا اے ابن خفیف جن لوگوں کو تو تلاش کرتا تھا اور انکے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا وہ اس شہر میں یہی لوگ تھے اور تو بھی ان میں سے ہے میرے دل نے تقاضہ کیا کہ میں ان سب حضرات کو اسکی اطلاع کر دوں جو میں نے خواب میں دیکھا ہے مگر ان کا وقار اور رعب مجھ پر غالب آ گیا دن کا کچھ ہی حصہ گزرا تھا کہ شیخ ابو الحسن بن ابی سعد سامنے سے آئے اور فرمایا اے ابو عبداللہ جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے اسکی ان سب کو اطلاع کر دو میں نے اطلاع کر دی جب یہ خبر پھیل گئی تو وہ سب کے سب متفرق شہروں میں چلے گئے۔ صبا ۲۴/۱۵ کلا اِ صفحہ ۲ سطر ۲۴/۱۰۵

محمد بن محمد بن اسمٰعیل صوفی بغدادیؒ رہ واعظ ہیں جو ابن سمعون نام سے مشہور ہیں الکلام علی علوم الخواطر والاشارات میں خطیبؒ کہتے ہیں کہ زمانہ کے بے مثل اور وقت کے یکتا تھے آپکی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپنے بیت المقدس کا قصد کیا اور اپنی ساتھ خشک صیحانی کھجوریں لے لیں آپکے نفس نے تر کھجوروں کا تقاضہ کیا آپ اسکو ملامت کرنے لگے اور فرمایا اس جگہ ہم کو تر کھجوریں کہاں سے مل سکتی ہیں جب افطار کا وقت ہوا اور آپنے وہ کھولی تو تر کھجوریں تھیں مگر آپنے ان میں سے کچھ نہیں کھایا جب اگلا دن ہوا اور افطار کیلئے انکو پھر کھولا تو بحالہ خشک تھیں اور آپکی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص کو تنگدستی پیش آئی اور اسکے پاس سوا سعد موزوں کے اور کچھ نہ رہا اس نے موزے نکالے اور انکو فروخت کرنے کیلئے چلا تو ابن سمعونؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور یہ سوچا کہ مجلس میں حاضر ہو جاؤں پھر جب لوٹوں گا فروخت کر لونگا جب اس شخص نے لوٹنے کا

ارادہ کیا تو شیخ نے پکار کر کہنا مونہہ نہ بچا اللہ تعالیٰ تم کو رزق عطا فرما دیں گے اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپکی کرامتوں میں یہ بھی ہے جس کو ابن بالیش نے اپنی کتاب اثبات کرامات اولیا میں ابو طاہر محمد بن علاف سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ابو الحسن کے پاس مجلس وعظ میں حاضر ہوا اور ابو الفتح قواس کرسی کے برابر بیٹھے ہوئے تھے ان پر اونگھ طاری ہوئی اور یہ سو گئے تو ابن سمعون کچھ دیر کو رک گئے یہانتک کہ وہ بیدار ہو گئے اور سر اٹھایا تو ان سے ابن سمعون نے فرمایا تم نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا اسی وجہ سے میں بولنے سے رک گیا تھا کہ مبادا تم گھبرا اٹھو اور یہ حالت جس میں تم تھے منقطع ہو جائے جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ یہ اسکو بتاتا ہے کہ ابن سمعون نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں کی ہے جب کہ حضور تشریف لائے تھے اور ابو الفتح نے خواب میں کی ہے آپکا انتقال ۳۸۷ھ میں ہوا ہے اور اپنے گھر میں ہی دفن کیے گئے تھے پھر سینتیس ۳۷ سال بعد منتقل کیے گئے تو ایسے پائے گئے کہ کفن بھی پرانا نہ ہوا تھا اور بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ انکو امام احمد بن حنبل کی قبر میں منتقل کر لیا گیا تو انکا کفن ایسے ہی حرکت کرتا جیسے کہ جب دفن کیا گیا تھا اسکو منادی نے بیان کیا ہے

ص ۱۰۶ کل ۱۴ سطر ———— ص ۱۰۶/۲۳

۱۲ ابو عبد اللہ محمد بن فتوح بن عبد اللہ الازدی الحمیدی۔ انکی نسبت انکے دادا حمید اندلسی کی طرف ہے جو کتاب الجمع بین الصحیحین کے مصنف ہیں یہ امام اور حافظ حدیث ہیں ان کا انتقال بغداد میں ۴۸۸ھ میں واقع ہوا ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ ابن ماکولا کہتے ہیں کہ ہمارے دوست ابو عبد اللہ الحمیدی صاحب علم و فضل اور بیدار مغز تھے میں نے عفت و پاکبازی اور تقویٰ و شغل علم میں اُن جیسا کوئی اور نہیں دیکھا آپ نے مظفر بن رئیس الرؤسا کو وصیت کی کہ وہ آن کو حضرت بشر حافی کی قبر کے قریب دفن کریں لیکن انہوں نے اُنکی وصیت کے خلاف کیا اور باب ابرز کے مقبرہ میں دفن کر دیا پھر جب ایک بار مظفر نے ان کو خواب میں دیکھا تو ایسا دیکھا کہ گویا یہ اُن پر مخالفت وصیت کی وجہ سے ناراض ہو رہے ہیں تو پھر صفر ۴۹۱ھ میں باب حرب کے مقبرہ میں حضرت بشر کی قبر کے پاس منتقل کر دیا اور اسوقت بھی انکا کفن نیا اور بدن نرم و تازہ اور اسمیں سے خوشبو مہکتی تھی اسکو نفح الطیب میں بیان کیا ہے۔ ص ۱۰۶/۲۹ کل ۷ سطر ———— ص ۱۱۹/۱۷

محمد بن محمد طوسی امام ابو حامد غزالی رح سیدی محی الدین بن العربی نے اپنی کتاب روح القدس میں ذکر کیا ہے کہ ابو عبد اللہ بن زین باشبیلیہ جو افضل ترین لوگوں میں سے تھے امام ابو حامد غزالی کی کتابوں میں منہمک رہا کرتے تھے مگر ایک رات ابو القاسم بن احمد کی ایک تالیف جو امام غزالی کی رد میں تھی پڑھی تو اندھے ہو گئے تو وہ سجدہ میں گر پڑے گر گڑائے اور قسم کھائی کہ پھر کبھی اس کتاب کو نہیں پڑھیں گے اور اس کو اپنے سے دور کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکی بینائی لوٹا دی اور سیدی محی الدین بن عربی نے اس واقعہ کو عبد اللہ بن زین کی کرامت میں ذکر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر عنایت فرمائی اور اُنکو تنبیہ فرما دی رضی اللہ عنہ وعن الامام الغزالی وعن سائر اولیاء اللہ شاذلی کہتے ہیں کہ امام غزالی کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جس کو یافعی رح نے ابن الملیق سے اور انہوں نے مرشی سے اور انہوں نے مرسی سے اور انہوں نے شاذلی سے اور انہوں نے شیخ بن حرازم سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے متوسلین پر تشریف لائے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی فرمایا تم اسکو پہچانتے ہو پھر فرمایا کہ یہ احیاء العلوم ہے یہ شیخ امام غزالی پر طعن کیا کرتے تھے اور احیاء العلوم کو پڑھنے سے منع کیا کرتے تھے پھر ان سب کے سامنے اپنا جسم کھول کر دکھایا تو وہ کوڑوں کا مارا ہوا تھا اور فرمایا کہ خواب میں میرے پاس امام غزالی آئے اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جب ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے تو امام غزالی نے عرض کیا حضور یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں جو کچھ آپکی طرف سے کہتا ہوں وہ وہ کہتا ہوں جو حضور نے نہیں فرمایا حضور نے میرے مارنے کا حکم عطا فرمایا اور مجھے پیٹا گیا۔

اور آپکی کرامتوں میں وہ بھی ہے جسکو عارف شاذلی نے بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پر امام غزالی سے تفخر فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا ہے دونوں حضرات علیہما السلام نے عرض کیا نہیں ہے اور عارف کبیر یمنی احمد صیاد نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھولے گئے اور فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوئی اُنکے ہمراہ سبز خلعتیں اور سواری ہے پھر یہ سب ایک قبر کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص کو نکالا اور اُسے خلعت پہنایا سواری پر سوار کیا اور آسمان کی طرف لے گئے اور آسمان در آسمان ساتوں آسمانوں سے گذر گئے پھر وہ اُنکے بعد ستر حجاب

شق کر گیا تو مجھے اُن بزرگ سے تعجب ہوا اور انکو معلوم کرنیکا ارادہ کیا تو بتایا گیا کہ یہ غزالی ہیں مگر یہ علم نہیں ہو سکا کہ انکی انتہا کہاں تک ہے اور یہ انکے واسطے صدیقیت عظمیٰ کی شہادت دی ہے شاذلیؒ کہتے ہیں کہ جب قاضی عیاض نے احیاء العلوم کے جلادینے کا فتویٰ دیا تو یہ امام غزالی کو پہنچ گیا آپنے بد دعا کی تو وہ دعا ہی کیوقت حمام میں اچانک مر گئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ مہدی نے اُن کو حمام میں قتل کردینے کا حکم دیا تھا۔ امام غزالی کی وفات سنہ ۵۰۵ھ میں ہوئی ہے۔

صفحہ ۱۰۷/۳۲ — کل ۱۷ اسطر — صفحہ ۱۱۱/۳۲

ابوبکر محمد بن الولید الفہری طرطوشیؒ رح یہ سراج الملوک والے ہیں نفح الطیب میں بیان کیا ہے کہ صفدیؒ نے طرطوشیؒ کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ افضل بن امیر الجیوش نے اُنکو رصدگاہ کے قریب شقیق الملک کی مسجد میں رکھدیا اور اُن کو بُرا سمجھا کرتا تھا یہ عرصہ تک رہے اور تنگ ہو گئے تو آپنے خادم سے کہا ہم کب تک صبر کئے جائیں تم جائز کھانا جمع کرلو اس نے جمع کرلیا اور تین روز تک آپنے کھایا پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو خادم سے فرمایا میں نے اسوقت اُس کے تیر مار دیا ہے جب اگلا دن ہوا افضل گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا وہ قتل کردیئے گئے ان کے بعد مامون بن البطائحی حاکم مقرر ہوئے اور انہوں نے شیخ کا بہت اکرام کیا شیخ کی وفات سنہ ۵۲۰ھ میں ہوئی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن الحسین بن عبدویہ مہرا ن والے اور یہ یمن کی ایک مشہور وادی مہرہ کے مقابل سمندر میں ایک مشہور جزیرہ ہے یہ بزرگ بڑے فقیہ اور عالم عامل تھے اصل میں عراق کے تھے اور انہوں نے وہیں شیخ ابو اسحٰق شیرازی صاحب تنبیہ وغیرہ علوم کی تحصیل کی ہے پھر یمن آگئے تھے اور شہر زبید میں سکونت اختیار کرلی لوگ انکی حیات میں زیارت و برکت کیلئے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور دعائیں کرایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان سے نفع بخشتے اور اخیر عمر میں نابینائی میں مبتلا کئے گئے تھے انکے شاگردوں میں سے ایک فقیہ شہر یحییٰ میں تھے انکو علم ہوا تو وہاں ایک طبیب ماہر فن تھا یہ اُسکو لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اور طبیب صاحب کے پہنچنے کی اطلاع دی آپنے فرمایا کہ مجھے طبیب کی ضرورت نہیں ہے پھر آپنے ایک پوتے کو بلایا اور فرمایا کاغذ لو جو میں لکھواؤں وہ یہ اشعار لکھوائے

لوگ کہتے ہیں کہ تیری آنکھوں پر ایک مصیبت آپڑی ہے تو اگر تو نشتر سے اسکا علاج کرے تو جاتی رہے

میں نے جواب دیا کہ میرے رب کی طرف سے میرا امتحان فرمایا ہے اگر میں صبر کرونگا تو اُن سے انعام پاؤنگا۔ اور اگر گھبرا نے لگونگا تو ان کے ثواب سے محروم کر دیا جاؤنگا اور میرے لئے وہاں کے وبال خاص ہوگا میں تو صابر ہوں راضی ہوں شکرگذار ہوں میں اسکو بدلنے والا نہیں ہوں جو انہوں نے دیا ہے ہمارے شاہ کا فعل حسین اور عمدہ ہی ہوتا ہے اور اسکی صنعت کی کوئی مثال نہیں ہوتی اور میرا رب ظلم سے متصف نہیں ہے وہ اس سے بلند اور بہت بلند ہے۔

اور جب ان لفظوں پہنچے کہ میں صابر ہوں راضی ہوں اور شکر گذار تو اللہ تعالیٰ نے انکی بینائی لوٹا دی اور گھر بھر روشن نظر آیا حتی کہ اپنے پوتے کو سکھتے ہوئے بھی دیکھ لیا پھر جب بینائی کامل ہوگئی تو صاحبزادہ سے فرمایا کہ ان طبیب کو جو ٹھہرا ہو وہ انہیں دیدو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھکو شفاء حاصل ہوگئی ہے آپکی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی ہے اور اسی جزیرہ میں اپنی مسجد کے برابر مدفون ہوئے ہیں اور آپکی تربت برکت و فضل ہیں وہاں کی مشہور ترین تربت ہے ان بزرگ کے آثار و برکات اس مبارک جگہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور نیک بندوں کا ملجاء و ماویٰ ہے اسکو شرجی نے بیان کیا ہے۔

محمدؒ بن الفضل صوفیہ کے امام اور فقہائے شافعیہ میں سے ہیں بسطام میں انتقال ہوا اور وہیں ابو یزید بسطامیؒ کے برابر دفن ہوئے ہیں اور جس روز انکی وفات ہوئی کسی نے بایزید بسطامیؒ کو خواب میں دیکھا کہ دریاط میں جھاڑو دے رہے ہیں برتنوں کو بھر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کل میری قبر کی برابر ایک مرد صالح دفن کیا جائیگا جب قبر کھودنے والے ان کو قبر کے اندر رکھا تو وہ بہت ہی کشادہ ہوگئی یہاں تک کہ یہ شخص بیہوش ہوگیا آپ کی وفات ۵۳۸ھ میں ہوئی ہے اسکو مناویؒ نے بیان کیا ہے ص $\frac{111}{22}$ کل ۲۶ سطر —————— ص $\frac{112}{3}$

ابو عبد اللہ محمد البصری امیر اسامہ بن منقذ نے اپنی کتاب الاعتبار میں جس کا ذکر آچکا ہے یہ ذکر کیا ہے کہ مجھ سے شیخ امام خطیب سراج الدین ابو طاہر ابراہیم بن الحسین بن ابراہیم خطیب شہر "سعرو بہا" نے ذیقعدہ ۵۶۲ھ میں بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو الفرج بغدادی نے "شاید ابن الجوزی ہیں مصنف" بیان کیا ہے کہ میں شیخ امام ابو عبد اللہ محمدؒ البصری کی مجلس میں بغداد میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو میرے مہر پر

حاضر ہوئے تھے میرے پاس سے مہر کا کاغذ گم ہو گیا ہے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھ پر کرم فرمائیں ورنہ قاضی کی مجلس میں شہادت دیدیں فرمایا جب تک مٹھائی نہ لاؤ گی میں ایسا نہ کرونگا وہ کھڑی رہی اور یہ سمجھی کہ شیخ اس کہنے سے مزاح فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا دیر نہ لگاؤ میں تمہارے ساتھ اس وقت تک نہ جاؤ نگا جب تک مٹھائی نہ لاؤ گی وہ چلی گئی پھر لوٹی اور اپنی لنگی کی جیب میں سے ایک کاغذ نکالا جس میں سوکھی ہوئی مٹھائی تھی آپ کے متوسلین کو باوجود آپکے زہد و تقشف ہونے کے اس مانگنے سے تعجب ہوا آپ نے وہ کاغذ لیلیا کھولا اور مٹھائی کو ریزہ ریزہ کر کے پھینکدیا پھر جب کاغذ خالی ہوگیا اور دیکھا تو وہ اسکے مہر کا وہ کاغذ تھا جو اسکے پاس سے گم ہو گیا تھا۔ فرمایا لو اپنے مہر کا کاغذ لے لو یہ وہی ہے جتنے لوگ حاضر تھے سب نے اس کو ایک بڑی بات سمجھا۔

محمد بن الموفق الجبوشانی رحمہ مذہب شافعی کے اماموں میں ہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے حکومت فاطمیین کے ختم ہو جانے کے بعد صلاح الدین کے حکم سے مصر میں سب سے پہلے بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھا ہے آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ ابن ابی حصیبہ نے ایک قصیدہ سے آپ کی مدح کی اور یہ انعام طلب کیا کہ اسکی اپاہج لڑکی کیواسطے آپ عافیت کی دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اور وہ تین دن بعد اٹھ کر چلنے پھرنے لگی کہ گویا اسے کوئی مرض ہی نہ تھا آپ کی وفات ۵۸۷ھ میں ہوئی اور حضرت امام شافعیؒ کے قدموں کی طرف دفن کئے گئے اسکو مناوی نے بیان کیا ہے صفحہ ۱۱۲/۱۴ کل چودہ سطر ———— صفحہ ۱۱۳/۴

ابو عبد اللہ محمد بن اشرف الرندی سیدی محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں کہ میں ان سے اشبیلیہ میں ملا اور انکے پاس تین دن ٹھیرا اور لوٹ آیا تھا انہوں نے ان تمام باتوں کی جو ان سے جدا ہونیکے بعد مجھے پیش آنے والی تھیں حرفاً حرفاً اطلاع کردی تھی اور پھر ایسے ہی ہوا۔ اور فرمایا ہے کہ ان کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ یہ اکثر ایک بہت اونچے پہاڑ پر جا کر بیٹھا کرتے ایک آدمی اپنی کسی ضرورت کیلئے وہاں گیا تو اسے نور کا ایک ستون دیکھا جس کی شعاعیں پھیل رہی ہیں اور یہ اسکی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا یہ اسکی طرف گیا تو یہ پایا کہ وہ نور ہمارے بزرگ حضرت ابو عبد اللہ ہیں جو کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اسنے ان کو مشہور کردیا صفحہ ۱۱۳/۵ کل دس سطر ———— صفحہ ۱۱۳/۱۶

ابو عبداللہ محمد المعروف بزنبار عجمی فارسیؒ۔ حافظ زکی الدین عبدالحفیظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں ان شیخ زنبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جب یہ مصر میں خستہ حالی میں داخل ہوئے تو ایک پیتل کے برتن بنانے والے کی دکان پر سو گئے۔ رات کو اس دکان میں چوری ہو گئی۔ دوکاندار نے پہرہ والے کو پکڑا۔ پہرہ دار نے کہا تمہاری دکان پر سوائے اس فقیر کے اور کوئی نہیں سویا۔ دوکاندار نے جواب دیا کہ تو اس فقیر کو چوری کی تہمت لگاتا ہے تو میں چوری کا دعوےٰ ہی نہیں کرتا صبر کرتا ہوں، بس میرا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے کیونکہ اس فقیر پر نیکی کے آثار معلوم ہو رہے ہیں۔ شیخ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اس طباق کو کہدیں کہ تو سونے کا بنجا تو وہ خدا کے فضل سے سونیکا بنجائے وہ طباق فوراً سونے کا ہوگیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ جیسا تھا ویسا ہی ہوجا۔ میں نے تو تیری مثال بیان کی تھی وہ پھر اصلی حالت پر ہوگیا۔ دوکاندار نے عرض کی۔ کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے فقر کو دور فرمائیں دعا قبول ہوگئی اور وہ مالدار ہوگیا۔ اسکو سخاویؒ نے بیان کیا ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن رسلان مصری ابو عبدالرحمٰن۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے۔ کہ آپ کپڑے کو ایک درہم میں سیا کرتے تھے، اگر کپڑے والا ان کو کھرا درہم دیتا تھا تو گریبان کھلا ہوا پاتا تھا اور اگر کھوٹا درہم دیتا تھا تو بند پاتا تھا۔ وہ لوٹتا تو آپ اس سے فرماتے اپنا درہم تو لو وہ لیتا اور دوسرا دیتا تو کھلا ہوا پالیتا آپ کی وفات مصر میں ۵۹۱ھ میں ہوئی ہے اور اپنے والد شیخ رسلان کے مقبرے میں دفن ہوئے ہیں۔ یہ سخاویؒ نے بیان کیا ہے۔

صہ کل ۱۱ سطر ———— صہ ۱۱

محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبداللہ القرشی الہاشمیؒ۔ امام یافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ خود یہ شیخ بیان کرتے ہیں کہ جب بلاد مصر میں بہت سخت گرانی ہوگئی۔ میں دعا کے واسطے چلا۔ ارشاد فرمایا گیا۔ دعا نہ کرو اس باب میں تم میں سے کسی کی دعا نہیں سنی جائیگی تو میں نے شام کی طرف سفر کیا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا۔ تو حضرت خلیل علیہ وعلےٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل آپ اپنے یہاں میری مہمانی اہل مصر کے حق میں دعا کرنا قبول فرمائے اونہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے

بابِ معبر پر کشادگی فرمادی۔

جب شیخ ابو عبداللہ بیت المقدس پہنچے تو فقیہ ابوطاہر مکی بھی ہمراہ تھے فقیہ ابوطاہر مذکور ایک روز بیت المقدس کے مدرسہ پر گزرے تو اس کے دروازے پر چند فقہاء قابل تعظیم ہیئت و لباس میں بیٹھے تھے اور ان میں سے اکثر عجمی تھے ان کو چونکہ یہ اپنے دل میں نوجوان سیاہ رنگ اور خستہ حال ہونیکی وجہ سے حقیر تھے ان کے پاس کو گزرتے ہوئے شرم آئی جب یہ شیخ کے پاس لوٹ کر آئے اور رات بھر صبح تک شیخ کے ہی پاس رہے تو شیخ نے فرمایا اس مدرسہ پر جہاں تم کل گذرے تھے جاؤ اور اس میں مدرس ہو جاؤ۔ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہوا اور یہ بہت بڑی بات معلوم ہوئی بلکہ میں نے ایسا ہو جانے کو محال سمجھا۔ مگر سوائے امتثال امر کے اور کچھ ممکن بھی نہ تھا میں مدرسہ گیا اور دل میں خیال کر رہا تھا کہ دربان مجھے اندر جانے سے ہی روک دے گا مگر اس نے روکا نہیں اور میں اندر چلا گیا تو دیکھا کہ مدرس بیٹھا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف ایک بڑا سا حلقہ ہے میں نے حلقہ کے اندر جانا چاہا تو حقیر و ذلیل سمجھنے کی وجہ سے کسی نے جگہ نہ دی میں ان کے پیچھے ہی بیٹھ گیا پھر ایک آدمی مدرسہ کے دروازے سے داخل ہوا جب مدرس نے ان کو دیکھا تو ترش رو ہو کر اس کے استقبال کیلئے اٹھا اور ساری کی ساری جماعت بھی منقبض ہو گئی میں نے اس شخص سے کہ جس کی پشت کے پیچھے میں بیٹھا تھا یہ کہا کہ بھائی جماعت کی جماعت کو کیا ہوا اس نے کہا یہ جو شخص آیا ہے بڑا مناظر و مجادل ہے ہر بات میں خلاف کرتا ہے اور اسکے جواب کی کسی کو طاقت نہیں جب یہ آتا ہے تو اسکے ساتھ سوائے چاپلوسی کے شیخ کی کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی اور کوئی شخص اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مدرس نے اس کا استقبال کیا تھا۔ تو اسے اپنی جگہ بٹھایا تھا جب وہ بیٹھ گیا تو اس نے ایک بہت مشکل خلافی مسئلہ پیش کیا وہ اعتراض کی تقریر پوری کر چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کے اعتراض کا یاد رکھنا اور اس کا جواب کھول دیا میں نے اس سے بحث کی اور ان دونوں کے درمیان کو دیڑا میری زبان خوب چلنے لگی۔ تو میں نے اس کے سوال کو بعینہٖ برقرار رکھا اس میں کوئی تغیر نہیں کیا اور یہ مناظرین کی ترتیب ہوتی تھی کہ سوال کا اعادہ کیا کرتے تھے پھر میں نے اس کا جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا تھا حالانکہ میں نے علم مناظرہ کی کوئی کتاب پڑھی تھی نہ کسی سے مناظرہ کیا تھا میرے اس فعل سے ان مدرس صاحب نے بہت تعجب کیا اور جماعت تو حیران رہ گئی اور اسکی وجہ سے سب کے سب میری بہت تعظیم کرنے لگے مناظر صاحب نے

مدرس سے کہا کہ یہ فقیہ تم کو کہاں سے مل گیا ہے انہوں نے کہا ہم نے تو اسکو اسی وقت دیکھا ہے مناظر نے کہا مدرسے تو ایسے لوگوں کیواسطے بننے چاہئیں۔ مدرس صاحب بہت خوش ہوئے کہ انکے حلقہ درس میں وہ شخص ہے جس نے اس مناظر کو جواب دیا پھر مدرس صاحب نے مجھسے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے اپنا نام بتایا تو فرمایا کہ میں نے تم کو یہاں کا مدرس بنا دیا پھر وہ اٹھے اور میں بھی اور جماعت بھی میری ساتھ اٹھ گئی اور مدرس صاحب نے کہا اے فقیہ ہم لوگوں کی عادت یہ ہے کہ جب کسی صاحب کو مدرس بناتے ہیں اس کے مدرس بنانیکے وقت اسکو اسکے گھر تک پہنچا کرتا یا کرتے ہیں جب مدرسے باہر آ گئے۔ تو انہوں نے خواہش کی کہ وہ اور جماعت میری ساتھ چلیں میں نے کہا کہ مجھے اس سے معاف رکھا جائے۔ انہوں نے قبول کر لیا اور لوٹ گئے جب میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا اے بے بلائے ہوئے مناظر تم نے ان کو کیوں منع کر دیا کہ وہ اپنے معمول پر عمل کریں اور تمکو تمہاری جگہ تک پہنچا دیں۔ میں نے عرض کیا حضرت آپکے قلب سے بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اسکے بعد میں جب تک شیخ کی وفات ہوئی اسی مدرسہ میں رہا اور ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ آخری صورت جس میں دنیا میرے سامنے آئی ایک حسین نوجوان عورت کی صورت میں تھی جو اس مسجد میں جس میں میں رہتا تھا۔ جھاڑو دیتی تھی، میں نے کہا تو کیوں آئی اس نے کہا آپ کی خدمت کرنیکے لئے آئی ہوں میں نے کہا خدا کی قسم نہیں اس نے کہا ضرور تو میں نے ایک لاٹھی سے جو میرے پاس تھی اشارہ کیا اور مارنے کا ارادہ کیا تو وہ ایک بڑھیا بنگئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی۔ میں اس سے غافل ہوا تو پھر ایسی ہی ہو گئی۔ جیسی تھی۔ میں اٹھا کہ اس کو نکالدوں تو وہ پھر ضعیف بڑھیا بنگئی مجھے پھر اسپر رحم آگیا۔ پھر غافل ہوا تو پھر نوجوان بنگئی مجھے اسپر تعجب ہوا اور گھبرا کر اٹھا تو اس نے کہا آپ زیادہ فرمائیں یا کم میں تو اسی طرح آپکی خدمت کیا کرونگی اور اسی طرح میں نے آپکے ہم مشربوں کی خدمت کی ہے، تو اس دن سے اسباب میں مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ بدر میں تھا کہ مکہ مکرمہ جا رہا تھا اور وہاں ایک شخص تھا جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ ان کو حاجیوں کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر رہا تھا کہ قیمت مکہ مکرمہ میں لیلے گا مجھے بھی اس میں سے کچھ دی اور لے لینے پر اصرار کیا اور کہا کہ مکہ مکرمہ تک قیمت کا میں صبر کر دونگا اور تم مر گئے تو یہ تمہارے لئے حلال ہیں اور میری ساتھ رہا

یہانتک کہ میں نے لیلیں پھر اسے مجھے پہلے سفر پیش آگیا تو اس نے مجھ سے قیمت کا مطالبہ کیا میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اور تم نے تو یہ کہا تھا کہ تم مکہ کر یہی میں قیمت لو گے اس نے کہا ابھی قیمت دینا ضروری ہے اور مجھ پر بہت شدت کی تکلیف اور گالیاں دیں تو میں بدر کی مسجد میں گیا اور وہاں گر ماگر ما کر اللہ تعالے سے دعا کی پھر نکلا تو ایک شخص ملا جیسے کوئی گاؤں کا رہنے والا ہو اپر احرام کے کپڑے بھی تھے اس نے مجھے چند درہم دیئے اور میرے ہاتھ میں گن دیئے میں قرض والے کے پاس گیا اور قرض ادا کر دیا تو اس کی ایذا اور بڑھ گئی اور کہنے لگا لوگ درہم چھپائے رہتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھالیتے ہیں کہ انکے پاس درہم نہیں ہیں حالانکہ ان کے پاس ہوتے ہیں مگر میں خاموش رہا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہتے ہیں میں جدہ کے سمندر میں تھا اور میرے ساتھ میرا ایک ساتھی تھا اسے بہت شدت کی پیاس لگی۔ میرے پاس ایک چادر تھی اور اس کے سوا اور چادر نہ تھی تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی ہے جو میری چادر کے عوض پانی فروخت کر دے مگر کسی نے نہ دیا تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا یہ چادر لو اور جہاز کے کپتان کے پاس جاؤ وہ اس کے پاس لوٹا لے کر گئے تو اس نے انہیں جھڑک دیا ان پر چلایا اور لوٹا ہاتھ سے لے کر پھینک دیا مگر لوٹا سمندر میں نہیں گرا جہاز ہی میں گر گیا تھا یہ میرے پاس لوٹ آئے۔ میں نے ان کی خستہ حالی شکستگی اور سخت حاجت کو دیکھا تو جان لیا کہ اللہ تعالے اسکو اس حالت میں نہ چھوڑینگے میں نے لوٹا لیا اور اسکو سمندر سے بھر لیا اسنے پیا وہ سیراب ہو گیا۔ پھر لوٹا میں نے لیا اور پیا کہ میں بھی سیراب ہو گیا اور جو جو لوگ میرے آس پاس تھے جن کے پاس پانی نہ تھا سب نے پیا پھر میں نے دوبارہ اسے بھرا اور آٹا گوندھا جب ہماری ضرورت پوری ہو گئی تو اب تو اس کے بعد بھرا تو شور اور کڑوا ہی پانی آیا جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں اور میں نے جان لیا کہ جب حاجت واقع ہوتی ہے جب ہی چیزوں کی حقیقت بدلتی ہے

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں منیٰ میں تھا پیاس لگی تو پانی نہ ملا اور نہ کوئی چیز کہ جس سے پانی خرید لیں میں کنوئیں پر گیا تو وہاں بھی لوگوں کو پایا۔ میں نے ایک شخص سے کہا۔ کہ مجھے اس لوٹے میں پانی دیدو اس نے مجھے مارا کر ڈولا میرے ہاتھ سے لیکر وہ پھینکدیا میں دل شکستہ اسکی طرف چلا کر اٹھالا ڈول تو اسکو میٹھے پانی کے گڑھے میں پایا۔ میں نے پانی

پھر اور خود بھی پیا اور ساتھیوں کیلئے بھی لایا۔ سب قصہ سنایا تو وہ اس جگہ کو چلے کہ وہاں سے پانی بھر لائیں تو نہ وہاں پانی پایا نہ پانی کا کوئی نشان۔ میں سمجھا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشانی تھی۔ یہ تو یافعی ؒ نے بیان کیا ہے اور شعرانی ؒ لکھتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے اپنے متوسلین پر یہ شرط لگائی تھی، کہ وہ اپنے گھروں میں بس ایک ہی چیز پکایا کریں تاکہ کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہ رہے۔ اتفاق سے ایک صاحب نے اپنی اہلیہ سے پوچھا تمہارا کیا جی چاہتا ہے کہ بازار سے لے آئیں اور پکائیں۔ اس نے کہا کہ اپنی لڑکی سے مشورہ کر لو۔ انہوں نے لڑکی سے پوچھا۔ کہ تیرا کیا جی چاہتا ہے اس نے عرض کیا کہ میرا جو جی چاہتا ہے آپ اسی پورا نہیں کر سکتے انہوں نے کہا ہاں ہاں پورا کر سکتا ہوں اگرچہ ایک ہزار اشرفیوں سے ہو اور کہا کہ تو ضرور بتا اس نے کہا کہ قرشی بزرگ سے میری شادی کر دیجئے اور شیخ رضی اللہ عنہ اندھے اور کوڑھے تھے ان جیسے کو کوئی عورت پسند نہیں کر سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں قرشی کے پاس آیا اور حال بتایا تو فرمایا قاضی کو بلا لو قاضی آیا اور نکاح کر دیا اور اسکو سجا بنا کر شیخ کے یہاں حاضر کر دیا۔ جب عورتیں چلی گئیں تو شیخ غسلخانہ میں گئے اور نکلے تو نوجوان حسین صورت بے داڑھی تھے۔ عمدہ کپڑے نفیس خوشبوئیں تھیں اس نے حیا سے اپنا چہرہ چھپا لیا تو فرمایا پردہ نہ کرو میں قرشی ہی ہوں اس نے کہا کہ آپ قرشی ہیں آپ نے اس کے اطمینان کیواسطے خدا کی قسم کھائی اس نے عرض کیا یہ کیا حالت ہے فرمایا میں تمہارے پاس اسی حالت میں رہا کرونگا۔ اور دوسروں کے پاس اسی حالت میں۔ لیکن میری زندگی پھر کسی کو اس کی خبر نہ کرنا اس نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر میں تو آپکی اسی حالت کو اختیار کرتی ہوں جس پر آپ لوگوں میں ہوتے ہیں۔ کوڑھ۔ برص اور اندھے پن کی۔ فرمایا اللہ تم کو بہتر جزا دے پھر وہ انکی ساتھ اسی حالت میں ہمیشہ رہی۔ یافعی ؒ کہتے ہیں۔ شیخ ابوالعباس ؒ حرار سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ شیخ ابو یوسف دہمانی ؒ شیخ ابو عبداللہ قرشی کے پاس وقت مقررہ پر حاضر ہوا کرتے تھے، ابوالعباس ؒ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھ کو شیخ ابو یوسف نے بھیجا کہ میں ان سے پوچھ کر آؤں کیا آج وقت مقرر فرمائیں گے یا نہیں میں گیا تو جب اس میدان میں پہنچا جس میں ان کے گھر کا دروازہ تھا۔ تردد اور ہیبت میں کھڑا رہا کہ ایک کھڑکی کھلی اور ایک باندی نے اس میں سے سر نکالا اور کہا۔ احمد شیخ فرماتے ہیں کہ ابو یوسف سے کہدینا ہم آج وقت مقرر نہ کرینگے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ

نے بغیر میرے سوال کی جرأت کئے معاملہ طے فرمادیا جب میں ابو یوسف رح کے پاس آپ لیٹے ہوئے تھے، بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم دروازہ والے میدان میں کیوں ٹھہر گئے تھے کہ شیخ کی باندی کو کہنا پڑا میں نے عرض کیا حضرت مجھے ہیبت ہوتی ہے فرمایا جب تم تنہا ہوا کرو ہیبت رکھا کرو اور جب میری ساتھ ہو تو جرأت کیا کرو۔ ان شیخ ابو العباس سے پوچھا گیا کہ اس قصہ میں ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا کشف اعلیٰ تھا فرمایا قرشی صاحب کا کیونکہ ابو یوسف صاحب نے تو مجھے بھیجا ہی تھا ان کی توجہ میری ساتھ تھی جو کچھ مجھے پیش آتا وہ محسوس کر ہی لیتے اور قرشی صاحب آئینہ کی طرح ہیں کہ ہر اس چیز کو محسوس فرما لیتے ہیں۔ جو ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

مناوی کہتے ہیں کہ محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ القرشی انکی اصل بلاد اندلس سے ہے پھر مصر میں سکونت اختیار کی پھر بیت المقدس میں اور مشائخ مغرب مصر کے بڑے لوگوں میں تھے۔ خواب میں ایک ہزار مرتبہ رب العزت کو دیکھا ہے آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب کوڑھ میں مبتلا ہو گئے تو نماز کے وقت یہ مرض جاتا رہتا۔ اور تندرست ہو جاتے تھے جب فارغ ہو جاتے تو پھر ویسے ہی ہو جاتے جیسے پہلے تھے اور یہ بھی ہے کہ آپ ایک مرتبہ دریا کے ساحل پر آئے کہ عبور کر جائیں قسطلانی رح بھی ہمراہ تھے۔ مگر کوئی کشتی نہ ملی آپ نے قسطلانی رح کا ہاتھ پکڑا اور پانی کے اوپر کو چلے گئے۔ اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے متوسلین کو فرمایا کہ مصر سے نکل چلنے کی تیاری کرو کیونکہ مصر میں وبا نازل ہو گی یہ خبر خطیب عراقی کو پہنچ گئی تو فرمایا کہ ایسی وبا نازل ہوئی ہے قرشی صاحب کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ اسکے بعد ممبر پر نہ چڑھ سکینگے۔ تو پھر وہ مر گئے اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک بار سیاہ آندھی دیکھی کہ اہل مصر پر بلا نازل ہو گی۔ تو آپ نے عرض کیا کیا مصر میں بلا واقع ہو جائیگی اور میں بھی انہوں میں ہونگا۔ تو کہا گیا کہ آپ ان میں سے نکل جائیے بلا واقعہ ہونا ضروری ہے یہ نکل کر شام چلے گئے اور اہل مصر پہ جو بلا نازل ہوئی ان کی اہلیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ان کے پاس سے باہر نکلی اور ان کو تنہا چھوڑ دیا تو میں نے ان کے پاس کسیکو باتیں کرتے سنا میں ٹھہر گئی یہاں تک کہ اسکی گفتگو ختم ہو گئی میں داخل ہوئی اور پوچھا یہ کون تھے فرمایا خضر علیہ السلام تھے، نجد کے ملک سے زیتون لائے ہیں تم کھاؤ کیونکہ

۱؎ یعنی اس وقت جبکہ میں نے تم کو بھیجا تھا میری توجہ تمہارے ساتھ تھی، تو گویا میں ساتھ تھا میرے ساتھ ہونے کے وقت جرأت کیا کرو ۱۲

اسمیں تمہاری شفا ہے۔ میں نے کہا جاؤ تم بھی اور تمہارا زیتون بھی مجھے اس کی ضرورت نہیں اور خود فرمایا ہے کہ میں کسی ساحل پر چل رہا تھا تو مجھ سے ایک گھاس نے کہا کہ میں اس مرض کی شفا ہوں جو تم کو ہے۔ مگر میں نے اس میں سے کچھ نہیں لیا۔

نازقی رح کہتے ہیں شیخ ابو العباس احمد قسطلانی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ محمد قرشی کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں شیخ ابراہیم بن ظریف کے پاس تھا ان سے پوچھا گیا کیا انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے نفس پر کوئی عہد کرے کہ بغیر مقصود حاصل ہوئے اس کے خلاف نہ کریگا۔ فرمایا ہاں اور بنی النفیر کے قصہ میں ابولبابہ کی حدیث سے استدلال کیا اور اس حدیث سے کہ جان لو اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ اپنے لئے ایسا کرے تو اسکو چھوڑ دو یہانتک کہ اللہ تعالےٰ ہی اس باب میں کوئی حکم فرمائیں۔ شیخ محمد القرشی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو عہد کر لیا کہ بغیر اس کے کہ کوئی قدرت ظاہر ہو میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ میں تین دن ایسے ہی رہا اور میں ان دنوں دکان میں اپنا کام کیا کرتا تھا میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا جس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا اور برتن میں کوئی چیز تھی کہنے لگا عشا تک صبر کرو تو تم اس میں سے کھاؤ گے۔ پھر وہ غائب ہو گیا میں مغرب و عشاء کے درمیان اپنے وظیفہ میں تھا۔ کہ دیوار پھٹی اور اسمیں سے ایک حور ظاہر ہوئی جس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا۔ اور اسمیں شہد جیسی کوئی چیز تھی۔ اس نے میرے سامنے کیا اور تین بار مجھے چٹایا۔ میں پچھاڑ کر کھا گیا اور بے ہوش ہو گیا پھر افاقہ ہوا تو اس کے بعد کوئی کھانا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا۔ اور نہ اس حور کے بعد کوئی شخص مجھے حسین معلوم ہوا اور نہ میں مخلوق سے کچھ سن سکتا تھا اور اسی حال پر ایک مدت تک رہا۔ شیخ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنے ابتدا حال میں آٹا خریدا کرتا تھا۔ اور سارے راستہ جو مجھ سے مانگتا دیتا رہتا تھا۔ یہانتک کہ گھر پہنچ جاتا تھا۔ پھر اسکو اتنا ہی پاتا جتنا لیا تھا اور شیخ نے ایکمرتبہ ایک درہم کا آٹا خریدا سامنے سے ایک سائل آگیا آپ نے وہ اسے دیدیا۔ اور چلے گئے تو اپنے ہاتھ کو بند ہوا پایا کھولا تو اس میں ایک درہم پایا اس سے پھر آٹا خریدا اور گھر لوٹ گئے رضی اللہ عنہ اور خود انہی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے الملک الکامل اور اس کے نائب السلطنت کیساتھ اس برتن میں جسمیں دودھ تھا کھانا کھایا تو نائب السلطنۃ آپ کے

مرض کی وجہ سے ساتھ کھانیسی رک گیا شیخ نے فرمایا اگر تم اس مرض میں مبتلا ہاتھ کی وجہ سے کھانا کھانے سے رک گئے ہو تو میرے ساتھ اس ہاتھ کی وجہ سے کھاؤ اور ہاتھ نکالا تو چاندی کی طرح سفید تھا۔ انہیں کوئی مرض نہ تھا۔ مناوی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال بیت المقدس میں ۵۹۹ھ میں ہوا ہے اور وہیں دفن کئے گئے ہیں پھر آپ کی برابر ہی ابن رسلان دفن کئے گئے ہیں

ص ۱۱۶/۲۹ کل ۲ صفحہ ۱۹ سطر ـــــــــ ص ۱۱۶/۳۰

کتاب نفح الطیب میں ہے کہ ابو عبد اللہ القرشی کے افادات میں سے یہ ہے کہ فرماتے ہیں میں نے شیخ ابو اسحاق بن طریف سے سنا ہے۔ کہتے تھے کہ جب میں شیخ ابو الحسن غالب الوجاہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے اپنے متوسلین سے فرمایا۔ کہ سب جمع ہو جاؤ۔ اور ستر مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو اور اس کا ثواب شیخ کو بخشدو کیونکہ مجھے بات پہنچی ہے۔ کہ یہ مومن کیواسطے دوزخ سے فدیہ ہے ابو اسحق کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا کیا سب پڑھنے کیلئے جمع ہوئے اور اس کا ثواب شیخ کو بخشدیا اور آپکے افادات میں سے یہ بھی ہے کہ میں شیخ ابو محمد عبد اللہ المغاوری کے پاس پہنچا تو فرمایا میں تم ایسی چیز سکھا دوں کہ جب تم کو کوئی ضرورت ہو اس کا ادا ہے لیا کرو یہ کہا کرو یا واحد یا احد یا واجد یا جواد انفحنا منک بنفحۃ خیر انک علی کل شئ قدیر فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے سنا ہے میں اسی پر خرچ کرتا ہوں

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف یمنی صنجاعیؒ۔ موضع صنجاع کی طرف منسوب ہیں۔ ضریر (اندھے) لقب سے مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ نابینا پیدا ہوئے تھے آنکھیں بالکل بجھی ہوئی تھیں۔ شگاف بھی نہ تھا بڑے امام عالم عارف کامل ہوئے ہیں آپ سے مخلوق کی بہت بڑی جماعت نے نفع حاصل کیا ہے اور بڑے بڑے اہل علم کی ایک جماعت نے آپ سے تحصیل کی ہے۔ جیسے فقیہ علی بن قاسم حکمی آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ جو کچھ سنتے تھے ایک ہی مرتبہ میں اسے حفظ کر لیتے تھے کم ہو یا زیادہ۔ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ فقہ امام ابو حنیفہؒ کی کتاب ہدایہ[۵] ایک ہی دفعہ سننے سے حفظ کر لی۔

---

[۵] جس کی چار جلدیں ہیں۔ اور ہر جلد تقریباً ڈھائی سو تین سو صفحے کی ہے "مترجم

(باقی آئندہ)

آپکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے جو فقیہ کبیر احمد بن موسے بن عجیل سے روایت کی گئی ہے۔ کہ انہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ حضور اکرم ان کو فرما رہے ہیں اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالے تیر علم کھول دے تو فقیہ کی قبر کی مٹی میں سے کچھ لو اور اسکو نہار منہ نگل جاؤ ان فقیہ نے ایسا ہی کیا اور اس کی برکتیں ظاہر ہوگئیں اور یہ ان کے شروع شروع کا قصہ ہے اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب مجاہد بادشاہ کے زمانہ میں عرب میں پھوٹ پڑی اور وادی رمع وغیرہ کی آبادیاں تباہ ہوگئیں فقہاء بنی زیاد کے پاس بہت سی کتابیں تھیں نہ ان کا منتقل کرنا ممکن تھا اور نہ یہ ہو سکتا تھا کہ خود شہر سے نکل جائیں اور کتابیں چھوڑ جائیں وہ ان کی وجہ سے بہت فکر میں تھے اتفاق سے شیخ طلحۃ بن عیسٰی ہتار اپنے شروع شروع زمانہ میں وہاں پہنچ گئے اور شام کو وہیں رہے ان حضرات کا یہ حال دیکھا تو انکو بھی فکر ہوا خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا فقہاء بنی زیاد سے کہدو کہ اپنی کتابیں فقیہ کی قبر پر منتقل کردیں۔ وہاں انکو کوئی ضرر نہ پہنچے گا جب بیدار ہوئے تو سبکو اطلاع کردی ان حضرات نے جلدی جلدی سب کتابیں شیخ کی قبر پر منتقل کردیں اور یہ کتابیں تقریباً ایک سال وہیں دھوپ اور بارش میں رہیں مگر کوئی نقصان نہیں ہوا اور نہ عرب وغیرہ میں سے کوئی ان میں سے کچھ لے سکا۔ اسکو شرجی نے بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھے بعض ثقہ علماء نے حضرت شیخ امام غزالی کے واسطہ سے ان کے والد شیخ طلحہ سے روایت کرکے یہ قصہ سنایا ہے اور میں نے فقہاء بنی زیاد میں سے فقیہ صالح عتیق بن زیاد سے پوچھا انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں یہ بات مشہور ہے اور ایک سے دوسرے تک نقل ہوتی آتی ہے حضرت فقیہ ضریر نے سنہ ۶۰ھ میں انتقال کیا ہے اور ان کا مزار انکے موضع میں مشہور ہے لوگ اسکی زیارت اور برکت حاصل کرنیکے لئے آتے ہیں اور ان کا نسب قبیلہ بکر بن وائل بن ربیعہ میں ہے۔

ابو مدین شعیب اور انکا نام محمد بن احمد بن عمران العیاشی الیمانی ہے ان کا لقب شعیب اسقدر مشہور ہوگیا کہ اسی سے پہچانے جاتے ہیں بڑے فقیہ عالم بہت اعتکاف کرنے والے اور گوشہ نشین تھے۔ ان کی کرامتیں بہت ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب انکی وفات ہوئی اور مقبرہ لے گئے تو کوئی موذن کسی وقت کی نماز کے لئے اذان دے رہا تھا۔ تو ان فقیہ کا اٹھانے والوں پر حد سے زیادہ وزن ہوگیا۔ یہانتک کہ وہ جنازہ لے کر کھڑے ہی سے عاجز ہوگئے اور نیچے رکھدیا

جب مؤذن اذان سے فارغ ہو گیا لوگوں نے چارپائی کو حرکت دی تو ویسی ہی ہلکی تھی جیسی پہلے تھی۔ اٹھا لیا اور قبر تک لے گئے۔ سب لوگوں کو اس سے تعجب تھا تو سلین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ فقیہ مرحوم جب مؤذن کو اذان دیتے سنا کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جبتک وہ فارغ ہو اذان کا جواب دیا کرتے تھے شرجی کہتے ہیں کہ یہ ۸۰۶ھ میں تو زندہ تھے وفات کی تاریخ کی مجھے تحقیق نہیں ہوئی

محمد بن ابی بکر الحکمی یمنی ہیں موضع عواجہ کے ہیں بڑے شیخ اور یمن کے بڑے بڑے صوفیہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں امی تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ ایک دن فقیہ محمد البجلی درس سے غائب تھے۔ یہ ان کی جگہ بیٹھ گئے۔ اور درس دیدیا۔ ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں بہت سے درخت تھے انہوں نے ایک درخت سے فرمایا کہ ٹیڑھا ہو جا تو وہاں کے سب درخت ٹیڑھے ہو گئے۔ اور آپ ان سے لوگوں کیواسطے کھیتی کے آلات بنانے لگے ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے جو امام یافعیؒ کی روایت ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں رہنے کیواسطے آیا تھا۔ مگر ان کی وفات ہو چکی تھی آپ قبر سے نکلے اور اسے بیعت کر لیا۔

ص ۱۱۷ / ۲۸ کل ۳۳ سطر ———— ص ۱۱۷ / ۳۰

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ کو بعض اولیاء نے بتایا ہے کہ جب ان کی قبر پر گئے تو یہ قبر سے کمر باندھے ہوئے نکلے۔ کمر باندھنے کیوجہ پوچھی تو فرمایا کہ ہم ابتک طلب میں ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ اسے وصول ہو گیا وہ جھوٹا ہے کیونکہ وصول تو محدود کی طرف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ حد سے پاک ہے اس سب کو مناویؒ نے بیان کیا ہے۔

شرجیؒ کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ دو بھائی لاد مرض سے موضع عواجہ پہنچے۔ جب عواجہ کے قریب آ گئے تو انکے متعلق بہت سے غیر معمولی حالات اور بہت سی کرامتیں سنیں مگر سچ نہ سمجھا اور یہ دونوں عواجہ میں اسوقت تک رہے کہ یہ خبر ملی کہ ان کے باپ بیمار ہیں۔ انہوں نے اپنے شہر جانے کا ارادہ کر دیا اسوقت شیخ کے پاس آئے۔ کہ آپ کا حقیقی حال معلوم کر لیں۔ جب ان کی خدمت میں پہنچے اپنے والد کے مرض کی اطلاع دی اور یہ کہ دونوں اسوجہ سے اپنے شہر کا ارادہ کر رہے ہیں شیخ نے فرمایا تم دونوں وہاں پہنچو گے تو وہ صحتیاب ہو چکے ہوں گے۔

اور تمہارا شہر میں داخل ہونا رات کے اخیر میں ہوگا۔ تم اپنے والد کو صبح کی وضو کرتے ہوئے پاؤ گے کہ
ایک پاؤں دھو چکے ہونگے، دوسرا ابھی نہیں دھویا ہوگا وہ دونوں شیخ سے رخصت ہو کر اور چلے گئے تو
ان کا اپنے باپ کے پاس داخل ہونا اسی وقت ہوا جو وقت شیخ نے مقرر فرمایا تھا اور اسی حالت پر ہوا
جس پر شیخ نے کہا تھا انہوں نے جو کچھ شیخ سے سنا تھا لوگوں سے کہدیا ان شہروں میں بھی انکی
شہرت ہوگئی اور مسلسل کرامتیں اور برکتیں ظاہر ہونے لگیں۔

ان کی کرامتوں میں وہ قصہ بھی ہے جس کو فقیہ حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب شیخ
علی الابدال کا انتقال ہوا تو شیخ ابو الغیث بن جمیل ان کی تعزیت کیلئے آئے اور یہ سب لوگ اپنے شیخ
علی الابدال مذکور کے گاؤں ہی میں مقیم تھے۔ شیخ علی نے کہہ دیا تھا کہ وہ ایسا کرینگے اور وصیت کی تھی کہ
وہ اس مقام پر ٹھہریں نہیں اس لئے جب تیسرا دن ہوا شیخ محمد الحکمی نے شیخ ابو الغیث سے عرض کیا۔
کہ آج رات آپ اور آپ کے درویشوں میں سے کوئی یہاں نہ ٹھہرے کیونکہ آپ لوگوں میں سے جو رات
کو یہاں رہے گا وہ مر جائیگا۔ شیخ ابو الغیث اور ان کے سب ساتھیوں نے تو جانے کا ارادہ کر دیا لیکن
ایک شخص شیخ محمد حکمی کی بات کو بعید سمجھ کر رہ گیا اور شام کو وہیں رہا تو صبح کو مرا ہوا پایا گیا۔ شیخ محمد نے کہا کہ
اسی طرح شیخ ابو الغیث کئے جائیں گے کہ جب تک میں زندہ ہوں ان کے واسطے تہامہ میں سکونت نہیں ہے
تو شیخ ابو الغیث تہامہ میں ٹھہر نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ شیخ محمد الحکمی کا انتقال ہو گیا پھر سولہ سال پہاڑوں میں
رہے ہیں اور روایت کیا جاتا ہے کہ شیخ ابو الغیث جب کبھی اترنے کا ارادہ کرتے شیخ محمد حکمی ان کے حالات
پر کچھ تصرف کرتے تھے جب شیخ حکمی صاحب کا انتقال ہوگیا تو یہ اپنے پیروں میں سے کوئی چیز بیڑیوں
کی طرح کھولتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے اثر سے ہے جو شیخ محمد حکمی رحمۃ اللہ تعالےٰ ہم پر تصرف کیا کر
تے آپ کا انتقال ۶۱۷ھ میں ہوا ہے۔

محمد بن حسین الخبیر البجلی رح امام یافعی رح کہتے ہیں کہ مجھ کو بعض صالح بھائیوں نے بتایا ہے۔ کہ ایک
شخص محمد بن حسین موصوف رح کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ میرا ایک بیل چوری چلا گیا۔ فرمایا کیا تم
اپنا بیل چاہتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں تم ایک شیخ کو کھیتی کرتے ہوئے دیکھو گے
ان کو بغیر بیل لئے مت چھوڑنا اور اس سے ان کی مراد خود ان کے شیخ مشہور شیخ یمن کے مشائخ میں سے
بہت بڑے شیخ محمد بن ابی بکر حکمی سے تھے۔ یہ ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میرا بیل لوٹا دیجئے۔

اور بہت ہی زیادہ ان کے پیچھے پڑا۔ سمجھتا یہ رہا کہ چور یہی ہیں کیونکہ وہ شیخ کو پہچانتا نہ تھا تو شیخ نے پوچھا تم سے یہ کس نے کہدیا ہے اس نے کہا محمد بن حسین رح نے پھر اس نے کہا مجھے میرا بیل دیجئے مجھ کو دھتکار دیجئے اور ایسی باتوں سے معاف کیجئے۔ شیخ نے کہا کہ مجھے بتاؤ۔ تمہارا بیل کیسا کیسا تھا اس نے کہا خود تو میرا بیل چرا لے ہوئے ہو۔ اور کہتے یہ ہو کہ اس کی صفات سے بھی واقف نہیں شیخ نے تبسم فرمایا اور فرمایا فلاں جگہ جاؤ۔ تم اپنے بیل کو ایک درخت سے بندھا ہوا پاؤ گے اسے کھول لو اور لے لو وہ اس جگہ گیا اور جیسے کہ شیخ نے بتایا تھا۔ بیل کو پا لیا بیل لے لیا اور خوش خوش لوٹ گیا پھر چور آیا۔ کہ بیل لے لے تو اسے وہاں نہ پایا اور محروم و غمگین بلکہ گناہ کیا لوٹا اور شیخ رح کو ثواب ملا اور یہ حقیقت میں شیخ حکمی کی کرامت ہے۔ اگر میں اسے ان کے بیان میں لکھتا تو زیادہ مناسب تھا۔ مگر میں نے یہاں ایک مناسبت کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ ص $\frac{118}{22}$ کل ۲۸ سطر ——— ص $\frac{118}{24}$

شرجی رح کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ولی اول فقیہ ابراہیم بن زکریا کے پاس پڑھتے تھے اتفاق یہ ہوا کہ بیمار ہو گئے ان کے ساتھیوں نے جو پڑھنے میں ساتھ تھے انتظار کیا جب یہ تندرست ہو گئے تو یہ اور ان کے بھائی فقیہ علی جوان کا پڑھنا سنا کرتے تھے ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ شیخ کے شہر کی طرف چلے۔ جب دن گرم ہو گیا تو دونوں ایک درخت کے سایہ میں آ گئے اور یہ فقیہ محمد سو گئے۔ ایک پرندہ آیا۔ اور اس نے اپنی چونچ ان کے منہ میں ڈالی اور ان کے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈالنے لگا جس میں بہت عمدہ خوشبو تھی ان کے بھائی دیکھتے رہے جب فقیہ محمد جاگ اٹھے۔ اپنے بھائی سے کہا کہ لوٹ چلو۔ اور اپنے شہر کو لوٹ گئے پھر لوٹنے کے بعد اتفاق سے فقیہ محمد بیمار ہو گئے۔ تو ان کے پاس ان کے شیخ فقیہ ابراہیم مع جماعت طلبہ کے ملاقات کو پہنچے۔

اور فقیہ ابراہیم نے ان پر متعدد مسائل پیش کئے۔ انہوں نے سب کا شافی جواب دے دیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اے فقیہ محمد یہ علم جو تم دیئے گئے ہو پڑھنے سے آنیوالا نہیں پھر اللہ تعالےٰ نے ان پر دقائق علوم کی معرفت کھول دی۔ اور ان کی وفات ۶۲۱ھ میں واقع ہوئی ہے ان کی قبر موضع غواجر میں ان کے پیر شیخ محمد حکمی کی برابر ہے ص $\frac{118}{32}$ کل ۸ سطر ——— ص $\frac{118}{34}$

محمد بن علی بن محمد الحاتمی رح۔ یہ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین بن العربی ہیں۔ اور ہمارے سادات صوفیہ میں سے بہت سے علماء وعارفین کے ناموں نے ان کی بہت تعریفیں

کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے علماء عاملین نے بھی ان کی تعریفیں کی ہیں۔

صفحہ ۱۱۹ ـ ۱۲۰/۳۵ ـ ۲۲ کل ۲ سطر ــــــــــــ

امام شعرانی رح کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بھائی صالح حاج احمد حلبی نے بیان کیا ہے کہ ان کا گھر شیخ محی الدین رح کے مزار کے قریب تھا منکرین میں سے ایک شخص عشا کے بعد آگ لیکر آیا وہ شیخ رح کے تابوت کو جلانے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو وہ مزار مبارک سے تو ہاتھ اس طرف زمین میں دھنس گیا اور غائب ہو گیا میں یہ ماجرا دیکھ رہا تھا اس کے گھر والوں نے اس رات اسکو نہیں پایا۔ تو میں نے ان کو قصہ کی خبر کی وہ آئے اور کھودا تو اس کا سر ملا مگر جتنا کھودتے تھے اسی قدر نیچے ہوتا اور زمین میں دھنستا چلا جاتا تھا یہانتک کہ لوگ عاجز ہو گئے اور اسپر مٹی ڈھکیل دی۔

صفحہ ۱۲۰/۲۹ کل ۵ سطر ــــــــ صفحہ ۱۲۱/۳۲ آپکے مناقب اسقدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اور اسقدر کرامتیں ہیں کہ حصر میں نہیں آسکتیں۔ آپ کی وفات دمشق الشام میں ہوئی ہے۔ اور موضع صالحیہ میں (جو دمشق سے باہر ہے) قاسیون پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے ہیں۔ آپکی قبر مبارک مشہور ہے اسپر زیارت کے لئے آمد و رفت رہتی ہے اور اسپر برکت ظاہر ہوتی رہتی ہے اور اس کے قریب آپ کا ایک تکیہ اور ایک جامع مسجد ہے جو شاہ سلیم کی بنائی ہوئی ہے۔ اور مزار مبارک کو بھی شاہ سلیم نے ہی ظاہر کیا ہے پہلے ظاہر نہ تھا۔ اور خود شیخ سے یہ صحیح منقول ہے کہ آپ نے اپنی کسی علم جفر کی کتاب میں اور میرا یہ خیال ہے کہ شجرہ نعمانیہ میں لکھا ہے عبارت یہ ہے کہ جب سین شین میں داخل ہوگا محی الدین کی قبر ظاہر ہو جائیگی اور سلطان سلیم کا شام میں داخل ہونا سنہ ۹۲۳ھ میں ہوا ہے صفحہ ۱۲۱/۲ کل ۵ سطر ــــــــ صفحہ ۱۲۵/۱

اور آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی ہے۔ رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۲۵/۲ کل ۱ سطر ــــــــ صفحہ ۱۲۵/۲۴

محمد الازہری العجمی رح شیخ صفی الدین بن ابی منصور نے بیان کیا ہے کہ شیخ کبیر ابو الحسن ابن الدقاق کہتے ہیں کہ ہم ایک دن دمشق میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد مذکور الصدر کی صحبت میں تھے اور شیخ کے متوسلین میں وہ لوگ بھی تھے جو حجاز کے تھے، اور وہ بھی تھے جو عراق کے تھے،

ف ۵ سیدی و سندی حضرت اقدس مولنا محمد اشرف علی صاحب اللہ تعالی فیوضہم نے بھی اردو میں التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی تالیف فرمائی ہے جسمیں ان اشکالات کا جواب ہے جو شیخ پر کئے جاتے ہیں ۱۲ مترجم

لوگوں نے تازہ کھجوروں کا ذکر کیا۔ حجازیوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کی تازہ کھجور اچھی ہوتی ہے اور عراقیوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کی اچھی ہوتی ہے شیخ کا ایک خادم تھا جس کا نام یوسف تھا۔ شیخ نے اسکی طرف دیکھا تو خادم دروازہ سے نکلا کچھ دیر غائب رہکر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک طباق تھا جس میں تازہ و تازہ کھجوریں تھیں ، جیسے کہ درخت سے توڑ کے لایا ہو۔ طباق شیخ کے سامنے رکھدیا! شیخ نے فرمایا اے حجازیو یہ تو ہماری بلاد کی تازہ کھجوریں ہیں تم اپنے بلاد کی حاضر کرو اور انکی بڑی بڑی کرامتیں ہیں اسکو امام یافعیؒ نے بیان کیا ہے۔

نورالدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الیجی رح۔ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ ہم کو سید نورالدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سے جو سید عفیف الدین الشریف حسین آیجی کے والد ہیں۔ بعض دفعہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے باب میں یہ پہنچا ہے کہ انہوں نے قبر شریف کے اندر سے اپنے سلام کا یہ جواب سنا ہے۔ السلام علیک یا ولدی۔ از سعادۃ الدارین صـ ۱۲۶ کل ۹ سطر ــــــــــــــــ ۱۲۷/۳۱

محمد بن علی بن محمد رح **شہر رباط والے** جو استاد اعظم کے لقب سے مشہور تھے۔ فقیہ اور سب سے آگے بڑھے ہوئے ابوعلی کنیت جمال السالکین والاسلام خطاب ممتاز علمائے اسلام کے ہار کے ایک گوہر مشائخ شریعت کے شیخ، طریقت و حقیقت کے اماموں کے امام علوم اور تصوف میں ماہر ہوئے ہیں اور جیسے کہ شیخ عبدالرحمن سقاف کا بیان ہے اکیو "بیس دن قطبیت کے مقام میں رہے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کے خادم نے افریقہ میں ایک طویل سفر کیا اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ مرگیا وہ بہت شکستہ دل ہوئے اور استادرح کے پاس آئے آپنے کچھ دیر جھکایا اور فرمایا زندہ افریقہ میں ہے مرا نہیں۔ عرض کیا گیا۔ کہ اس کے مرنے کی اطلاع آئی ہے فرمایا میں نے جنت میں دیکھا تو اسے وہاں نہیں پایا۔ اور میرا درویش دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر اس کے زندہ ہونے کی خبر آگئی اور ایک عرصہ بعد وہ خود بھی آگیا۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے بچپن میں ایک جماعت کیسا تھ تھے اور ان سب نے جس سے جماعت چھوٹ جائے اسپر کچھ جرمانہ مقرر کیا تھا۔ استادرح دوپہر کو سوگئے اور جب تکبیر ہوئی اس وقت بیدار ہوئے آپنے ڈول کو اشارہ کیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا کنوئیں سے باہر آیا آپنے وضو کیا

اور جماعت کو پالیا۔
آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے متوسلین سے کہا کہ شاید تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قیامت دائم ہے سب اولیا حاضر ہیں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ شیخ محمد بن علی کھجوروں میں مشغول ہو گئے استاد ورنے فرمایا کہ کھجوریں جل جائینگی بس کھجوریں سب کی سب جل گئیں تو اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے خواب نہیں دیکھا میں نے تو یہ اس نے کہا کہ استاد ور کھجوریں مجھے دیدینگے فرمایا ہمکو اسکی حاجت نہیں جو ہم میں اور ہمارے رب میں حائل ہو۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ عجیب غریب باتوں کی خبر دے دیا کرتے تھے اور پھر ویسے ہی ہوتی تھیں جیسے آپ فرماتے تھے انہی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے بغداد کے غرق ہونیکی اطلاع تو جلال سقدر ہولناک بڑا کہ شہر پناہ کے اندر پانی آگیا اور وزیر کا محل خلیفہ کا خزانہ اور تین سو تیس مکان گر گئے اور اس گرنے میں بہت مخلوق مرگئی اور بہت سے لوگ غرق ہو گئے یہ واقعہ جمادی الآخر ۶۵۴ھ میں واقعہ ہوا ہے اور آپنے مسجد نبوی علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں آگ لگنے کی اطلاع دی تو اسی سال کے رمضان کے شروع میں آگ لگ گئی تھی اور آپنے اس واقعہ تاتاریہ کی معیت کی خبر بھی دیدی تھی جس کے جیسا چرخ گرداں کے نیچے واقعہ ہی نہیں ہوا جو ہر طرح کی قیامت و شناعت پر مشتمل تھا اور خلیفہ بھی صفر ۶۵۶ھ میں قتل کر دیا گیا یہ تمنول واقعے آپ کی وفات کے بعد واقع ہوئے ہیں اور آپنے ایک سیلاب عظیم کی خبر دی تھی۔ کہ حضرموت میں آئیگا۔ تو بہت سی گھاٹیاں لبریز ہو گئیں بہت سے شہر تباہ ہو گئے، اور چار سو سے زائد انسان ہلاک ہو گئے تھے۔ شیخ رح نے شہر تریم میں ۶۵۳ھ میں وفات پائی ہے ان کی قبر مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور عمر مبارک اناسی سال ہوئی ہے یہ المشرع الروی میں بیان ہے۔

محمد بن عمر ابو بکر بن قوام۔ بڑے عارفین اور ممتاز اولیا مقربین میں سے ہیں۔ شیخ شمس الدین خالوری سے روایت ہے اور یہ بھی شیخ محمد کے متوسلین میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں شیخ کی زیارت کے

---

۵ یہاں اضاعت مال کا خدشہ کیا جاتا ہے کیونکہ غافل کرنیوالی شے میں اس نحوست سے شر اور شیطان کا اثر ہو جاتا ہے یعنی جیسے ظاہری زہر کھا لینے سے ایسی ہی معنوی زہر کھا لیا ہے اور زہریلی چیز کو تباہ ہی کر دینا چاہیئے یا کسی کو مفت نہ دینا چاہیئے دوسرے ممکن ہے غلبہ حال میں ایسا ہوا اور یہ وقت معذوری کا ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہاں ہوا تھا ۱۲ مترجم

لئے چلا تو میرے دل میں یہ آیا کہ شیخ سے روح کے متعلق پوچھوں گا جب سامنے حاضر ہوا۔ تو اس ہیبت کی وجہ سے جو میرے دل میں بیٹھی تھی روح کا سوال کرنا بھول گیا جب میں رخصت ہوا اور سفر کے واسطے نکلا شیخ نے میرے پیچھے ایک درویش کو بھیجا اس نے کہا کہ شیخ سے بات کرتے جاؤ میں واپس آگیا حاضر ہوا تو شیخ نے آواز دی احمد۔ میں نے عرض کیا جی حضرت فرمایا کیا تم قرآن شریف نہیں پڑھتے عرض کیا حضرت ضرور پڑھتا ہوں فرمایا بیٹا یہ پڑھو ویسئلونک عن الروح۔ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ۝ (اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے روح کو میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم کو بہت کم علم دیا گیا ہے)

بیٹا جس چیز میں حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گفتگو نہیں کی ہے ہمکو اسمیں گفتگو کرنا کیسے جائز ہے

شیخ ابراہیم بطائحی رحمہ سے روایت ہے کہ شیخ در حلب پر کھڑے ہوتے اور ہم بھی ساتھ ہوتے فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم میں ان لوگوں میں سے اہل یمینؔ اور اہل شمال کو پہچانتا ہوں اور اگر میں انکا نام بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔ مگر ہم لوگوں کو اس کی اجازت نہیں اور ہم مخلوق میں حق تعالے کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتے۔

شیخ صالح عابد محمد بن ناصر شہیدی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ ممدوح کے پاس تھا۔ آپ نے اس مسجد میں جسمیں نماز پڑھا کرتے تھے عصر کی نماز پڑھی اور آپ کیساتھ بہت مخلوق نے نماز پڑھی حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت مرد متمکنؔ کی علامت کیا ہے۔ اور مسجد میں ایک ستون تھا فرمایا مرد متمکن کی علامت یہ ہے کہ اس ستون کی طرف اشارہ کرے تو اس سے نور کے شعلے نکلنے لگیں۔ لوگوں نے ستون کو دیکھا تو اس سے نور کے شعلے نکل رہے تھے۔ جیسے کہ شیخ نے فرمایا تھا۔

شیخ ابراہیم بن الشیخ ابو طالب بطائحی سے روایت ہے کہ شیخ موصوف سے سوال کیا گیا اور میں بھی حاضر تھا۔ کہ مقام تمکین والیکی علامت کیا ہے آپ کے سامنے ایک طباق تھا جسمیں کچھ پھل اور پھلواریاں تھیں فرمایا یہ ہے کہ اگر اس طباق کی طرف اشارہ کرے تو جو کچھ اسمیں ہے سب کا سب وجد کرنے لگے تو طباق میں جو کچھ تھا سب حرکت کرنے لگا۔ اور ہم اسکو دیکھ رہے تھے۔

؎ یمین داہنا اور شمال بایاں یعنے قیامت میں جن کے اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں ہونگے اور جنکے بائیں ہاتھ میں ہونگے میں انکو پہچانتا ہوں یعنی حقیقی نیک و بد کو ۱۲ مترجم ؎ مقام تمکین والا ۱۲

شیخ شمس الدین خاپوری حلب کی جامع مسجد کے خطیب سے روایت ہے۔ کہتے ہیں ہم کسی سفر میں شیخ رحمہ کیساتھ تھے آپ کو ایک جگہ کی دعوت دیگئی جب اس جگہ سے قریب ہوئے تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور بہت مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا میں نے عرض کیا حضرت کیا بات ہو گئی۔ فرمایا کہ جب ہم اس موضع پر آئے تو مُردوں کی روحیں مجھے سلام کرنے آئیں۔ ان میں ایک نوجوان شخص بھی تھا۔ اس نے کہا کہ میں ظلم سے قتل کیا گیا ہوں مجھے اس گاؤں کے دو شخصوں نے قتل کیا ہے۔ یہ دونوں بھائی تھے۔ اور میں ان دونوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ انہوں نے ملک العزیز کے زمانہ میں مجھے قتل کر دیا اور اس سے قبل کیا کہ انہوں نے اپنی ایک لڑکی کیساتھ مجھے تہمت لگائی تھی اور میں اس سے بری تھا۔ شمس الدین موصوف رحمہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں شخص جنہوں نے یہ حرکت کی تھی شیخ کی بات سن رہے تھے۔ اور مجھ میں اور ان میں جان پہچان بھی تھی جب میں ان دونوں کیساتھ الگ جمع ہوا تو دونوں نے کہا کہ جو کچھ شیخ نے فرمایا خدا کی قسم بالکل صحیح ہے۔ اور ہم نے ہی اسکو قتل کیا ہوا ہے میں اسے کہا تم کو کیا ہوا تھا جو ایسا کیا انہوں نے کہا وہی بات تھی جو شیخ نے فرمائی ہے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ یہ حرکت تو کسی اور کی تھی اور وہ بری تھا جیسے کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے

صـ ۱۲۹ کل ایک صفحہ ۱۰ سطر ——————— صـ ۱۲۹/۱۲

شیخ معضاد بن حامد خواہ نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ ہم لوگ شیخ رحمہ کیساتھ اس نہر کے کھودنے میں تھے جسکو شیخ رحمہ نے بالس مقام تک نکال دی ہے۔ ایک دن ہمارے ساتھ کام کرنے میں ایک بڑی مخلوق شریک ہو گئی ہم لوگ کام میں ہی تھے۔ کہ سخت کڑک گرج اور بڑے بڑے اولے آگئے شیخ محمد عقیمی نے اور یہ بھی شیخ کے متوسلین میں سے تھے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت کڑک گرج آگئی ہے۔ اب یہ جماعت کام سے رک جائے گی۔ شیخ نے فرمایا تم کام کرو اور دل کو مطمئن رکھو پھر جب کڑک گرج ہمارے قریب کو آئی شیخ اس کے سامنے آئے۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔ داہنے بائیں کو ہو جا وہ ہم سے پھٹ گئی ہم کام کرتے رہے اور ہمیں وسوسہ نکلی رہی مگر شہر میں داخل ہوئے تو پانی میں گھس گھس کر داخل ہوئے۔ شیخ صالح عابد اسمٰعیل بن الحسن معروف بہ ابن کردی جرہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال اپنے والدین کیساتھ حج کیا جب ہم حجاز کے رقبہ میں پہنچ گئے اور قافلہ رات رہنے سے چل کھڑا ہوا تو میرے والدین تو

ہودج میں تھے اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ کہ مجھ پر کچھ قولنج کا اثر ہو گیا۔ میں راستہ سے ایک
طرف ہٹ گیا کہ آرام کر لوں پھر قافلہ میں جا ملونگا۔ میں سو گیا اور اس وقت تک خبر نہ ہوئی جبتک دھوپ
نہ آگئی اب میں نہ سمجھ سکا کہ کس طرح پہنچوں اور اپنے والدین کے باب میں سوچ میں پڑ گیا اور
اس فکر میں کہ ان کے ساتھ میرے سوا نہ کوئی خدمت کو ہے نہ خبر گیری کو پھر اپنے اور انکے حال پر رو پڑا
میں رو رہا تھا کہ ایک کہنے والے کو کہتے سنا کیا تم شیخ ابو بکر بن قوام کے متوسلین میں سے نہیں ہو
میں نے کہا ہاں ہوں اسنے کہا اللہ سے دعا کرو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اسکی
دعا کی تو خدا کی قسم ابھی میری دعا پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ غیب کا آدمی میرے سامنے آ کھڑا ہوا
اور اس نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں اپنے ہاتھ کو میرے بازو میں دیا اور کچھ تھوڑا سا میرے ساتھ چلا
اور کہا کہ یہ تمہارے والدین کا اونٹ ہے۔ پھر میں نے ان کو سنا کہ وہ مجھے پکار رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ
اب کوئی ڈر کی بات نہیں ہے اور اپنا سارا واقعہ بتایا۔

شیخ اسمٰعیل موصوف سے یہ بھی روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم شیخ رضی اللہ عنہ کے پاس شیخ رافع
رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں بیٹھے نہر فرات کی طرف دیکھ رہے تھے کہ فرات کے کنارہ پر ایک شخص
نمودار ہوا شیخ نے فرمایا تم اس شخص کو دیکھتے ہو جو فرات کے کنارہ پر ہے ہم سب نے عرض کیا جی ہاں
فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے اور میرے متوسلین میں سے ہے بلاد ہند سے میری زیارت
کیلئے آرہا ہے اور اس نے عصر اپنے گھر پڑھی تھی اور پھر میری طرف چلا ہے اسی واسطے زمین لپیٹ دی
گئی اس نے اپنے گھر سے فرات کے کنارہ تک تو ایک قدم رکھا اور فرات سے یہاں تک میرے ادب کی وجہ
سے ویسے ہی چل رہا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اسجگہ پر ہوں۔ وہ یہیں
آ جائیگا۔ شہر میں داخل نہ ہوگا جب وہ شخص شہر کے قریب پہنچا تو ادھر سے ہٹ لیا اور اسی جگہ
کی طرف چلا گیا جہاں شیخ تھے آگیا اور سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت کر لیں تا کہ میں آپ کے
متوسلین میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا میرے معبود کی عزت کی قسم تم تو میرے ہی لوگوں میں سے ہو
اس نے کہا الحمد للہ میں اسی لئے آیا تھا پھر شیخ سے اپنے شہر لوٹ جانے کی اجازت چاہی
شیخ نے پوچھا آپ کے گھر کے لوگ کہاں ہیں اس نے عرض کیا ہندوستان میں فرمایا تم انکے پاس
سے کب چلے ہو اس نے عرض کیا عصر کی نماز پڑھی اور آپکی زیارت کیلئے چل کھڑا ہوا پھر شیخ نے

کہا تم آج رات ہمارے مہمان ہو تو وہ بھی رات کو شیخ کے پاس رہے اور ہم لوگ بھی جب صبح ہوئی تو اس نے کہا اب سفر ہے شیخ اور ان کی معیت میں ہم لوگ بھی اسکو رخصت کرنے نکلے جب جنگل پہنچ گئے اور وہ شیخ کو رخصت کرنے لگا۔ تو شیخ نے اپنا ہاتھ اس کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور دھکا دے دیا وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گیا کہ ہم اس کو نہیں دیکھ سکے۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ معبود تعالے شانہ کی عزت کی قسم اس دھکا دینے میں اپنا سرہند دستان میں اپنے گھر کے دروازہ پر رکھ لیا۔

شیخ صالح ابو اسمٰعیل کردی رح سے یہ بھی روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے امیر کبیر معروف بہ انفری رح سے سنا ہے گرفتار ہو گئے تھے میرے والد سے بیان کرتے تھے کہ ہم الملک الکامل کیساتھ اسوقت تھا جب انہوں نے بلاد مشرق کا قصد کیا ہم لوگ بالس پہنچے۔ تو بادشاہ نے فخر الدین عثمان کیساتھ ساتھ شیخ کی زیارت کا بھی قصد کیا اور ہم لوگ ملازمین حکومت کی ایک جماعت کی جماعت ساتھ تھے، ہم شیخ کے پاس تھے کہ لشکر کا ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضرت میرا ایک خچر جس پر پانچ ہزار درہم تھے۔ گم ہو گیا ہے اور مجھے جناب کا ہی پتہ بتایا گیا ہے شیخ رح نے فرمایا بیٹھ جاؤ معبود برحق کی قسم اس کے لینے والے پر زمین تنگ کر دی گئی ہے۔ یہانتک کہ سوائے اس مکان کے دروازے کے اس کیلئے اور کوئی راستہ نہیں ہے وہ ابھی بھی یہاں آ جائیگا جب وہ آئیگا اور بیٹھ جائیگا تو میں تم کو اشارہ کرونگا تم اٹھنا اور اپنا خچر اور مال لے لینا ہم نے شیخ کی گفتگو سنی تو آپس میں کہا کہ جبتک وہ شخص نہ آ جائے ہم بھی یہیں رہیں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ وہ شخص آ گیا۔ شیخ نے اشارہ کیا تو یہ اٹھا اور ہم بھی اٹھے تو دروازہ پہ خچر اور مال موجود پایا۔ اور اس کے مالک نے لے لیا۔

شیخ امام عالم شمس الدین خالدی رح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ رح کا تذکرہ مدرسہ سلطانیہ حلب کے فقہا کے سامنے اکثر کیا کرتا تھا ان حضرات نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شیخ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اور ان سے کچھ فقہ اور تفسیر وغیرہ میں پوچھیں گے ہم سب نے بالس پہنچکر شیخ کی زیارت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ارادہ ہی کر چکے تھے۔ کہ ایک درویش آیا اور کہا کہ تم کو شیخ بلاتے ہیں میں نے پوچھا کہاں ہیں اس نے جواب دیا کہ شیخ ابو الفتح کے حجرہ میں اور یہ شیخ رضی اللہ عنہ

کے متوسلین میں سے تھے میں اور وہ فقہا کی جماعت شیخ کی زیارت کیلئے چلے جب ہم شیخ کے پاس حاضر ہوئے تو مجھ سے شیخ محمد عقیبی نے کہا کہ ان فقہا صاحبان کی کیا بات ہے میں نے کہا کہ یہ شیخ کی زیارت اور سلام کیلئے آئے ہیں انہوں نے کہا اسوقت ایک عجیب بات ہوگئی ہے میں نے کہا کیا کہنے لگے ان میں سے ہر ایک کا باطن شیخ کے سامنے درندہ کی شکل میں آیا تھا شیخ نے ہر ایک کو لگام دیدیا ہے۔ مجلس بہت دیر کی ہوگئی۔ اور ان میں سے کوئی بھی ٹھیک ٹھیک بات نہ کرسکا۔ تو شیخ نے ان سے کہا تم لوگ کیوں نہیں بولتے کیوں نہیں پوچھتے۔ مگر ان میں سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ بول سکے تو شیخ نے ان صاحب سے جو شیخ کے اپنے پرستے فرمایا کہ تمہارا تو سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے پھر اور کی طرف خطاب کیا اور پھر اور کی طرف اور ہر ایک کا سوال ذکر کرتے اور جواب دیتے رہے یہاں تک کہ آخر والے کا نمبر بھی آگیا پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور استغفار کیا۔

شمس الدین غالوریؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھسے ہمارے شہر کے ایک تاجر نے بیان کیا کہ میں ایک شخص کے ساتھ سفر میں جو میرے ہمراہ تھا حلب گیا میں نوجوان تھا تو مجھے میرے گھر کے بعض آدمیوں نے پکڑ لیا گھر لیگئے اور شراب حاضر کی میں نے پینے کیواسطے جام لے لیا تو اچانک شیخ میرے سامنے ہیں میرے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کھڑا ہو اور نکل جا میں ایک اونچے مکان میں تھا۔ وہاں سے سر کے بل گر پڑا اور منہ اور سر سے خون بہنے لگا۔ میں اپنے چچا کے یہاں گیا تو مجھ میں سے خون ٹپک رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے میں نے کل ماجرا عرض کیا تو فرمایا اللہ تعالےٰ کا شکر کر اس نے اپنے اولیاء کی عنایت اور حمایت تمپر متوجہ کردی ہے۔

شیخ صالح عابد شیخ اسمٰعیل بن سالم معروف بہ الکردیؒ سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ بکریاں تھیں اور ایک چرواہا۔ وہ حسب معمول ایک روز بکریوں کو باہر لیگیا تو جو وقت لوٹنے کا تھا اس وقت نہ لوٹا میں اسکی تلاش میں نکلا تو کوئی خبر نہ ملی سیدھا حضرت شیخ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے تھے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا بکریاں چلی گئی ہیں میں نے عرض کیا جی حضرت فرمایا ان کو بارہ آدمیوں نے پکڑ لیا ہے اور انہوں نے چرواہے کو فلاں گھاٹی میں باندھ رکھا ہے میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی ہے کہ ان پر نیند طاری فرماویں تو اللہ تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے تم فلاں جگہ جاؤ ان کو سوتا ہوا اور سو[illegible] کے جو کہ [illegible] بچہ کو دودھ پلارہی اور سب بکریوں کو بیٹھا ہوا

پاؤگے۔ کہتے ہیں کہ وہاں کہ جہاں کیلئے شیخ نے فرمایا تھا گیا تو واقعہ ایسا ہی دیکھا۔ ایک بکری کھڑی ہوئی اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی میں بکریوں کو ہانک لایا اور شہر آگیا۔ شیخ ابراہیم البطائحی رح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا حضرت رات میرا اونٹ کہیں چلا گیا اور اسپر سامان تھا۔ شیخ نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے عرض کیا حضرت یہ ہالا یہ شخص اپنے اونٹ کے جاتے رہنے سے پریشان ہے۔ فرمایا ابراہیم جب اس شخص نے کہا کہ میرا اونٹ گم ہے اس کے ہاتھ میں سکی نکیل دیکھی تھی پھر غیب سے ایک تلوار ظاہر ہوئی جس نے اس کے ہاتھ سے اسکی نکیل چھڑادی اور اسمیں اس کا رزق باقی نہیں رہا اب مجھے شرم آتی ہے کہ لوٹانیکی درخواست کی ساتھ پیش آؤں۔

ان کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک جنازہ حاضر ہوا اور اس میں شہر کے بڑے بڑے لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب میت کو دفن کرنیکے واسطے بیٹھے تو قاضی اور حاکم شہر اور خطیب ایک جانب بیٹھ گئے اور شیخ اور ان کے پیش دوسری جانب قاضی اور حاکم شہر اولیاء اللہ کی کرامتوں کے باب میں اور یہ کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے گفتگو کرنے لگے مگر خطیب ایک مرد صالح تھا جب یہ لوگ اٹھے کہ میت کے گھر والوں کی تعزیت کرائیں شیخ کے سلام کیلئے بھی حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا اے خطیب میں تمہارے سلام کا جواب نہیں دیتا۔ عرض کیا حضرت کیوں۔ فرمایا اس لئے کہ تم نے اولیاء اللہ کی غیبت کو رد نہیں کیا۔ اور انکی کوئی مدد نہیں کی پھر شیخ قاضی اور حاکم شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم دونوں اولیاء اللہ کی کرامتوں کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ تمہارے پیروں کے نیچے کیا ہے عرض کیا معلوم نہیں فرمایا تمہارے پاؤں کے نیچے ایک گڑھا ہے جس میں پانچ سیڑھیوں سے اترا جاتا ہے اسمیں ایک شخص اور اسکی بیوی مدفون ہیں اور وہ مجھ سے گفتگو کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں ان دونوں شہروں کا ایک ہزار سال سے بادشاہ ہوں ایک تخت پر وہ ہے اور ایک تخت پر اسکی بیوی ہے ہم سب اسی جگہ ٹھہرینگے جب تک کہ ان کو کھول نہ لیں۔ پھر آپ نے پھاوڑے منگائے جماعت سب کی سب حاضر تھی تو ان کو ایسا ہی پایا۔ جیسا کہ شیخ رح نے فرمایا تھا اور وہ گڑھا اب تک کھلا ہوا ہے اور ملیکے کنارہ پر نظر آتا ہے۔

شیخ صالح عابد متقی علی بن سعید معروف بہ الزیزبر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رح

سے جوانی میں بیعت کی تھی۔ مجھے بیت المقدس کی زیارۃ کا خیال ہوا۔ میں نے شیخ رح سے
اس کی اجازت طلب کی فرمایا بیٹا تم نوجوان ہو۔ مجھے تمہارا ڈر ہے۔ میں نے
اصرار کیا تو مجھے اجازت دے دی۔ اور فرمایا کہ میں اپنا باطن لوہے کے پنجرے کی طرح
تمہارے اوپر کئے دیتا ہوں اور مجھ سے فرمایا کہ جب تو دمشق کے دروازہ پر محل کے قریب
آئے تو گاؤں میں جانا اور وہاں شیخ علی بن جمل کو پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا۔ وہ
اولیاء اللہ میں سے ہیں کہتے ہیں جب میں اس گاؤں میں پہنچا۔ میں نے ان بزرگ کو پوچھا۔
لوگوں نے بتا دیا جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ان کے گھر والوں میں سے کوئی نکلا اور میرا
نام لے کر کہا علی اندر آجاؤ۔ کیونکہ شیخ نے تمہارے لئے تاکید کی تھی اور فرمایا تھا کہ تمہارے پاس
ایک درویش آئیگا جس کا نام علیؓ ہے اور وہ شیخ ابوبکر بن قوام کے متوسلین میں
سے ہے تم اس کو اندر آنے کی اجازت دے دینا۔ یہانتک کہ میں آجاؤں۔ میں اندر
آ گیا اور بیٹھا رہا یہانتک کہ شیخ آ گئے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ سلام عرض کیا۔ آپنے مرحبا فرمایا۔
اور فرمایا رات ہی میرے پاس شیخ آئے تھے اور تمہارے متعلق تاکید کر گئے تھے۔ اب
تم کو کوئی اندیشہ نہیں کیونکہ شیخ کا باطن لوہے کے پنجرے کی طرح تمہارے اوپر ہے میں کچھ
دن ان کے پاس رہا پھر بیت المقدس چلا جب وہاں پہنچ گیا تو ایک شخص کو شہر کے
باہر کھڑا دیکھا حالانکہ گرمی بہت تیز تھی میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا اور کہا بیٹا
تم نے تو آنے میں بہت دیر کر دی۔ میں صبح سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے اس سے ڈر
لگا۔ اور اندیشہ ہوا کہ یہی وہ اندیشہ والے ہونگے۔ انہوں نے فرمایا۔ اے علی ڈرو
مت شیخ میرے پاس آئے تھے اور تمہارے متعلق مجھے تاکید فرما گئے ہیں۔ میں ان کے
ساتھ ان کے گھر گیا۔ تو انہوں نے میرے سامنے کھانا رکھا اور فرمایا کھاؤ میں نے کھا لیا جب نماز کا وقت
آیا تو فرمایا اٹھو تاکہ حرم شریف میں نماز پڑھیں ہم دونوں اٹھے۔ اور حرم شریف جا پہنچے۔
اور پانچوں نمازیں پڑھیں اور گھر لوٹ آئے پھر جب رات ہو گئی وہ اٹھے اور صبح تک نماز پڑھتے
رہے۔ مجھے جاگتا ہوا محسوس کرتے تو بیٹھ جاتے جب میں سو جاتا کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے
میں ان کے پاس کئی روز رہا پھر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کیلئے چلا۔ وہ بھی

میرے ساتھ شہر سے باہر تک آئے اور مجھے رخصت کر دیا پھر جب میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے قریب پہنچا۔ تو چار ڈاکو نکل آئے جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تو یکایک ششدر رہ گئے اور میرے پیچھے دیکھنے لگے۔ میں نے بھی دیکھا کہ ایک شخص سفید لباس منہ پر نقاب ڈالے کھڑا ہے اس نے مجھ سے کہا تم اپنے راستہ پر چلتے رہو۔ میں چلتا رہا اور وہ میرے ساتھ ساتھ رہا حتی کہ میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ شہر کو دیکھ لیا اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا ہوا دعا کرتے دیکھا میں شہر میں داخل ہو گیا اور حضرت کی زیارت کی پھر جب واپس لوٹ کر آیا سب سے پہلے شیخ کے سلام کیلئے حاضر ہوا میں نے سلام کیا۔ تو شیخ نے وہ تمام باتیں مجھے بتائیں جو مجھے سفر میں پیش آئی تھیں اور فرمایا اگر وہ نقاب پوش نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے چھین لیتے تب مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ شیخ ہی تھے، رضی اللہ عنہ۔

شیخ ابراہیم بطائحی حرّ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے شیخ ابوبکر بن قوام حرّ کی زیارت کا قصد کیا تو چند جماعتوں کا راستہ میں ساتھ ہو گیا ان لوگوں نے شراب اور اس کی مجلس آلات کی باتیں کیں جب میں شیخ حرّ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔ یہ کیا حالت ہے میں نے عرض کیا۔ حضرت کیا؟ فرمایا تمہارے سامنے شراب اور آلات شراب تھے، میں نے عرض کیا حضرت میں ایسی جماعتوں کے ساتھ ہو گیا تھا، جو شراب کی باتیں کرتے تھے، مجھ پر اسی نے یہ اثر کر دیا ہے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے نیک لوگوں کے ساتھ رہا کرو اور بدوں سے پرہیز کیا کرو

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ مع اپنے متوسلین کے دمشق میں تشریف رکھتے تھے یکایک اتفاقاً آپ کی گردن جھک گئی۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا اسوقت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد کی مجلس وعظ میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے تو مشرق سے مغرب تک اللہ کے ہر ولی کی گردن جھک گئی۔ لوگوں نے اس تاریخ کو یاد کر لیا تو کچھ روز کے بعد بہت کثرت سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی یہ خبریں آئیں کہ آپنے اس تاریخ میں یہ فرمایا تھا۔ اسکو تحفۃ الانام میں بیان کیا ہے۔

اردو دی

مناوی رح کہتے ہیں کہ ابوبکر بن قوام امام نجم الدین صالحی بالسی جنکا نام محمد بن عمر ہے۔ شام میں شیخ المشائخ تھے، ان کی کرامتیں بہت ہیں اپنے متعلق خود بیان فرماتے ہیں کہ ابتداء ابتداء میں ان پر بہت حالات طاری ہوتے تھے، یہ اپنے شیخ سے عرض کرتے تو وہ ان کو بولنے سے جھڑک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم ان کی طرف التفات ہی نہ کرو حتی کہ ایک دن یہ اپنی والدہ کی زیارت کیواسطے چلے تو آسمان سے ایک وارسی سر اٹھایا تو ایک نور ہے گویا وہ ایک زنجیر ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض میں جڑا ہوا ہے۔ پھر ان کی کمر کے اوپر جمع ہو گئی انہوں نے اسکی ٹھنڈک اپنی پشت میں محسوس کی شیخ سے اطلاع کی تو فرمایا اب بولنے کی اجازت ہے پھر اس کے بعد یہ بڑے آدمی ہوئے ان کا شہرہ دور دور تک ہو گیا اور ان کا حال بہت عظیم ہو گیا خود فرماتے تھے کہ مجھے وہ حال عطا فرمایا گیا ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ بغداد مراکش کی جگہ ہو جائے یا اس کا عکس تو ایسا ہی ہو جائے اور آپ نے ایک جماعت سے جو انکے ہمراہ تھی فرمایا میں عرش کے ستون ایسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے تمہارے جو سے دیکھ رہا ہوں آپ کی وفات ۶۵۸ھ موضع علم میں ہوئی اور وہیں ایک تابوت میں دفن کر دیئے گئے تھے۔ پھر ۶۶۰ھ میں دمشق منتقل کئے گئے اور قاسیون پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے آپکی قبر مشہور ہے اور اسکی زیارت کیجاتی ہے ص ۱۳۲ کل ۲ صفحہ ۲۰ سطر ۱۳۲/۶

کتبی رح نے ابن خلکان کے حاشیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بہت بہت تعریفیں لکھی ہیں ۱۰ ح میں کہا ہے کہ ان کی وفات موضع علم میں ہوئی ہے اور وہیں دفن کئے گئے ہیں آپنے وصیت کی تھی کہ تابوت میں دفن کیا جائے اور اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔ کہ بیٹا ضرور ہے کہ میں کسی مقدس زمین کی طرف منتقل کیا جاؤنگا۔ پھر آپ دمشق منتقل کئے گئے اور اس کے ایک گوشہ میں زمرگھاٹی سے نیچے کو دفن کئے گئے۔ ص ۱۳۲ کل ۲ سطر ۱۳۲/۲۵

محمد بن عبداللہ بن الاستاذ الاعظم رح جو نفیلی مشہور تھے، بڑے علماء اور سادات اولیاء میں تھے، آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کی ہمشیرہ فاطمہ کے پاس ایک گائے تھی۔ حاکم شہر نے اس کو چھین لیا تھا۔ آپ نے سنا تو اس مکان کی دیوار کے پاس جہاں وہ گائے تھی۔ تشریف لائے۔ اور کچھ کلمات کہے۔ وہ دیوار گر گئی اور گائے اپنی مالکہ کے پاس لوٹ آئی۔

(باقی آئندہ)

اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت علوی رح کی اولاد کو جماعت الصبرات کی جانب سے ان کی وفات کے بعد کچھ اذیتیں پہونچیں تو ان کے بعض متوسلین نے خواب میں حضرت نقیبلی رح کو دیکھا فرماتے ہیں کہ میں نقیبلی ہوں اور یہ شخص ان کو حیات میں پہچانتا تھا۔ پھر چار جگہ اللہ اکبر کہا جب صبح ہوئی تو مشائخ صبرات میں چار کو ایسا پایا کہ ہر ایک اللہ اکبر کہنے کی جگہوں میں سے ایک ایک جگہ میں قتل کیا ہوا پڑا ہے اس کو المشرع الروی میں بیان کیا ہے

ص ۱۳۳ کل ۶ سطر ———— ۱۳۳/۱۶

ابو عبد اللہ محمد بن یحیی المعروف بابی شعبۃ الحضرمی رح فقیہ عالم صالح اور صالحیت میں مشہور تھے، ممتاز علماء کی ایک جماعت سے فقہ حاصل کیا اور خود ان سے بھی اور لوگوں نے فقہ حاصل کیا۔ شہر عدن میں ایک طویل عرصہ تک ایک مسجد میں محض لوجہ اللہ تعالے رہے ہیں۔ جس کو مسجد توبہ کہا جاتا تھا مگر جب ان کا قیام طویل ہوا وہ انہی کی طرف منسوب کیجانے لگی اور مسجد ابی شعبہ سے مشہور ہوگئی آپ سے لوگوں کو بہت اعتقاد تھا آپ کی زیارت کا ارادہ کر کے آتے تھے اور برکت حاصل کرتے تھے اور آپ سے بہت کرامتیں روایت کیا کرتے تھے۔

ص ۱۳۳/۱۹ کل ۲۴ سطر ———— ۱۳۴/۲۴

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ شمس الدین طبیقانی رح جو بڑا دولتمند تھا اس کو کوئی سخت مرض پیش آیا۔ یہانتک کہ یاس کی حالت ہوگئی وہ صبح صبح اندھیرے سے اٹھا اور اپنے گھر والوں اور دوستوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فقیہ ابوشعبہ کی زیارت کیلئے جاؤں پھر بعض اُن لوگوں کے سہارے سے جو اس کے پاس تھے فوراً اٹھا اور ان کے پاس آگیا فقیہ ابوشعبہ رح نے حال پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ کی برکت سے صحت ہوگئی ہے اور یہ اس طرح کہ میں موت کے قریب ہوگیا تھا اور زندگی سے بالکل مایوس ہوچکا تھا آج رات اپنے چچا زاد بھائی کو جو ایک عرصہ ہوا انتقال کرچکا ہے خواب میں دیکھا اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے چلا۔ ہم دونوں آپ کی اس مسجد کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ میں نے کہا ذرا مجھے چھوڑ دو۔ کہ میں اندر جاؤں اور حضرت فقیہ کو سلام کر آؤں اور تمہارے ساتھ جہاں کا تم ارادہ کرتے ہو چلا چلوں میں اندر آیا اور آپ کو سلام کیا اپنے بھائی کی بات عرض کی اور یہ کہ وہ میرا انتظار کر رہا ہے آپ نے

اس کھڑکی سے اسے جھانکا اور اس سے مسجد کی ایک کھڑکی کیطرف اشارہ کیا اور اس سے فرمایا
اے فلاں آجاؤ۔ تمہارا بھائی اسوقت تمہارے ساتھ نہیں جائیگا پھر میں بیدار ہوگیا تو اپنی فوری
صحت دیکھ لی مجھے معلوم ہوگیا کہ حضرت یہ آپ کی ہی برکت سے ہے ان فقیہ رح کی وفات سنہ ۶۷۶ھ
میں ہوئی ہے اس کو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔
محمد بن ابی المجد الحرانی رح آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ ایک روز ممالک محروسہ کے
شہر بیرہ کے قلعہ میں جامع مسجد میں بیٹھے تھے آپ سے ایک جماعت نے کسی ایسی کرامت
کی فرمائش کی جس سے قلوب کو اطمینان حاصل ہو جائے آپنے ایک خالی صراحی لی اور اسے فرات
سے بھر لیا حالانکہ ان کے اور فرات کے درمیان دو بلند قلعوں کی اونچائی کے برابر فصل تھا آپ سے
ایک جماعت نے کسی خاص سبب سے کرامت طلب کی تو آپ نے جامع مسجد مذکور کی جالی سے
اپنا ایک پاؤں فرات کی طرف لٹکا دیا۔ اور پانی سے بھیگا ہوا اٹھا لیا۔ اور ان شیخ رح محمد رح کی
خدمت میں شہر بیرہ کا فرمان نویس رہا ہے اور وہ مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا۔ ایک دن فرات
کے کنارے کنارے شیخ کی ہمراہ جا رہا تھا۔ عرض کیا کہ حضرت میں مسلمان تو ہو گیا ہوں۔ مگر نہ مجھے
کوئی دلیل معلوم ہوئی۔ نہ کوئی اطمینان کرنے والی بات دیکھی آپ مقام تمکین کے بزرگوں
میں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی کرامت دکھاویں جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے
فرمایا کیا یہ کوئی ضروری بات ہے عرض کیا جی ہاں تو آپ فرات کے عرض کے نصف تک پانی کے
اوپر اوپر چلے گئے اور پھر لوٹ آئے اور اسکی مسافت تقریباً تین سو قدم تھی پھر جوتہ نکال کر
جھاڑا تو اس سے غبار اڑا۔ یہ فرمان نویس شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دینے لگا۔
اور عرض کیا کہ اب میرا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ رب العالمین کیلئے اسلام لے آیا یہ شیخ محمد حرانی
بہت بڑے لوگوں بہت ممتاز اولیاء اور سربرآوردگان طریق میں سے ہیں مضافات حلب سے
شہر بیرہ میں آرہے تھے اور کوئی تین ماہ قیام کیا بہت کرامتیں دکھائیں۔ اور ایک قوم کی قوم
نے آپ سے ہدایت پائی ہے پھر اسی شہر میں سنہ ۶۸۰ھ میں آپ کی وفات ہو گئی اور عیدگاہ میں
شیخ عمر شیرازی کی قبر مبارک کی شمالی جانب دفن کئے گئے اس کو سراج رح نے بیان کیا ہے

صفحہ ۱۲۲ کل ۲۹ سطر ——— صفحہ ۱۲۲/۲۲

ابوعبداللہ محمد بن عباس الشعبی ۔ ان کی اصل اشعوب[۵] میں سے ہے جو دملوہ کے ایک گوشہ کے مشہور پہاڑ شامع پر رہتے تھے ۔ فقیہ عالم ۔ عامل متقی زاہد تھے ۔ بڑے بڑے علماء سے فقہ حاصل کیا اور خود ان سے بھی بڑے بڑوں نے فقہ حاصل کیا ہے اور ایک مدت تک شہر لعزبین قاضی رہے ہیں پھر تقوے کی وجہ سے یہ عہدہ چھوڑ دیا تھا ۔ آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں جنمیں یہ بھی ہے سکہ فرماتے ہیں میں شہر جند کی مسجد میں آیا جایا کرتا تھا اور وہاں جماعت سے نماز پڑھتا تھا ۔ کیونکہ مجھے اس مسجد کی فضیلت کی خبریں ملی تھیں تو جب امام اللہ اکبر کہتا تھا ۔ میں اوپر ہوا میں ایک جماعت کے تکبیر کہنے کی آواز سنتا تھا اور وہ امام کی نماز کیساتھ نماز پڑھا کرتے تھے ، آپ کی وفات سنہ ۶۸۷ھ میں ہوئی ہے اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے ۔

ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن ابی السعود ہمدانی ۔ فقیہ عالم فاضل صالح عامل قراءتوں اور روایتوں والے ہیں ان پر عبادت بہت ہی غالب تھی اور زہد و تقوے کیساتھ ساتھ سب لوگوں سے زیادہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے آپکے رہنے کا مقام موضع فرادی تھا ۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل دینے والوں میں فقیہ ابوبکر تباعی بھی تھے ان کی آنکھیں آشوب سے صحتیاب ہو رہی تھیں ۔ ان بزرگ کی ناف میں جو پانی جمع ہو گیا تھا انہوں نے اسکو اپنی آنکھوں پر لگا لیا تو اس کے بعد کبھی ان کی آنکھیں نہیں دکھیں ۔ ان فقیہ رح کی وفات سنہ ۶۹۰ھ میں ہوئی ہے اس کو شرجی رح نے بیان کیا ہے ۔

محمد الحلیق اور ترکی زبان میں طریق محمد رح آپ باباطریق کہلاتے تھے ماردین قلعہ کے مواضعات میں سے ہنر خابور کے اخیر پر رہتے تھے آپ کے شاگردوں اور معتقدین کی ایک بڑی جماعت تھی صفحہ ۱۳۴/۲۲ کل ۱۲ سطر ——— ۱۳۵/۲۴

سراج رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ ہم سے روایت کیگئی ہے کہ محمد حلیق رح نے ایک جماعت کو فرمایا ۔ کہ یہ تاتاری ہیں اور ضرور ہے کہ یہ اسلام لے آئیں گے اور شاش لباس پہنیں گے اور سب شہر ایک ہو جائیں گے جسوقت انہوں نے یہ فرمایا تھا ۔ وہ لوگ اسوقت کفر اور طرح طرح کی گمراہیوں میں بہت

---

[۵] ذوالشعبین حسان بن سہل شاہ حمیر کی اولاد معرو عرب میں اشعوب شام میں شعیبا ۔ نمیین ۔ کوفہ میں شعبیین اور یمن میں آل ذی الشعبین کہلاتی ہے ۱۲ مترجم [۶] اس زمانہ میں خاص وضع ہوگی ۱۲ مترجم ۔

شدت سے مبتلا تھے۔ مگر پھر جیسے انہوں نے کہا تھا ہو کر رہا۔ صفحہ ۱۳۵/۲۵ کل ۲ سطر ———— صفحہ ۱۳۵/۲۹
اور آپ اکثر ہیر کھایا کرتے تھے سراج رح کہتے ہیں کہ بعض سچے لوگوں نے بیان کیا ہے انہوں نے
آپ سے عرض کیا کہ آپ کو خدا کی قسم مجھے بھی اس میں سے کھلائیے جو آپ کھایا کرتے ہیں آپ نے انکو بھی
ایک ہیر دے دیا انہوں نے کھایا تو بہتر سے بہتر حلوا تھا اور ہم جانتے ہیں کہ شیخ اس سے بہت دور
تھے صفحہ ۱۳۵/۳ کل ۲ سطر ———— صفحہ ۱۳۵/۲۴

ابو عبد اللہ محمد بن اسعد بن علی بن فضل الصعبی رح معروف بہ جعیم۔ فقیہ عالم متقی صالح
تھے آپ کا درس بابرکت تھا اور صاحب افادات وکرامات تھے روایت کیا جاتا ہے کہ آپکے پاس
ایک جماعت تفسیر نقاش پڑھتی تھی، ایک ان لوگوں کو علم نحو کا ایک سوال آیا جمیں سبکی
سب جماعت حیران رہگئی ان فقیہ رح سے جواب کی فرمایش نہیں کر سکتے تھے اور خود معلوم نہیں کر سکے
کیونکہ جانتے تھے کہ فقیہ رح کو علم نحو میں دستگاہ نہیں ہے اس لئے اس سائل کو سوال کا جواب دینے
اور حل کی ہوئی تدبیر نہ ہوسکی تو فقیہ رح کی خدمت میں پیش کیا مگر خیال تھا کہ جب آپ اسکو دیکھیں گے
انہی میں سے کسی ایک کو اشارہ فرمائیں گے کہ وہ جواب دیدے مگر آپنے دیکھا تو قلم اٹھایا اور ایسا
کافی شافی جواب جیسے علماء نحو میں سے کوئی ماہر فن لکھ سکتا تھا لکھدیا اور جماعت کو دیدیا -
جماعت نے غور کیا تو بہت پسند کیا اور بہت تعجب کیا اور اسکو حضرت فقیہ رح کی کرامت قرار دیا
آپ کی کرامتوں میں وہ بھی ہے جسکو جندی رح نے فقیہ صالح بن عمر سے روایت کیا ہے۔ کہتے ہیں
کہ کتاب مذکور کا سبق میں تو پڑھا کرتا تھا اور سب سنا کرتے تھے اور فقیہ رح اثنائے درس میں کبھی کبھی نعل
جاتے تھے یہانتک کہ غالب گمان یہ ہوتا تھا کہ آپ سن نہیں رہے ہیں میں نے ایک روز یہ ارادہ
کیا کہ پڑھنا بند کردوں تو ناگاہ دیکھتا ہوں کہ فقیہ رح کی جگہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف فرما ہیں اور فرمارہے ہیں صالح پڑھو میں پڑھنے لگا پھر فقیہ رح سنا ہی کے بعد آنکھیں کھول
دیں اور صرف میری طرف متوجہ ہو کر تبسم فرمایا حضرت فقیہ رح کی کرامتیں اور آپکی بزرگی کی علامتیں
بہت ہیں آپ کی وفات محرم مستہند میں ۶۹۴ھ میں واقع ہوئی ہے اسکو شرجی رح نے
بیان کیا ہے۔

محمد بن ابی جبرہ رح رفیع المرتبہ عظیم الشان ہوئی تھے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی

زیارت بیداری میں کیا کرتے تھے بعض لوگوں نے اس پر انکار کیا۔ ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو اذیت دی تو آپ گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور دس سال تک سوائے جمعہ کے اور کسی وقت نہیں نکلتے تھے۔ آپ کی وفات ساتویں صدی میں ہوئی ہے اس کو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد ابن الشیخ ابی بکر العرودک رح بڑے ممتاز اور طریق کے سربرآوردہ لوگوں میں ہیں سراج کہتے ہیں۔ اہل منبج وغیرہ کی ایک جماعت سے روایت کی گئی ہے وہ سب کہتے ہیں کہ یہ لوگ ۶۵۸ھ میں تاتاریوں سے بھاگ کر اپنے گھر والوں کے پاس سلمیہ مقام کے ایک پہاڑ پر پہنچے جو حمص سے ایک منزل ہے تو جب بدھ کے روز عصر کا بعد ہوا شیخ محمد موصوف نے لڑائی کی سی تیاری کی کمر باندھی اور اپنے خیمہ کا ایک بانس یا کوئی اور ایسی چیز لی اور ہوا میں مدہوش ہو کر کھلم کھلا لڑنے لگے آپ کے چاروں طرف جماعت بیٹھی جاتی تھی کہ آپ اس وقت کسی اہم کام میں ہیں اور اگلے دن جمعرات کے روز اسی وقت تک ایسا کرتے رہے پھر مردے کی طرح گر پڑے اور جو جو چیز ان کے بدن پر تھی وہ اور تمام بدن اور لکڑی سب خون میں لتھڑا ہوا تھا پھر کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو لوگ آپ کے گرد تھے اور رو رہے تھے سینے آپ کے ہاتھوں پیروں کو بوسہ دیا اور ماجرا دریافت کیا آپ نے بتایا کہ آپ نے تاتاریوں کے افسروں سے لڑائی کی ہے اور ان میں کے بڑے افسر کو قتل کر دیا ہے اور وہ آج شکست کھا جائیں گے اور پھر معلوم ہوا کہ تاتاریوں کو اسی جمعرات ۲۶ رجب ۶۵۸ھ میں شکست ہو گئی ہے شیخ موصوف الصدر نے ۶۷۰ھ میں شہید ہو کر وفات پائی ہے تاتاریوں میں سے ایک شخص نے آپ کو شہید کر دیا تھا۔ اور آپ نے ایسا ہونے سے پہلے اس کی اطلاع کر دی آپ منبج کے قریب قاطر کے اوپر دفن ہوئے ہیں اور قاطر منبج سے قبلہ کی جانب تین گھنٹہ کے راستہ پر ایک کشادہ مقام ہے

صـ ۱۳۶/۲۲ کل ۲۵ سطر ——— صـ ۱۳۷/۲۵

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن احمد بن شبیر رح آپ فقیہ عالم اور عابد کامل تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی بہت سی مشہور کرامتیں اور معروف اشارات ہیں صـ ۱۳۸/۱ کل ۲ سطر

——— صـ ۱۳۸/۹ خود انہی سے نقل کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے والد صاحب

ان کو شیخ ابو الغیث بن جمیل کے پاس دعا و برکت حاصل کرانیکے لئے لیگئے تھے یہ اسوقت بچہ ہی تھے، انکو مکشوف ہوا کہ شیخ ابو الغیث رح کے دو آنکھیں اور ہیں جن سے وہ پیچھے کو دیکھ لیتے ہیں انہوں نے اپنے والد صاحب سے اور انہوں نے شیخ رح سے عرض کر دیا تو فرمایا کہ خدا کی قسم بیٹا تمہارے سوا نہیں کوئی نہیں دیکھ سکا پھر شیخ نے ان کے نام اور عظمت کے بلند ہونے کو ظاہر کیا تو ایسا ہی ہوا جیسا شیخ نے فرمایا تھا، آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے۔ کہ ایک شخص نے ان سے زیادہ مشہور کسی کو نہ دیکھا تو وادی زبید سے ان کے مکان تک ان کی ملاقات کے قصد سے چلا اور ایک زبردست مرض کی شکایت کی جو اس کے پیر میں ہو گیا تھا اور اس کے علاج سے طبیب عاجز ہو گئے تھے شیخ نے اپنی انگلی سے ہی داغ دیدیا آگ نہیں لی بلکہ انگلی سے کچھ خطوط سے کھینچ دیئے اور فرمایا اب انشاء اللہ تعالے تمکو نہ شکایت ہوگی اسکا درد اسیوقت جاتا رہا پھر سات روز بعد ان خطوط کی جگہ سے کچھ داغ دینے کا سا نشان پھٹکر نکل آیا اور پھر اس کو یہ مرض کبھی نہیں ہوا ۱۳۵/۱۶ کل ۷ سطر —————— ۱۳۵/۲

آپ کی وفات ۷۱۸ھ میں آپ کی ہی آبادی میں ہوئی ہے جو یمن میں بیت حسین شہر کے قریب بیت الفقیہ نام سے انہی کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہے آپکی اور آپکی اولاد و اہلیہ کی قبریں بھی وہیں ہیں آپ کی قبر پر زیارت و برکت کیواسطے قصد کر کرکے لوگ آتے رہتے ہیں اور وہ مشہور ہے اس کو امام شرجی زبیدی نے بیان کیا ہے اور یہ اولاد جنکی ایک نیک خاندان ہے کوئی زمانہ ایسا خالی نہیں جاتا۔ کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ولایت کیساتھ مشہور نہ ہو۔

محمد بن محمد بن سعید رح الذہبی صوفی یمنی عالی مرتبہ مشہور الذکر صاحب احوال و کرامات شیخ ہیں امام یافعی رح کہتے ہیں۔ کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کسی جنگل میں فروکش ہوتے تو وہاں نہریں پھوٹ پڑتی تھیں لوگ منتقل ہو ہو کر وہاں آجاتے اور اس میں درخت لگانے اور کھیتی کرنے لگتے جب وہ سرسبز ہوجاتی پھل پھول آجاتے۔ اور اہل دنیا جناب شیخ اور ان کے متوسلین کیساتھ خلط ملط کرنے لگتے تو پھر کسی اور کلر جنگل میں منتقل ہوجاتے پھر وہ بھی باغ بنجاتا تھا اور ایسے ہی ہوتا رہتا تھا دنیا آپ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی۔

اور آپ اس سے بھاگتے رہتے تھے آپ کی وفات سنہ ۷۲۰ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رح نے ذکر
کیا ہے پھر میں نے اس بیان کو زبیدی رح کی طبقات الخواص میں دیکھا ہے مگر انہوں نے
تاریخ وفات نہیں لکھی ہاں یہ لکھا ہے کہ ان کے ایک لڑکے تھے جنکا نام محمد اور لقب غزالی
تھا جو اپنے والد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے تھے اور جب شیخ کی وفات ہوئی۔ تو ایک
پوتا ان مذکور الصدر صاحبزادے کا بیٹا اور ایک اور صاحبزادہ جنکا نام عبد اللہ تھا اور وہ فقیہ و فاضل
تھے رہے تھے اور ان کی جگہ اور رباط میں اچھے جانشین رہے یہانتک کہ سنہ ۷۲۰ھ میں انتقال کر گئے
تو اب تم دیکھو کہ زبیدی رح نے یہ تاریخ ان عبد اللہ کی بیان کی ہے نہ کہ خود شیخ محمد بن معبد کی
جیسے کہ مناوی رح نے بیان کی ہے واللہ اعلم ص ۱۳۸/۲۱ کل ۱ سطر ———— ص ۱۳۹/۱۵

ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن الکیت بن سود بن الکمیت المعروف بابی حربہ رح

ان کا لقب ابوحربہ یعنی نیزہ والا اس لئے ہوا تھا کہ انہوں نے ایک ظالم کیطرف انگلی سے نیزہ
کی طرح سے اشارہ کر دیا تھا تو اسے مار ڈالا تھا اس کے بعد سے وقتی طور سے یا مذاق میں بھی کسی کی
طرف انگلی سے اشارہ کرتے تو انگلی کو اس کی طرف سے موڑ کر کرتے تھے اور یہ حضرت اللہ
تعالیٰ ہم سب کو ان سے نفع پہنچائیں۔ ابتداء حالات میں فقیہ ہو گئے تھے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ و
سلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمارہے ہیں اے محمد لوگوں کی حاجتوں میں اٹھ کھڑے ہو۔ اور تمہارے
واسطے گرم لباس بقدر کفایت روزی اور تکمیل حوائج ہے انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
میں یہ چاہتا ہوں کہ علم میں مشغول رہوں حضور نے دوبارہ پھر وہی ارشاد فرمایا اور پھر تیسری
بار بھی فرمایا اور یہ بھی عرض کرتے رہے حضور نے فرمایا تم کو کیا ہو گیا ہے کہ مخالفت کرتے ہو۔
یہ فقیہ رح کہتے ہیں میں جب بھی کسی حاجت کے لئے اٹھتا آسمان میں لکھا ہوا دیکھ لیتا تھا کہ یہ پوری
کی جائیگی یا نہیں کیجائے گی اور چل یا مت چل اور میں جب چلتا ہوں تو ایک نور کا علم زمین سے آسمان
تک جس کو قدرت الٰہیہ ہی اٹھائے ہوئے ہوتی تھی۔ جہاں بھی میں جاتا میرے آگے آگے ہوتا تھا
اور ان فقیہ رح کی کرامتیں بہت ہیں جو مشہور ہیں ص ۱۳۹/۲۱ کل ۷ سطر ———— ص ۱۳۹/۲۲
جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپنے ایک مرتبہ ایک بہت بڑے قافلہ کیساتھ حج کیا جب خشکی کے راستہ میں
مقام محرم میں پہنچے تو جو کنواں وہاں تھا اس کو بند اور دفن پایا۔ اور پانی نہ ملا سب لوگ بہت

سخت پیاس میں مبتلا ہوگئے یہانتک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو پانی کے ملنے کے لئے فقیہ رح کے پیچھے پڑ گئے آپنے اپنے لڑکے کو گھاٹی کے سرے پر بھیجا اور فرمایا کہنا لے وادی لڑکے نے ایسا ہی کیا وہ آیا تو ایک سیلاب اس کے پیچھے پیچھے تھا سب نے پانی پیا اور سیراب ہوگئے۔ آپ کی یہ کرامت چونکہ دیکھنے والے بہت تھے بہت مشہور ہوگئی۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ میں اور شیخ صالح ابراہیم اللحائی میں مابقہ رہنا سمجھا محبت اخوت فی اللہ تھی شیخ ابراہیم بہت زیادہ بیمار ہوگئے یہانتک کہ زندگی سے مایوسی ہوگئی۔ تو فقیہ رح اور ان کے متوسلین ان کی موت کے وقت پر حاضر ہونیکے لئے آگئے۔ مجمع میں سے کسی نے فقیہ رح سے کہا حضرت اگر آپ ان کو کچھ مہلت دے دیتے تو اچھا تھا ان پر ایک حال طاری ہوا جسکی وجہ سے وہ بے حواس ہوگئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا میں نے دس سال کی مہلت دے دی ہے شیخ ابراہیم اپنے اس مرض سے اچھے ہوگئے، اور دس سال کے بعد ہی انتقال فرمایا اور ان دس سال میں ان کے اولاد بھی ہوئی ہے جو دس سالہ اولاد کہلاتی تھی۔ اس کو فقیہ حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے ص ۱۳۹/۴۵ کل ۹ سطر

ص ۱۴۰ ان فقیہ رح کی وفات ۲۳ ھ میں موضع مریحہ میں جو وادی مور کی جانب ہے واقع ہوئی ہے اور وہیں آپ کی قبر ہے جس کی زیارت کیجاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کیجاتی ہے اور دور دور کے مقامات سے لوگ آتے ہیں اس کو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی المجد المرشدی رح ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں بیان کیا ہے کہ میں نے اسکندریہ کے قیام کے زمانہ میں شیخ صالح عابد مخلوق سے یک سوغیب سے خرچ کرنے والے ابو عبداللہ المرشدی کو جو بڑے اولیاء اللہ اور صاحب کشف بزرگوں میں تھے سنا کہ وہ مقام منیۃ بنی المرشد میں گوشہ نشین ہیں اور وہاں انکا ایک حجرہ ہے۔ جسمیں وہ تنہا ہیں نہ کوئی خادم ہے نہ کوئی ساتھی امراء و وزراء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ہر روز متفرق لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آتی ہیں وہ سب کو کھانا کھلاتے ہیں

ف۔ یعنی دعا کردیتے کہ حق تعالے ان کو بھی اور زندہ رکھیں ۱۲ مترجم

(باقی آئندہ)

اور ہر شخص یہ نیت رکھتا ہے کہ اُن کے یہاں کچھ کھانا یا پیسل یا مٹھائی کھائے یہ ہر ایک کو وہی دیتے ہیں جس کی وہ نیت رکھتا ہے اور بسا اوقات یہ چیزیں بغیر موسم میں ہوتی ہیں۔ فقہاء فرمان حاصل کرنے کیلئے آستانہ پر آتے تقرر و معزولی کرتے ہیں اور اُن کے یہ سب حالات شائع اور متواتر ہیں ابن بطوطہ کہتا ہے کہ میں نے بھی کئی بار اُن کی خدمت میں حاضری دی ہے۔ میں بھی اسکندریہ سے ان شیخ نفعنا اللہ کی زیارت کیلئے چلا۔ ابن بطوطہ نے بیان کا سلسلہ یہاں تک پہونچایا کہ میں ان شیخ رح کے حجرہ پر نماز عصر سے پہلے پہونچ گیا اور سلام عرض کیا جب اندر پہونچا تو آپ کھڑے ہوگئے معانقہ کیا اور نماز کی امامت کیلئے مجھے آگے بڑھا دیا پھر جب میں نے سونے کا قصد کیا تو شیخ نے فرمایا کہ حجرہ کی چھت پر چڑھ جاؤ میں چڑھ گیا زمانہ گرمی کا تھا وہیں سوگیا میں حجرہ کی چھت پر سو رہا تھا کہ خواب دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے پرندہ کے پنکھ کے اوپر ہوا اور وہ مجھے قبلہ کی سمت میں اڑائے لئے جارہا ہے داہنی طرف کو جارہا ہے پھر مشرق میں چلا پھر جنوب کے گوشہ کو جارہا ہے پھر مشرق کے گوشہ میں دور تک جارہا ہے پھر ایک سیاہ رنگ سبز زمین پر اُتر پڑتا ہے اور مجھے وہاں چھوڑ دیتا ہے میں اس خواب سے متعجب ہوا اور میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر شیخ کو میری خواب کا کشف ہوگیا تو شیخ ویسے ہی ہیں جیسا بیان کیا جاتا ہے میں صبح کی نماز کیلئے حاضر ہوا تو مجھے شیخ نے امامت کیلئے بڑھا دیا پھر بلایا اور خواب کے بیان کرنے کو فرمایا میں سب خواب بیان کردیا۔ فرمایا تم عنقریب حج کروگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوگے پھر بلاد یمن و عراق اور بلاد ترک بلاد ہندوستان کی سیاحت کروگے اور وہاں ایک طویل مدت تک رہوگے تم وہاں ہمارے بھائی دلشاد ہندی سے بھی ملوگے وہ تمہیں ایک مصیبت سے نجات دلائینگے جس میں تم پھنس جاؤگے پھر مجھے کچھ روغنی ٹکیاں اور چند درہم عطا فرمائے پھر میں نے انکو الوداع کہا اور واپس آگیا۔ جب سے میں اُن سے جدا ہوا ہوں اپنے سفروں میں ہمیشہ بہتری ہی بہتری دیکھتا رہتا ہوں اور مجھ پر اُن کی بہت برکتیں ظاہر ہوئی ہیں پھر میں جن حضرات سے ملا ہوں سوائے سیدی مولد دلی کے جو ہندوستان میں تھے اور کوئی اُن جیسا نہیں ملا ابن بطوطہ کا کلام ختم ہوگیا۔

مناوی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ تمام دیار مصر کے مقتدا اور بہت خشوع کرنے والے تھے اور کسی سے

کچھ قبول نہیں فرماتے تھے آپنے ایک رات میں ایک ہزار سے زائد اشرفیاں خرچ کی ہیں اور جو شخص بھی ان کے حال کا انکار کرتا تھا جب انکے پاس پہونچ جاتا اس کا خیال بدل جاتا تھا ابن سید الناس وغیرہ ایسے ہی لوگوں میں تھے اور جب کوئی اُنکے حجرہ پر آتا اور نماز کا وقت آجاتا تو جو اذان دیا کرتا ہے اُسکو اذان دینے کا اور جو امامت کیا کرتا ہے اُسکو امامت کا اور جو خطبہ دیا کرتا ہے اسکو خطبہ دینے کا بغیر اسکے کہ اُن میں سے کسیکو بھی پہچانتے ہوں اشارہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ حسین شکل نورانی صورت جمیل ہیأت خوش خلق اور بہت تلاوت کرنے والے تھے دوں کی باتوں پر بھی گفتگو کیا کرتے تھے جو کبھی غلط نہیں ہوتی تھی مجذوبانہ بات بہت کہتے تھے اچھے عقائد تھے حکومت میں بھی بہت بڑی عزت تھی اور بہ جو حالات اُن کے نقل کیے گئے ہیں ایسے حالات اگلے زمانہ میں بھی نہیں سنے گئے

آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ ہر شخص کے واسطے وہ چیز حاضر فرماتے تھے جو وہ چاہتا تھا بلکہ ایسی چیزیں بھی جو نا معلوم اور دمشق میں نہ ملتی ہیں اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ تندرست اور بالکل اچھے تھے آس پاس کی بستی والوں کو بلایا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں جب سب آگئے آپ تنہا اپنے حجرہ کے خلوت خانہ میں چلے گئے اور بہت دیر لگا دی لوگوں نے تلاش کیا تو مُردہ پائے گئے آپکے پاس کھانے بہت ہوتے تھے اور کچھ معلوم نہیں کہاں سے لائے جاتے تھے کسی سے کچھ قبول بھی نہیں فرماتے تھے قرآن شریف حفظ فرماتے تھے اور حدیث کو سنا بھی ہے۔

میں نے نفح الطیب میں دیکھا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ محمد بن مرزوق تلسانی خطیب نے اپنے کسی حاشیہ میں لکھا ہے کہ میرے والد کے پیروں میں سے سیدی محمد المرشدی بھی ہیں والد صاحب نے ان سے مشرق کے سفر میں ملاقات کی تھی اسوقت مجھے بھی ساتھ لیا تھا اور میں نو سال کا تھا ہم شیخ کے پاس اترے تو نماز جمعہ کا وقت تھا اور شیخ کی عادت یہ تھی کہ مسجد میں ہی سے امام بنا دیتے تھے اور اُس روز بڑے بڑے فقہا میں سے اس قدر جمع تھے کہ ایسے لوگوں کا اُس مجلس کے علاوہ اور کہیں جمع ہونا بھی مشکل تھا کہتے ہیں کہ نماز کا وقت قریب آگیا تو فقہا اور خطیبوں میں سے جو حضرات تشریف رکھتے تھے آگے بڑھائے جانے کا انتظار کرنے لگے

شیخ باہر تشریف لے آئے اور دائیں بائیں دیکھا میں اپنے والد صاحب کے پیچھے بیٹھا تھا۔
مجھ پر نظر پڑ گئی تو فرمایا محمد آ، میں انکے ساتھ اٹھ گیا اور خلوت کی جگہ پہونچ گیا تو شیخ نے مجھے
فرضوں شرطوں اور سنتوں کے باب میں بحث فرمائی۔ میں نے وضو کیا اور خوب خلوص نیت
سے کیا شیخ کو میرا وضو پسند آیا میرے ساتھ مسجد میں تشریف لے آئے اور مجھے ممبر کی
طرف کھینچا اور فرمایا محمد ممبر پر چڑھ جاؤ میں نے عرض کیا حضرت خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ
میں کیا کہوں گا فرمایا چڑھ جاؤ اور مجھے وہ تلوار دیدی جس پر سہارا لیکر وہاں خطیب خطبہ
دیا کرتا تھا میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ جب اذان دینے والے فارغ ہو جائینگے تو کیا کہوں گا جب
اذان دینے والے فارغ ہو گئے شیخ نے مجھے آواز دی اور فرمایا محمد اٹھو اور کہو بسم اللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا
ہوا اور میری زبان ایسی چلی کہ مجھے معلوم نہیں کیا کہا ہاں یہ بات تھی کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میری طرف
دیکھ رہے ہیں اور میری تقریر کے وقت میں آپ نے میرا خطبہ ختم کر لیا اور اترا تو فرمایا محمد تم نے بہت اچھا خطبہ دیا ہمارے
نزدیک تمہاری میزبانی یہ ہے کہ ہم تم کو خطیب مقرر کر دیں اور جبتک تم اس منصب پر رہو اور
زندہ رہو دوسرے کا خطبہ نہ پڑھا پھر میں نے سفر ترک کر دیا اور حج کیا۔ والد صاحب نے تو وہیں
رہنے کا ارادہ فرما لیا اور مجھے لوٹ جانے کا حکم دیا تاکہ چچا صاحب اور تلمسان میں کے دوسرے
رشتہ داروں کیلئے باعث انس بنا رہوں اور مجھے حضرت مرشدی صاحب کی خدمت
میں رہنے کا حکم دیا میں آپ کی خدمت میں رہا۔ آپنے والد صاحب کے متعلق دریافت فرمایا۔
میں نے عرض کیا وہ آپ کی دست بوسی کرتے اور سلام عرض فرماتے تھے پھر مجھے فرمایا آگے
آ اور اس کھجور کے درخت سے لگ جا کیونکہ جناب شعیب یعنی ابو مدین رحمہ نے اسکے قریب تین
سال تک عبادت کی ہے پھر آپ دیر تک کیلئے خلوت خانہ میں تشریف لیگئے پھر باہر تشریف
لائے اور مجھے سامنے بیٹھے رہنے کا حکم فرمایا اور فرمایا محمد تیرے والد صاحب کے دوستوں اور
بھائی بندوں میں سے ہیں اگر تو اے محمد! گر تو نے سمجھا ہو یہ اس کی طرف اشارہ تھا
جس میں وہ مبتلا تھے یعنی اہل دنیا کے میل جول اور شرکت وغیرہ میں۔ پھر فرمایا تو اپنے والد کی
طرف سے تشویش میں ہے خیال کرتا ہے کہ وہ بیمار ہیں اور اپنے شہر کی طرف سے بھی تو تیرے
والد تندرست و عافیت سے ہیں اور وہ اس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ممبر کی داہنی

جانب ہیں اُن کی داہنی جانب خلیل مالکی اور بائیں جانب احمد قاضی مکہ مکرمہ ہیں (۱)
تمہارا شہر پھر آپ نے بسم اللہ پڑھی اور زمین پر ایک دائرہ کھینچا پھر کھڑے ہو گئے اور ایک
ہاتھ کو دوسرے پر رکھ لیا اور انکو اپنی پشت کی طرف کر لیا پھر دائرہ کے چاروں طرف
پھرنے لگے اور تلمسان تلمسان فرمانے لگے کئی بار دائرہ کا چکر کاٹا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے
بارہ میں حاجت پوری کر دی میں نے عرض کیا حضرت کیسے۔ فرمایا انشاء اللہ اللہ تعالےٰ
اُن بچوں اور عورتوں کی جو اُس میں ہیں پردہ پوشی فرما دینگے اور یہ شخص جس نے محاصرہ
کر رکھا ہے اُسکا مالک ہو جائیگا یعنی سلطان ابوالحسن اور اُنکے واسطے یہی بہتر ہے پھر
بیٹھ گئے اور میں بھی سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا اے خطیب میں نے عرض کیا حضرت آپ کا خادم
اور غلام فرمایا میرا خطیب بنجا تو تو خطیب ہی ہے اور مجھے کچھ باتوں کی خبر دی اور فرمایا ضرور ہے
کہ تو فرنی جامع مسجد میں خطبہ دیگا پھر مجھے چند چھوٹی چھوٹی روغنی ٹکیاں عطا فرمائی اور یہ
زاد راہ دیکر سفر کا حکم فرما دیا اور تلمسان کا حال یہ ہوا کہ جیسے شیخ نے فرمایا تھا اُسمیں مریتی
(سلطان ابوالحسن) داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بچوں اور عورتوں کی پردہ پوشی فرمائی
اور یہ حضرت مرشدی صاحب ولایت میں تصرف فرماتے تھے جیسے کہ حضرت ابی العباس
سبتی تصرف فرماتے تھے خدا تعالیٰ ہم سب کو ان دونوں سے نفع پہونچائیں۔
مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی وفات رمضان ۷۴۳ھ میں ہوئی ہے اور بعض میں
نیۃ المرشد میں بلاد مصر میں فوت کے قریب مدفون ہوئے ہیں۔
محمد بن عبداللہ بن علوی استاذ اعظم کے صاحبزادے عارفین کے اماموں
اور بڑے علمائے باعمل میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ توسلین میں سے کسی
کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپکے کپڑوں میں سے پانی
ٹپک رہا تھا ان صاحب نے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے متوسلین میں سے بعض کا جہاز
پھوٹ گیا تھا انہوں نے مجھسے مدد مانگی تو میں نے اُس میں اپنا کپڑا لگا دیا تھی کہ اُن لوگوں
نے اس پھٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

عـہ لیعنی پیری برکت ۱۲ منہ چاہیے ۱۲ حضرت اقدس

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے لوگوں میں مہمان ہوا انہوں نے کسی خاص کہانیکا اہتمام نہیں کیا معمولی کہانے سے اُس کی میزبانی کی اور یہ کہا کہ ہمارے سوائے اُس گہی کے جسکی ہم نے حضرت محمد بن عبد اللہ کیلئے منتؔ مان رکہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ اُس نے کہا میں خود اپنے ہاتھ سے اُس میں سے لیلونگا اُسنے ہاتھ بڑہایا تو ایک سانپ تھا جو اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس شخص نے اپنی حرکت سے توبہ کی تو پھر سانپ کا گہی بن گیا جب یہ تریم پہونچا جہاں حضرت سید صاحب مقیم تھے آپکے پاس سلام کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے اُسکے بولنے سے پہلے ہی کشف سے سب ماجرا بتادیا۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپکے چچازاد بھائیوں میں سے کسی نے آپکے واسطے اپنے دل میں پانچ اشرفیوں کی منت مانی تھی جب وہ آپکے پاس آئے آپنے اشرفیاں طلب فرمائیں انہوں نے عرض کیا میں نے کب پیش کرنے کا قصد کیا تھا آپنے فرمایا کہ فلاں روز جب کہ تم فلاں کشتی میں بیٹھے تو انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ آپکی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ کسی نے آپکے لئے ایک خاص مینڈھے کی نذر کی تھی پھر وہ دوسرا مینڈھا لایا تو آپ نے واپس فرمادیا اور فرمایا کہ میرا اولاد مینڈھا تو ایسا ویسا تھا آپکی وفات تریم میں حضرموت میں سنہ ۹۴۳ھ میں ہوئی اور زنبل کے مقبرہ میں دفن ہوئے ہیں اسکو شلی رہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن موسیٰ النہاری رح یہ اپنے ایک دادا کی طرف منسوب ہیں جنکا نام نہار تھا علم وعمل کے اعتبار سے اپنے اہل زمانہ میں یکتا تھے صاحب کرامات ومکاشفات تھے جب کوئی حاضر ہوتا آپ اُس کا اُسکے باپ دادا اور شہر کا نام لیکر اُس سے بات کیا کرتے تھے اور یہ تواتر کے درجہ کو پہونچ گیا ہے اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی ہے کہ آپکے پاس ایک جماعت آئی جب وہ لوگ قریب آگئے تو ایک شخص نے اپنے کپڑے ایک درخت کے نیچے رکہدئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا عطا فرمائیے۔ فرمایا یہ کیا حال ہے تم جھوٹ کہتے ہو تمہارے کپڑے اس درخت کے نیچے ہیں۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ عرب کے مشائخ میں سے کسی نے ان کے کسی درویش کو

عــه یعنی سیدنا اللہ تعالیٰ کیلئے یہ منت مان رکھی ہے کہ حضرت سید کو ہدیہ دینگے ۱۲ حضرت ادریس

عــه یعنی اس قدر کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ گویا جھوٹ ہونے کی انتہا پہنچی ہے ۱۲ مترجم

تکلیف دی تو آپ نے انکو دھمکی دی اور لکھا تم نہیں جانتے کہ تم سورۂ نحل کے اول اور سورۂ ص
کے آخر میں ہو یعنی اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ (اللہ کا حکم آپہونچا ہے اب تم اُسے جلدی نہ
چاہو) اور لتعلمن نباہ بعد حین (اور تم لوگ اس کی خبر کچھ بعد ضرور جان لوگے) تو یہ شخص
چند دن بعد مر گیا ان شیخ رح کی وفات ۷۲۷ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رح نے بیان
کیا ہے ۱۴۲ کل ۲ صفحہ ۲ سطر ———— ۱۴۲ / ۲۶

محمد بن محمد وفا السکندری رح سکندری الاصل پھر مغربی پھر مصری شاذلی ہیں بڑے
مشہور صوفی اور حضرت علی وفا کے والد تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ کی
وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنا پٹکا بزازی یعنی زیور بنانے والے کو عطا کیا اور فرمایا
یہ تمہارے پاس امانت ہے تاکہ تم اسکو میرے لڑکے علی کو دیدو تو جن دنوں ان کے پاس
یہ پٹکا رہا انہوں نے عمدہ عمدہ زیور بنائے یہانتک کہ حضرت علی بڑے ہو گئے اور انہوں نے
وہ انکو دیدیا تو پھر یہ کوئی زیور نہ بنا سکے،
شعرانی رح کہتے ہیں کہ ان کا لقب وفا اس وجہ سے ہوا ہے کہ دریائے نیل ٹھہر گیا تھا اور زیادہ
ہونیکے وقت بڑھتا نہ تھا۔ اہل مصر نے وہاں سے کوچ کر جانیکا قصد کیا تو شیخ دریا پر آئے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ جا وہ اسی دن سترہ ہاتھ بڑھ گیا اور پورا ہو گیا تو لوگوں
نے ان کا لقب وفا (پورے پورے) رکھدیا اور مناوی رح کہتے ہیں کہ ان شیخ رضی اللہ عنہ نے
کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں حالانکہ بالکل اُمّی اور سات سال کے تھے انکی وفات ۷۶۰ھ
میں ہوئی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عجیل کے صاحبزادے رح

یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و مکاشفات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے
کہ ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اُسکی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔
اسلئے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہونچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش
کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اُسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اُس پر کیا گذر رہی ہے فقیہ رح
نے عذر کیا۔ مگر اُسنے نہ مانا اور عرض کیا کہ جبتک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا

نقفیہ کے یہاں اُس کی قدر و منزلت بہت تھی آپنے اُس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر
اسکو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ یہ اندر گیا تو اُسکو اچھی
حالت اور اچھے لباس میں پایا حال پوچھا تو اُسنے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اسکو بہت مسرت
ہوئی اور خوش خوش ہشاش بشاش حضرت نقفیہ کے پاس باہر آگیا اور جسقدر رنج
و غم تھا اُس سے سکون ہوگیا، حضرت نقفیہ رحمہ اللہ کی کرامتیں ان کے علاوہ اور بھی بہت
ہیں آپ کی وفات ۸۳۲ھ میں ہوئی ہے اسکو شرجی رہ نے بیان کیا ہے۔

محمد الشنشینی رہ مجذوبانہ باتیں کرنے والوں میں سے ہیں ان کی کرامتیں بہت ہیں جن میں یہ
بھی ہے کہ جو شخص ان کے ساتھ بُرائی سے پیش آتا تھا ہلاک ہوجاتا تھا۔ آپ کی کرامتوں
میں سے یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپنے امیر الکاشف کے یہاں کسی کی سفارش کی اُس نے قبول
نہ کی اور یہ کہا اگر تم شیخ ہو تو مجھ پر کچھ پھونک کرو آپنے الم پڑھی اور اُسکے چہرہ پر پھونک
دی تو اُسکو نفخ ہونے لگا۔ اور چلاتا پھرنے لگا اس نے عذر معذرت کی استغفار کیا تو شیخ
نے اپنا ہاتھ اسکے پیٹ پر پھیر دیا تو نفخ جاتا رہا اور جب تک وہ زندہ رہا شیخ کا مرید رہا شیخ رہ نے آٹھویں صدی میں وفات
پائی اسکو مناوی رہ نے بیان کیا۔ **محمد بن علوی بن احمد رہ استاذ اعظم** کے صاحبزادے علمائے عاملین کے
امام اور اولیاء عارفین کے شیخ تھے آپکی کرامتیں بہت ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ جب شیخ سنبل بن
عبداللہ نے نکل گیا تو شہر سے باہر بیریوں کے جھوٹے بہر جن رہے تھے۔
سید محمد موصوف نے انکو دیکھا تو آواز دی اور ان کا کان ایسا موڑا کہ اس میں تکلیف ہونے
لگی اور فرمایا یہ تمہارے مناسب نہیں تم اُس کام کی تیاری کرو جو تم سے مطلوب ہے یا اس قسم کا اور
کوئی لفظ کہا شیخ نفضل کہتے ہیں کہ اس بات نے میرے دل میں بہت اثر کیا اور میں نے تحصیل
علوم میں کوشش شروع کردی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر علم کا دروازہ کھول دیا انہی شیخ
فضل نے حضرت ممدوح سے وسوسہ کی شکایت کی تو فرمایا اب نہ ہوگا تو وسوسہ آنا جاتا
رہا آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپکے خادموں میں سے کسی کی کوئی چیز چوری ہوگئی سردی کا
موسم تھا وہ ان کے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حسب ضرورت فجر کے لئے علی الصباح جامع مسجد گئے
تھے۔

یہ ان کے پاس پہونچا تو اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا اپنے گھر لوٹ کر جاؤ چور نے تمہاری چیز لوٹا دی ہے واقعاً ایسا ہی نکلا جیسا انہوں نے فرمایا۔

آپکی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق و دق جنگل میں جا پہونچا اور اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تو اُسنے ان سے امداد چاہی اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا کہ کہہ رہا ہے کہ یہ رہا راستہ تو یہ راستہ پر پہونچ گیا ان بزرگ کی وفات ۸۶۲ھ میں شہر تریم میں حضر موت میں ہوئی ہے اور زنبل کے مقبرہ میں دفن کئے گئے ہیں آپ کی قبر مشہور ہے اور واس کی زیارت کی جاتی ہے اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے

محمد بن ابراہیم بن دحمان رح عالم باعمل صالح فاضل حنفی صاحب کرامات تھے انکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا داماد حکومت میں ملازم تھا بادشاہ نے اُسے قید کردیا اور شیخ رح نہ تو لوگوں سے واقف تھے نہ میل جول رکھتے تھے اسی اثناء میں عید آگئی اور وہ قید میں رہا۔ اُس کی بیوی اور بچے رونے لگے یہ ارکان دولت میں سے کسی سے واقف نہ تھے۔ بادشاہ کے دروازہ کی طرف چلے اتفاق سے ان کے جانے کے وقت ہی بادشاہ بھی عید کیلئے نکل رہا تھا۔ سامنا ہوا تو فقیہ رح نے اپنا سر کھول دیا اور گھوڑا بادشاہ کو لیکر کھڑا ہوگیا کہ ایک قدم بھی نہ چل سکا لوگ دوسرا گھوڑا لائے پھر تسیرا جو تھا لائے مگر یہی حال رہا۔ بادشاہ نے لوگوں سے کہا دیکھو تو کیا بات ہے لوگوں نے دیکھا تو فقیہ رح سر کھولے ہوئے تھے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا میرا داماد قید میں ہے بادشاہ نے اُسکو رہا کردیا۔ تو فوراً گھوڑا چلنے لگا ان کی وفات ۸۶۹ھ میں ہوئی ہے اسکو سخاوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ الصوفی رح شیخ بہاء الدینؒ کازرونی میں اپنے وطن سے تصوف کی تکمیل کے بعد مطہر رہے تھے لوگ انکے پاس آیا جایا کرتے تھے یہیں رہ پڑے اور اہل و عیال کو چھوڑ بیٹھے تھے سخاوی کہتے ہیں ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ان عجیب باتوں میں سے جو ان کیلئے واقع ہوئی ہیں یہی ہے جسکو نجم بالسیؒ نے بیان کیا ہے کہ ہم انکے جنازہ پر حاضر تھے جب انکو قبر میں اتارا گیا پھر وہ شخص جسنے انکو لحد میں داخل کیا تھا تو نہایت حسین و جمیل ہوگیا تھا تمام حاضرین اُسکے دیکھنے میں اور شیخ رح کی اس کرامت سے تعجب میں از خود رفتہ ہوگئے ان شیخ کی وفات ۸۲۳ھ میں ہوئی اسکو سخاوی نے بیان کیا ہے ::

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد الزدکی۔ امام عالم فاضل صاحب اتقان و ایقان تھے۔ علم ادب اور خاصکر علم لغت کی سرکردگی ان پر ختم تھی خوش خلق سلیم القلب اور خیر و صلاحیت سے مشہور تھے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو ارشاد فرمایا جو تم سے پڑھ لے گا جنت میں جائیگا۔ اور اسی خواب کی وجہ سے ان سے بہت علماء نے علم حاصل کیا ہے جن میں سے الشیخ الشریف عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فارسیثی بھی ہیں۔ یہ فقیہ رہ اخیر عمر میں مکہ مکرمہ رہنے لگے تھے اور وہاں والوں کو ان سے بہت عقیدت تھی۔ فقیہ سلیمان علوی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ ہمارے دوست عبداللہ بن محمد مکی رح نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ان کو دستوں کا مرض ہوگیا خون آنے لگا اور بہت زیادہ بڑھ گیا۔ یہانتک کہ دن رات میں ساٹھ ساٹھ مرتبہ اٹھتے تھے ان کے والد حضرت شیخ محمد زدکی رح کو ان کے پاس لائے کہ صحت کے واسطے دعا فرمائیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے یہاں مکہ مکرمہ میں آپ ہی مشہور بزرگ تھے، آپ تشریف لے آئے دعاء کی اور ان سے فرمایا اپنا پیٹ کھولو۔ انہوں نے کھول دیا۔ تو آپ نے بھی اپنا پیٹ کھولا اور اس کو انکے پیٹ سے ملایا۔ اور چلے گئے، اس کا اثر فوراً ہی ظاہر ہونے لگا۔ کہ خون آنا کم ہوگیا اور وہ بہت جلد شفایاب ہوگئے، شریف عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فارسیثی مکی کہتے ہیں۔ کہ جب مجھ کو ان شیخ زدکی رح کا خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا اور حضور کا ارشاد فرمانا کہ جو تم سے پڑھ لے گا جنت میں داخل ہوگا معلوم ہوا تو میں نے ان کے پاس پڑھنے کے واسطے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ مگر شیخ خود ہی میرے موضع میں تشریف لے آئے اور میں نے ان سے پڑھ لیا اور ان کی کرامتیں اسی قسم کی اور بھی ہیں آپ کی وفات ۵۸۲ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی ہے اور جنت المعلاۃ میں حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب دفن کئے گئے ہیں اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن عیسےٰ الزیلعی رح زہد و عبادت اور کامل التقوےٰ کیساتھ ساتھ خارق عادت کرامات اور سچے مکاشفات والے بزرگ تھے ان پر ایک نور اور ہیبت تھی ان کے دادا فقیہ احمد بن عمر زیلعی نے عہد لیا تھا۔ کہ میرے بیٹے عیسیٰ کے ایک لڑکا ہوگا

جس کا نام محمد ہو گا اس کی ابتدا میری انتہا جیسی ہو گی۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کا ایک جوان لڑکا تھا۔ یہ لڑکا کچھ لوگوں کے ساتھ ایک مجمع میں تلوار کا کھیل رہا تھا جیسا کہ عام مواضعات مکے اہل عرب کی عادت ہے اتفاق سے ایک شخص کی آنکھ میں تلوار لگی اور آنکھ نکل گئی حضرت فقیہ رح کو جب یہ معلوم ہوا اس شخص کو بلایا اور آنکھ کو اس کی جگہ لگا کر اس پر لعاب مبارک لگا دیا تو آنکھ جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپنے وہ مسجد جو ان کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی۔ وہ حضرت فقیہ رح کے پاس لایا گیا آپنے اسکی گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگا دیا تو اسکی گردن ٹھیک ہو گئی۔ کہ گویا اس میں کچھ ہوا ہی نہیں اور اسی وقت سب کی ساتھ کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔

اسی مسجد کی تعمیر کے زمانہ میں آپ کی جو کرامت بہت مشہور رہی یہ تھی۔ کہ آپ غیب سے خرچ کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ آپکے پاس ظاہر میں نہ کوئی مال تھا نہ تجارت نہ زراعت نہ ان کے علاوہ کوئی اور سلسلہ بلکہ آپ فقیر شخص تھے اور اس کے باوجود ایک بہت وسیع عمارت بنا دی اور اسمیں بہت مال خرچ کر ڈالا۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ بارش کے باب میں جب لوگ آپ کے سر ہو جاتے تھے۔ فوراً پانی آجاتا اور حق تعالےٰ اسی وقت ان پر بارش نازل فرما دیتے تھے آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ الملک المجاہد کی ایک باندی جس کو ان کی والدہ نے شیخ کے پاس بھیجا تھا۔ حاضر ہوئی اور اپنے آقا کی رہائی کے بارہ میں شیخ کے سر ہو گئی ان دنوں جبکہ ان کو مکہ مکرمہ سے گرفتار کر کے مصر پہنچا دیا گیا تھا آپنے فرمایا وہ ابھی ابھی رہا کر دیئے گئے اس نے اسوقت کی تاریخ یاد کر لی جب رہائی کے بعد مجاہد آ گئے تو انہوں نے بتایا کہ ان کی رہائی اسی وقت ہوئی تھی۔ جسوقت میں شیخ رح نے ان کی رہائی کی خبر دی تھی۔ آپ کی وفات ۶۰۳ھ میں ہوئی ہے اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے

محمد بہاء الدین شاہ نقشبند رح بخاری تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیشرو تھے۔ طریقت کو شیخ محمد بابا السماسی رح سے اور پھر

سید امیر کلال سے حاصل کیا ہے۔ ۷۱۸ھ میں بخارا سے ایک فرسخ[عہ] کے فاصلہ پر قصر العارفان
آبادی میں تولد ہوئے ہیں ص ۱۴۴/۲۲ کل ایک صفحہ ۳۰ سطر ——— ص ۱۴۶/۳۴
آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک دن میں محمد زاہد جنگل گئے۔ اور
یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کھدالیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے، کہ ہم پر ایک ایسی
حالت طاری ہوئی۔ کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کھدالیں پھینکدیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ
کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلۂ کلام بزرگی پر پہنچا کہ میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر
ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مرجا تو وہ فوراً مرجائے پھر یہ ہوا۔ کہ
میں نے ان سے کہہ دیا تم مرجاؤ وہ اسی وقت مرگئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک
مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا۔ میں قریب ہی ایک
سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی
زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی۔ اسی وقت میرے دل میں یہ القا
کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ۔ میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی
حیات سرایت کرنے لگی۔ اور میں ان کو دیکھتا رہا۔ یہانتک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے
میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا
کہ وہ مرگئے اور میں اسکی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہدیا۔ کہ
زندہ ہو جاؤ میں نے عرض کیا جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہدیا اور وہ زندہ
ہو گئے، آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے اپنے نواسے شیخ حسن عطار کو جبکہ وہ بچہ ہی
تھے دیکھا کہ ایک بچھڑے پر سوار ہیں اور چاروں طرف لڑکے ہیں فرمایا قریب ہے۔ کہ یہ
سوار ہوگا اور بادشاہ اور امراء اس کے آگے آگے ہونگے پھر ایسا ہی ہوا۔ جیسا فرمایا تھا۔
کہ یہ بالغ ہونے کے بعد خراسان آ گئے وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رخ رحمہ اللہ سے
باغ زاغاں میں ملاقات ہوئی بادشاہ نے ان کیلئے اپنا خچر پیش کیا۔ جب انہوں نے سوار
ہونے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے اسکی باگ پکڑی اور آگے آگے چلا یہانتک کہ خچر کی
شوخی جاتی رہی۔ پھر شیخ حسن پیدل ہوئے اور اپنے راستہ پر بخارا کو چلے گئے۔

شریفہ حمزہ نے ان کے نانا صاحب قدس سرہٗ کی روحانیت کیلئے تواضع اور خشوع و خضوع میں سر جھکا لیا۔ پھر بادشاہ سے ان کی بشارت اور کرامت کے واقع ہو جانے کا تذکرہ کیا تو بادشاہ اور اس کے سب ساتھیوں کی ان کے ساتھ عقیدت بڑھ گئی صہ ۱۴۶/۱۲ کل ۱۵ اسطر صہ ۱۴۷/۱۹

آپ کے متوسلین میں سے کسی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آپ شہر مرو میں تھے اور میں خدمت میں حاضر تھا مجھے اپنے گھر والوں کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا جو بخارا میں تھے اور خبر یہ پہنچی تھی۔ کہ میرے بھائی شمس الدین کا انتقال ہو گیا ہے مجھے اجازت لینے کی جرأت نہ ہوئی تو میں نے امیر حسین سے جو اسوقت شیخ رحمۃ اللہ کے ساتھ تھے استدعا کی کہ مجھے اجازت لے دیں شیخ ایک روز جمعہ کی نماز کے واسطے تشریف لیگئے تو واپسی میں امیر صاحب نے میرے بھائی کے انتقال کا ذکر کیا تو فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہاں اسکی خوشبو پھیل رہی بلکہ میں اسکی خوشبو کو بہت ہی قریب پاتا ہوں ان کی باتیں ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھیں۔ کہ میرے بھائی بخارا سے آ گئے وہ آئے اور شیخ کو سلام کیا۔ تو فرمایا امیر حسین یہ ہے شمس الدین تو حاضرین پر ایک زبردست حال طاری ہو گیا۔

شیخ علاؤالدین عطار کہتے ہیں کہ حضرت قدس اللہ سرہٗ بخارا میں تھے۔ اور آپ کے ایک مرید کے عزیز مولانا عارف خوارزم میں تھے، حضرت ایک دن اپنے متوسلین سے صفت بصریہ[ع] پر گفتگو فرما رہے تھے، اثنائے کلام میں فرمایا۔ کہ مولانا عارف اس وقت خوارزم سے سرائے کی طرف چلے ہیں اور سرائے کے راستہ میں فلاں جگہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا کہ مولانا عارف کے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ کہ وہ سرائے نہ جائیں۔ اور وہ خوارزم کی طرف لوٹ گئے۔ حاضرین نے اس واقعہ کو بقید تاریخ لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد مولانا عارف خوارزم سے بخارا آئے، تو جو کچھ شیخ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا تھا انکو سنایا انہوں نے کہا کہ بعینہٖ یہی بات مجھے پیش آئی تھی سب کو اس بات سے بہت زیادہ تعجب ہوا۔

شیخ عبداللہ خجندی کہتے ہیں کہ شیخ قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں میرے لئے پڑھنے کا

ع۔ بینائی کی ایک قسم ہے کہ اہل اللہ دور کی چیزوں کو ایسے دیکھ لیتے ہیں۔ جیسے قریب کی چیزوں کو۔ ۱۲ مترجم

سبب یہ ہوا ہے کہ اس سے کئی سال پہلے میں خوجند میں ہی تھا۔ کہ دل میں عشق کی آگ لگ چکی تھی۔ میرا قرار سلب کر دیا تھا۔ میں طریق میں داخل ہونے کا سخت پیاسا تھا آخر خوجند سے حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ ترمذ پہنچا۔ اور انتہائی بے قراری کی حالت میں عارف کبیر ابو محمد بن علی الحکیم الترمذی قدس اللہ سرہٗ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے حاضر ہوا پھر نہر جیحون کے کنارہ پر مسجد میں گیا اور وہاں سو گیا تو خواب میں دو رعب داب والے بزرگوں کو دیکھا ان میں سے ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا تم ہم کو پہچانتے ہو۔ میں تو محمد بن علی الترمذی ہوں اور یہ خضر علیہ السلام ہیں تم خود کو مشقت میں نہ ڈالو بیقرار نہ ہو۔ کیونکہ ابھی اس کام کا جس کا تم ارادہ کر رہے ہو وقت نہیں آیا۔ لیکن اس درجہ پر ۱۲ سال کے بعد بخارا میں شیخ بہاء الدین شاہ نقشبند کے ہاتھ پر جو اس وقت قطب زمانہ ہیں۔ مقصود کو پہنچ جاؤ گے پھر مجھے افاقہ ہوا تو وہ سوزش سکون پا گئی اور میں خوجند لوٹ آیا پھر ایک دن میں بازار میں جا رہا تھا کہ دو ترکی شخص مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ملے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے ان کی باتوں پر کان لگایا تو سنا۔ کہ وہ اس طریق کے حالات پر گفتگو کر رہے ہیں میرے دل میں انکی طرف میلان پیدا ہوا۔ میں جلدی سے اٹھا اور ان کے واسطے کھانا لے کر آیا ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اس شخص میں عشق کی سوزش معلوم ہوتی ہے مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے بادشاہ شیخ اسحٰق کے صاحبزادہ کی خدمت میں رہے جب میں نے سنا تو ان سے ان شیخ کے حالات پوچھے انہوں نے کہا کہ یہ نواحی خوجند ہی میں ہیں میں اسی وقت ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے بہت ہی زیادہ مہربانی فرمائی۔ ان کے ایک لڑکے نے جس پر خلوص و شرافت کے آثار تھے۔ میرے متعلق کہا کہ یہ مرید تو صاحب انکسار ہے مناسب ہے کہ جناب اس کو انتخاب فرمالیں اور داخل سلسلہ کر لیں تو شیخ رو پڑے اور فرمایا بیٹا یہ تو شیخ بہاء الدین کی اولاد میں سے ہے میرا اس پر کوئی حکم نہیں چلتا اس کے بعد میں خوجند لوٹ آیا اور اس اشارہ کے ظہور کے زمانہ کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی مدت گذری ہو گی کہ میں نے اپنے دل کو دیکھا۔ کہ بخارا کی جانب کھچا جا رہا ہے اور مجھے اس کی قدرت نہ رہی کہ ایک منٹ کی بھی دیر کر سکوں تو میں نے

بخارا کی طرف سفر شروع کر دیا جب میں پہنچ گیا سیدھا شیخ قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ کا ارادہ کیا آپ کے دیدار سے مشرف ہوا تو فرمایا عبداللہ خجندی تمنے دیکھ لیا ہے کہ بارہ سال کی مدت کے پورا ہونے میں تین دن باقی رہے ہیں۔ مجھپر اس اشارہ سے ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور شیخ کی محبت کی صبح سعادت افق دل میں طلوع کر آئی حاضرین اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے۔ تو مجھ سے پوچھا جب میں نے ان لوگوں کو اسکی حقیقت کا ذائقہ چکھایا تو کیف و سرور سے پھولے نہ سمائے پھر شیخ مجھ پر پوری پوری عنایت سے متوجہ ہوئے۔ اور خدمت میں قبول فرمالیا قدس اللہ سرہٗ۔

شیخ علاءالدین نے بیان کیا ہے کہ میں ایک ابر والے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپنے فرمایا کیا ظہر کا وقت آگیا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو کوئی حجاب نہ پایا اور آسمان کے تمام فرشتوں کو ظہر کی نماز میں مشغول دیکھا فرمایا تم کیا کہتے ہو کیا ظہر کا وقت آگیا۔ میں اس حرکت پر جو مجھ سے صادر ہوگئی تھی شرمندہ ہوا استغفار کیا اور ایک مدت تک اس حالت میں رہا کہ اپنے دل میں اس کی وجہ سے بہت بڑا بار محسوس کرتا رہا۔

۱۴۸/۲۷ کل ایک صفحہ ۲۳ سطر ———— ۱۴۹/۱۴ شیخ علاءالدین عطار نے بیان کیا ہے کہ شیخ تاج الدین صاحب کو بارگاہ بہائیہ کے متوسلین میں تھے جب شیخ کسی ضرورت سے قصر العارفان سے بخارا بھیجتے ہیں تو یہ ذراسی دیر میں لوٹ آیا کرتے تھے اور یہ اس لئے کہ جب یہ مریدین کی نظر سے غائب ہوتے ہوا میں اڑنے لگتے تھے ایک دن شیخ نے مجھے کسی کام سے بخارا بھیجا میں بھی اسی طرح گیا راستہ میں شیخ کو دیکھا اور شیخ رحہ نے مجھے اس [illegible]ت پر دیکھ لیا۔ مجھسے اس حال کو سلب کر لیا۔ اس کے بعد پھر میں ایسا کر لینے پر کبھی قادر نہیں ہو سکا۔ شیخ خسرو رحہ نے جو حضرت ممدوح قدس سرہٗ کے بڑے خاص لوگوں میں تھے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز شیخ کی زیارت کا ارادہ کیا تو حضرت اقدس کو باغ میں حوض کے کنارے کھڑا ہوا ایک شخص سے جس کو میں جانتا نہ تھا۔ باتیں کرتے پایا۔ جب میں نے سلام عرض کیا تو یہ شخص باغ کے کسی گوشہ میں چلا گیا۔ حضرت قدس اللہ سرہ نے مجھ سے دوبارہ یہ فرمایا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے، مگر میں کچھ نہیں بولا۔ خاموش رہا اور حق تعالیٰ کی

مدت سے میں نے اپنے دل میں ان کی جانب ظاہری و باطنی کوئی میلان نہیں پایا پھر دو یا تین دن
بعد میں نے ان کو خانقاہ کے باغ میں دیکھا کہ حضرت قدس اللہ سرہ کے ساتھ باتیں کر رہے
ہیں اور دو ماہ بعد بخارا کے ایک بازار میں خود مجھسے بھی ملاقات ہو گئی تو تبسم فرمایا۔ میں نے
سلام کیا تو آپنے معانقہ کیا خوش طبعی کی باتیں کیں اور میرے حالات پوچھے جب میں قصر العارفان
لوٹ آیا اور حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا تم بخارا کے
بازار میں خضر سے مل کر آئے ہو۔

ایک عالم نے حضرت شیخ کے مریدوں کی ایک جماعت کی ساتھ عراق تک سفر کیا وہ کہتے ہیں
کہ جب ہم سنان پہنچے تو سنا کہ یہاں شیخ کے مخلصین میں سے ایک بزرگ ہیں جن کا اسم
شریف سید محمود ہے ہم لوگ ان کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور ان سے حضرت شیخ کے
سلسلہ میں داخل ہونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلے
اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ حضور ایک نہایت خوبصورت مکان میں تھے۔ حضور کی
برابر ایک بارعب شخص تھے۔ میں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یا ان
بزرگ کی خدمت میں ادب و تواضع کی ساتھ عرض کیا کہ میں آپ کی صحبت سے مشرف نہیں ہو
سکا۔ اور آپکے زمانہ اور آپ کی صحبت کی برکتوں میں حاضر نہ تھا۔ اس لئے یہ سعادت مجھے
حاصل نہیں ہو سکی۔ تو میں کیا کروں حضور نے ارشاد فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میری برکت اور
میرے دیکھنے کی فضیلت حاصل کر لو تو شیخ بہاؤالدین کی پیروی اپنے لئے ضروری کر لو۔ اور
ان بزرگ کی طرف اشارہ فرمایا۔ جو حضور کے پاس تشریف رکھتے تھے میں نے شیخ رح کو
اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو میں نے ان بزرگ کا نام اور ان کا حلیہ ایک
کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک
شخص کو دیکھا جس پر بہت نور اور ہیبت و رعب تھا وہ آیا اور دکان پر بیٹھ گیا۔ جب میں نے
ان کا چہرہ مبارک دیکھا کہ مجھے وہ حلیہ یاد آ گیا اور مجھ پر ایک زبردست حالت طاری ہو گئی جب
وہ حالت رفع ہوئی تو میں نے درخواست کی کہ میرے گھر کو بھی مشرف فرمائیں آپنے قبول فرمالیا
اور کھڑے ہو گئے آپ آگے آگے تشریف لے چل رہے تھے، اور میں آپکے پیچھے پیچھے آپ نے

مگر کبھی نہیں دیکھا اور سید ہے میرے مکان پر تشریف لے آئے یہ سب پہلی کرامت ہے جو میں نے آپ کی کرامتوں میں دیکھی کیونکہ آپنے میرا گھر بالکل نہیں دیکھا تھا جب گھر کے اندر تشریف لے آئے تو خاص میرے حجرہ پر تشریف لیگئے اس میں میرا کتب خانہ تھا، آپ نے دست مبارک بڑھایا۔ اور ان میں سے ایک کتاب نکال کر مجھے دی اور فرمایا تم نے اسکی پشت پر کیا لکھا ہے، تو یہ وہی کتاب جس کی پشت پر میں نے وہ خواب اور اسکی تاریخ لکھ رکھی تھی۔ اور اسکو سات سال ہوگئے تھے مجھپر اس کی اطلاع سے ایک حالت پہلی حالت سے بھی زبردست طاری ہوگئی۔ جب مجھ سے وہ حالت جو میں محسوس کر رہا تھا رفع ہوگئی تو حضرت نے بہت مہربانی سے باتیں فرمائیں۔ اور اسکو کہ میں سلسلہ میں داخل ہوجاؤں قبول فرمالیا اور خدمت آستانہ کی سعادت سے مشرف فرمادیا۔ منہ ۱۵ کل ۲۵ سطر ———— منہ ۱۵/۱۵

آپ کے متوسلین میں سے ایک صاحب سے روایت ہے کہتے ہیں شیخ قدس اللہ سرہ ایک روز میرے یہاں تشریف لائے تو مجھے اس وجہ سے کہ اسوقت میرے یہاں آٹا بھی نہ تھا۔ بہت زیادہ شرمندگی ہوئی پھر میں آٹے کا ایک تھیلا لے آیا۔ شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا تم اسی آٹے میں سے پکاتے رہنا اور کسی کو اس کے کم زیادہ ہونیکی خبر نہ کرنا۔ شیخ رح نے میرے پاس دس ماہ قیام فرمایا شیخ کی زیارت کیلئے مریدین واحباب گھر پر آتے رہتے تھے، اور ہم ان کیواسطے اسی آٹے میں سے پکاتے رہتے تھے یہ سب تھا مگر آٹا بدستور تھا۔ پھر اس کے بعد میں نے اپنی بیوی کو یہ بتایا اور شیخ کے حکم کے خلاف کر بیٹھا تو برکت جاتی رہی اور آٹا بہت ہی جلد ختم ہوگیا میرے لئے آپ کے کمالات اور زبردست بزرگی کی قوی عقیدت کا سبسے بڑا سبب یہ تھا۔

شیخ محمد زاہد کہتے ہیں کہ میں زمانہ سلوک میں شیخ قدس اللہ سرہ کے پاس بیٹھا تھا یہ وقت فصل بیع کا تھا میرے دل میں خربوزہ کی خواہش ہوئی تو میں نے شیخ رح سے فرمائش کی قریب میں ایک جاری پانی تھا۔ آپنے فرمایا اس پانی پر جاؤ میں گیا تو وہاں ایک خربوزہ اسوقت کا سالم تازہ ہوا پایا مجھے اس سے حضرت اقدس کا نہایت کامل اعتقاد ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آپکی برکت سے ہم سب کو نفع پہنچائیں۔

آپ کے متوسلین میں سے کسی سے نقل ہے۔ کہتے ہیں جب میں شیخ قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوا تو شیخ شادی رح جو حضرت کے متوسلین میں سے خاص آدمی تھے مجھے نصیحت کیا کرتے تہذیب دیتے اور اصلاح فرمایا کرتے تھے، جن جن باتوں کا انہوں مجھے حکم دیا تھا ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس طرف پاؤں نہ پھیلائے جس طرف شیخ ہوں۔ میں ایک روز شیخ کی زیارت کیلئے سخت گرمی کے وقت غزلوت سے قصر العارفان پہنچا راستہ میں ایک درخت کے سایہ کی پناہ لی اور لیٹ گیا ایک جانور آیا اور میرے پیر میں دو دفعہ کاٹا مجھے اس سے بہت ہی سخت تکلیف ہوئی تو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر لیٹ گیا تو اس نے پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی کاٹا میں بیٹھ گیا اور دیر تک اس کی وجہ سوچتا رہا آخر شیخ شادیؒ کی نصیحت یاد آئی اور دیکھا کہ میں نے قصر العارفان کے کنارہ کی طرف پیر پھیلا لئے تھے اور حضرت شیخ اس وقت اسی جگہ تھے تو معلوم ہو گیا کہ یہ میری اس حرکت پر تنبیہ ہے۔ شیخ علاء الدین رح نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ رح نے امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی لکڑیاں جمع کر لو۔ اور یہ موسم سرما میں تھا جب ارشاد کی تعمیل ہو گئی اور اللہ تعالےٰ نے اگلے دن بہت برف گرایا ایسے کہ چالیس مرتبہ برف گرا پھر شیخ رح نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا شیخ شادی رح بھی آپ کی خدمت میں تھے جب نہر حرام پر پہنچے آپ نے ان کو حکم دیا۔ کہ پانی کے اوپر کو چلے جائیں۔ مگر شیخ شادی کو ڈر معلوم ہوا آپنے کئی دفعہ فرمایا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکے پھر آپنے ان کی طرف بہت تیز نظر سے دیکھا جس سے وہ دیر تک بے ہوش وحواس رہے۔ جب ہوش سنبھالا ہوئے پانی پر قدم رکھا اور چلنے لگے پیچھے پیچھے شیخ بھی تشریف لے چلے جب عبور فرما گئے تو فرمایا دیکھنا کیا تمہارے موزہ کا کوئی حصہ بھیگا ہے دیکھا تو اس میں حق تعالےٰ کے فضل وقدرت سے تری بھی پائی۔

شیخ رح کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت قدس اللہ سرہ سے میری محبت اور حاضری خدمت کا سبب یہ ہوا تھا۔ کہ میں بخارا کے بازار میں اپنی دکان پر تھا آپ تشریف لائے۔ اور دکان پر بیٹھ گئے اور حضرت بایزید رح کے کچھ اوصاف بیان کرنے شروع فرمائے یہاں تک کہ آپنے فرمایا کہ ان کے ان اوصاف میں سے جو ذکر کئے گئے ہیں ایک یہ بھی ہے

کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے کپڑے کا کنارہ کسی کو چھو جائے تو وہ میرا محبت کرنے والا اور شیدائی ہو جائے اور پیچھے پیچھے ہو لے اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستین کو حرکت دیدوں تو تمام اہل بخارا چھوٹے بڑے سب کو ایسا کر دوں کہ میرے شیدا ہوں میری محبت میں گم گشتہ ہو جائیں گھر اور دوکانیں چھوڑ بیٹھیں اور میرے پیچھے ہو لیں۔ اور دست مبارک آستین پر رکھا اس وقت میری نظر آپ کی آستین پر پڑ گئی تو مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے اور بہت وقت تک میں اسی حال میں رہا جب افاقہ ہوا تو انکی محبت کی سلطنت مجھ پر قابو پا چکی تھی آخر گھر اور دکان کو چھوڑ چھاڑ کر ان کی خدمت میں آ پڑا۔

متوسلین ہی میں سے ایک صاحب کی روایت ہے کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت قدس اللہ سرہ سے درخواست کی کہ میرے واسطے دعا فرماویں کہ میرے لڑکا ہو جائے آپ نے دعا فرمائی۔ اور آپ کی دعا سے برکت سے میرے یہاں لڑکا تولد ہو گیا مگر پھر مر گیا۔ میں نے حضرت سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا تم نے تو ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ تمہارے لڑکا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرما دیا اور پھر اسے لے لیا۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ درویشوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ تم کو دو لڑکے دینگے جنکی عمر دراز ہوگی کچھ دن بعد میرے یہاں دو لڑکے پیدا ہو گئے پھر ان میں سے ایک بیمار ہوا تو میں نے حضرت شیخ سے عرض کیا فرمایا وہ میرا بچہ ہے تم کو اس کی کیا فکر وہ بہت مرتبہ بیمار ہوگا۔ اور پھر تندرست ہو جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

شیخ عارف دیکرانی سے جو حضرت سید امیر کلال قدس سرہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم ایک دن شیخ بہاء الدین کی زیارت کیلئے قصر العارفان گئے۔ جب بخارا کو واپس آئے تو ہمارے ساتھ وہاں کے درویشوں کی ایک جماعت تھی ان میں سے ایک شخص نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلاف کچھ کہنا چاہا۔ ہمنے اس کو روک دیا۔ اور اس سے کہا کہ تم انکو پہچانتے ہی نہیں ہو تم کو جائز نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اولیاء کی شان میں بے ادبی اور بدگمانی کرو۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ تو اسی وقت ایک بھڑ آئی۔ اس کے منہ میں گھس گئی۔ اور کاٹ لیا اس کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ صبر نہ کر سکا۔ میں نے کہا۔ کہ یہ حضرت شیخ کیساتھ بے ادبی کیوجہ سے ہے

تو وہ بہت رویا پھر توبہ کی اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا تو اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ صحرائے قپچاق کے لشکر نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت تک محاصرہ قائم رہا تو اہل شہر پر بڑی مصیبت ہو گئی اور بہت مخلوق ہلاک ہو گئی وہاں کے امیر نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں اپنے چند خاص لوگوں کو بھیجا کہ حضرت ہم تو دشمنوں کے مقابلہ سے بالکل ہی عاجز آ چکے ہیں اور ہماری تمام تدبیریں خاک میں مل چکی ہیں اور تمام ذرائع ختم ہو گئے ہیں اب ہمارے واسطے کوئی پناہ کی جگہ نہیں کہ ہم ان ظالموں سے پناہ لے سکیں سوائے آپ کے تو آپ اللہ تعالیٰ سے بیقراری کیساتھ دعا فرمائیں کہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں سے نجات دیں یہی وقت امداد اور دستگیری کا ہے آپ نے فرمایا ہم آج رات دعا کرینگے۔ رب العزت جل جلالہ کیا کرتے ہیں جب صبح صادق ہو گئی تو آپ نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو چھ روز کے بعد مصیبت کے دور ہو جانے کی بشارت دی گئی ہے ان لوگوں نے امیر کو اس کی بشارت دیدی اور تمام اہل بخارا اس سے بہت خوش ہوئے اور ایسا ہی ہوا چھ روز کے بعد دشمن کے لشکر نے شہر سے محاصرہ اٹھا لیا اور سب کے سب چلے گئے۔

شیخ شادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب مجھ کو شیخ قدس اللہ سرہ کی صحبت کی سعادت نصیب ہو گئی۔ تو مجھ پر خرچ کرنا اور ایثار کرنا سہل ہو گئے میرے پاس ایک دن سو اشرفیاں جمع ہو گئیں۔ میرے گھر کے لوگ ان کو جمع رکھنے کے باب میں مجھ سے کہنے آئے اور میں نے یقین کے ضعف کیوجہ سے ان کی موافقت کر لی۔ پھر میں بخارا گیا اور کمبخت کا موزہ وغیرہ خریدا پھر حضرت قدس اللہ سرہ کی زیارت کیلئے قصر العارفان پہنچا۔ جب آپ کے سامنے حاضر ہوا تو فرمایا تم بخارا کیوں گئے تھے، میں نے عرض کیا وہاں ایک کام پیش آ گیا تھا فرمایا یہ کمبخت کا موزہ مجھے دو۔ اور باقی جو جو کچھ خرید کر لائے ہو وہ بھی دو میں نے جلدی سے سب حاضر کر دیا۔ فرمایا۔ اور ان سو اشرفیوں میں سے جس قدر باقی ہے وہ بھی حاضر کر دیں وہ بھی لے آیا۔ تو پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا اگر میں چاہوں تو تمہارے اس پہاڑ کو اللہ کی قوت و قدرت کے طفیل سونا بنا دوں۔ لیکن ہم لوگوں کو اس عالم فنا میں ایسی ایسی چیزوں کی طرف التفات ہی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس گروہ کی نظر تو اس عالم سے پرے ہے اور

تم کیسے جمع کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہ جو تمہارے واسطے ہے اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائیگا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسی باتوں کی طرف پھر عود نہ کرنا۔

مولانا محمد مسکین جو آپکے متوسلین میں سے بڑے شخص تھے۔ کہتے ہیں کہ بخارا میں ایک بزرگ کا انتقال ہو گیا تو حضرت شیخ قدس اللہ سرہ ان کے گھر والوں کو صبر کی تلقین کیلئے تشریف لیگئے۔ ان لوگوں نے خود بھی اور ان کے متعلقین نے بھی بہت رنج و غم اور جزع فزع ظاہر کیا اور ایسے افعال بھی کر گذرے جن کو سب حاضرین نے ناگوار سمجھا لوگوں نے روکا اور طعن بھی کیا۔ تو شیخ نے فرمایا۔ جب میری موت آئیگی تو میں درویشوں کو بتا دوں گا۔ کہ کیسے مرتے ہیں۔ آپ کی یہ بات میرے دماغ میں محفوظ رہی حتیٰ کہ شیخ رح آخری مرض میں بیمار ہوئے تو خانقاہ تشریف لائے اور خلوت خانہ میں داخل ہو گئے۔ متوسلین آپکے پاس آتے رہے اور بیٹھتے رہے آپ ہر ایک کو اس کے مناسب نصیحت فرماتے رہے پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دعا کی اور ہاتھ منہ پر پھیر لئے بس پھر وصال ہو گیا۔

شیخ علی داماد جو حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے خدام میں ہیں کہتے ہیں کہ حضرت نے مجھے اپنی قبر شریف کے کھودنے کا حکم دیا جب میں نے اسے پورا کر لیا تو دل میں یہ وسوسہ آیا کہ آپ کے بعد آپ کی جماعت میں جانشین کون ہوگا آپنے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اتنک وہی بات ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کہی تھی کہ جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ محمد پارسا کی پیروی کرے پھر افسوس و تیسرے روز آپ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ علاء الدین عطار کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت الشیخ قدس اللہ سرہ کی نزع کی حالت میں سورۃ یٰس پڑھ رہے تھے۔ جب نصف پر پہنچے تو انوار بلند ہونے لگے ہم سب کلمہ طیبہ میں مشغول ہو گئے اور شیخ قدس اللہ سرہ رحلت فرما گئے اور وفات شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی ہے اور اپنے باغ میں اسی جگہ جہاں حکم فرمایا تھا دفن کئے گئے پھر آپ کے متوسلین نے قبر شریف پر بڑا سا قبہ بنا دیا ہے اور باغ کو کاٹ کے وہاں ایک بڑی سی مسجد بنا دی ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے اس پر بہت اوقاف کرتے ہیں۔ اور بہت زیادہ اہتمام شان کیا ہے، رضی اللہ عنہ اس سب کو خاقی رہنے

الحدائق الوردیہ میں ذکر کیا ہے ص۱۵۲ کل ایک صفحہ ۲۵ سطر ——— ص۱۵۲

ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابی بکر بن یوسف المکدشؒ بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ صاحب احوال ظاہرہ و کرامات فاخرہ تھے، ان کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص کسی اور شہر سے آپ کی زیارت کیلئے آیا اسکو راستہ میں ڈاکو مل گئے اور انہوں نے اس کے کپڑے اور جو کچھ درہم اس کے پاس تھے چھین لئے یہ فقیہ محمدؒ کے پاس حاضر ہوا سب قصہ عرض کیا اور کہا کہ میں اس وقت تک آپکا کھانا نہیں کھاؤنگا۔ جبتک آپ میرا حق واپس نہ کرادینگے وہ اس شخص کو لے کر اپنے دادا شیخ یوسف کی قبر پہ گئے اور عادت شریفہ یہ تھی۔ کہ جب کسی ضرورت میں کوئی آپکے سر ہوجاتا تھا۔ آپ اپنے دادا صاحب کی قبر پہ آجاتے تھے تاکہ اپنی کرامت دوسرے کی معرفت ظاہر کردیں اور اپنا حال چھپا رکھیں راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے تو آپنے فرمایا تم قبر کے پیچھے کیا دیکھتے ہو میں اٹھا کہ دیکھوں تو میرے کپڑے اور ان میں وہ درہم سب موجود ہیں۔ کوئی چیز کم نہ ہوئی تھی۔

آپ کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جسکو شیخ احمد صوفی نے بیان کیا ہے اور یہ بزرگ آپکے خاص لوگوں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت محمدؒ جنگل میں تھے میں نے عرض کیا حضرت کیا اولیاؑ کے یہاں کوئی حالت خطوہ دایک قدم میں طویل میلوں کی مسافت طے کرنا) سے بھی زیادہ خاص ہے فرمایا ہاں تحیز (یعنی جگہ بدلنے کے طریقہ پہ حرکت کرکے طویل ترین مسافت قطع کردینا) میں نے عرض کیا یہ کس طرح ہوتا ہے فرمایا اس طرح اور آپنے اپنی جگہ سے حرکت کی تو ہم کسی ایسے ملک میں تھے جسے ہم پہچانتے نہیں پھر مجھ سے فرمایا احمد ہم ہیں اور اس جگہ میں جہاں ہم تھے۔ دو مہینے کے سفر کا فاصلہ ہے پھر آپنے دوبارہ حرکت کی تو ہم اسی اپنی جگہ پر تھے آپ کی وفات ۸۳۰ھ میں ہوئی ہے اور شریف احمد ردینیؒ نے غسل دیا اسکو شرجیؒ نے بیان کیا ہے اور سخاویؒ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ۸۹۷ھ میں ہوئی ہے لیکن ظاہر ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک تاریخ میں تحریف ہوگئی ہے ص۱۵۲/۲۷ کل ۱۱ سطر ——— ص۱۵۳/۳

ف جلد اول میں یہاں تک تو حضرت اقدس مدظلہم العالی کی تلخیص تھی الحمد للہ ۲۷ شوال ۱۳۵۹ھ کی شب میں اسکا ترجمہ مکمل ہوگیا۔ آگے حضرت کے ارشاد فرمودہ معیار پر احقر کی تلخیص ہے۔ ۱۲

محمد بن ابراہیم الکردی۔ بیت المقدس کے پھر قاہرہ اور پھر مکہ معظمہ کے باشندہ
شافعی اور بڑے عارف ہیں رات بھر لیٹتے نہ تھے۔ تہجد پڑھتے اور ساری رات عبادت
کیا کرتے تھے آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپنے پورے ایک ہفتہ تک کا روزہ بلا درمیان
میں افطار کئے بے تکلف رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکی اصل یہ ہے کہ انہوں نے
ایک بار شب کا کھانا والدین کے ساتھ کھایا تو صبح سے کھانے کی خواہش نہ ہوئی ایک ہفتہ
تک ایسے ہی رہے اور ایک وضو پر چار روز تک رہے اور مصر سے دمیاط تک ایک ہی وضو
کے ساتھ سفر کیا۔ دمیاط میں کسی نے دعوت کی تو ایک لقمہ تناول کیا پھر وہاں سے رملہ
تک کچھ نہیں کھایا پھر رملہ کے بعد سے بیت المقدس تک کچھ نہیں کھایا آپکی کرامتیں زہد
اور حالات سب بہت عجیب غریب ہیں سنہ ۱۱ھ میں انتقال فرمایا اسکو مناوی رح نے بیان
کیا ہے ص ۱۵۳ کل ۶ سطر ———— ۱۵۳ / ۱۶

محمد بابا السماسی رح نقشبندیہ طریقہ کے مشائخ میں سے بڑے شیخ ہیں آپ کی کرامتوں
میں یہ ہے کہ آپنے شیخ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند کے ظہور کی خبر ان کی ولادت سے پہلے
دیدی تھی۔ قصہ یہ تھا کہ جب یہ ان کے وطن پر جو (جیسے کہ آگے آئیگا) قصر العارفان ہے
گزرتے تو ساتھیوں سے فرماتے کہ میں اس زمین سے ایک عارف کی بو محسوس کرتا ہوں
یہاں تک کہ ایک بار گزرے تو فرمایا میں محسوس کر رہا ہوں کہ وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے
اور یہ واقعہ ان کی ولادت سے تین روز بعد کا ہے کچھ ہی دیر ہوئی کہ شاہ بہاؤالدین کے
دادا ان کو آپ کے پاس لے آئے دیکھا تو فرمایا یہ میرا بیٹا ہے پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو
اور فرمایا یہ ہے وہ عارف جس کی طرف میں تم کو بار بار اشارہ کیا کرتا تھا۔ کہ میں اس آبادی سے
اسکی خوشبو محسوس کرتا ہوں اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ساری مخلوق کا مقتدا ہوگا اور سید
امیر کلال کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے اسکی تربیت میں کوئی کمی نہ رکھنا اور اگر تمنے
کوئی کمی باقی رکھی۔ تو تم مجھ کو کبھی اپنے سے راضی نہ پاؤ گے سید صاحب نے سر و قد کھڑے ہو کر
عرض کیا میں نے بسر و چشم اس خدمت کو قبول کیا انشاء اللہ تعالیٰ انکی تربیت میں کوئی کوتاہی
نہیں کرونگا ایک بار حضرت ممدوح مع اپنی جماعت کے سید امیر کلال کے الفارٹے پر گذرے

سید صاحب ذکر کرنے میں مشغول تھے۔ آپ ان کے قریب کھڑے ہو گئے تو ساتھیوں میں سے کسی کے دل میں خیال آیا کہ شیخ ایسی بدبخت والوں کے پاس کیوں کھڑے ہیں شیخ کو یہ وسوسہ منکشف ہو گیا۔ فوراً ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں میں ایک شخص ایسا ہے کہ اسکی برکت و صحبت سے بہت لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ اور بڑے بڑے مدارج حاصل ہونگے میں اس کو شکار کرنا چاہتا ہوں۔ دفعۃً سید امیر کلال کی نظر حضرت شیخ محمد بابا پر پڑی نظر کا پڑنا تھا کہ ہاتھوں سے دل نکل گیا شیخ واپس ہوئے تو سید امیر کلال بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔ آپ اپنے گھر آ گئے اور ان کو بھی اندر بلا لیا پھر ذکر کی تلقین فرمائی۔ اور طریقہ عالیہ کے اصول سکھائے اور فرمایا اب تم میرے بیٹے ہو پھر سید امیر کلال بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہ کر ذکر و عبادات میں مشغول رہے یہانتک کہ وہ ہو گئے جو ہو گئے، اور آپکے خلیفہ اعظم بن گئے، اس کو جامی نے بیان کیا ہے۔

محمد پارسا بخاری ہیں شاہ نقشبند کے خلیفہ اور نقشبندیہ طریقہ کے ایک امام اور حضرات محققین صوفیہ میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت شیخ امام محمد بن محمد شمس الدین الجزری امام القرآت ماوراء النہر کے محدثین کی اسنادوں کی تصحیح کے واسطے سمرقند تشریف لائے کسی شریر حاسد نے ان سے کہدیا کہ شیخ محمد پارسا ایسی حدیثیں بیان کیا کرتے ہیں جن کی سند کو کوئی نہیں پہچانتا۔ اگر آپ ان کو درست کر دینگے تو بڑا کار ثواب ہوگا آپکے بادشاہ سے ان کے آجانے کی فرمائش کی یہ پہنچ گئے۔ تو ایک زبردست جلسہ منعقد کیا جو سوقت کے شیخ الاسلام شیخ عصام الدین مشہور نحوی اور دوسرے علماء پر مشتمل تھا۔ اور آپکے ایک حدیث کے متعلق سوال کیا آپنے مع سند کے سنادی۔ امام جزری نے فرمایا کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں تو شک نہیں لیکن یہ سند میرے نزدیک ثابت نہیں اس واقعہ سے ان کے حاسدین بہت خوش ہوئے پھر شیخ نے اس حدیث کی دوسری سند بیان فرمائی۔ امام جزری نے پھر وہی پہلا جواب دیا تو شیخ نے سمجھ لیا کہ وہ جو سند بھی نقل کرینگے، جزری اسکو قبول نہ کرینگے، آپ نے ملا عصام کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ کیا فلاں سند تمہارے نزدیک صحیح ہے اور اسکی اسنادیں قابل اعتماد ہیں۔ ملا عصام نے کہا

جی ہاں یہ کتاب محدثین کے یہاں معتبر ہے اور ان کی اسنادوں میں کسی نے کلام نہیں کیا اگر آپ کی سند اس کے اندر ہوگی تو ہم کو کوئی اعتراض نہ رہے گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ سند تمہارے کتب خانہ میں فلاں جگہ اور فلاں کتاب کے نیچے ہے اس کا حجم اتنا ہے اور جلد ایسی ہے اور یہ حدیث جس کو میں نے اس وقت بیان کیا ہے اسی سند سے اس میں فلاں صفحہ پر موجود ہے تلاش کر لو ملا عصام خود متردد تھے کہ ان کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود بھی ہے۔ یا نہیں۔ جب کتاب حاضر کی گئی تو یہ حدیث اسی سند سے اس میں مل گئی۔ تمام حاضرین کو بہت ہی تعجب ہوا خصوصاً ملا عصام الدین صاحب کو کیونکہ شیخ نہ کبھی ان کے گھر آئے تھے نہ انکی کتابیں دیکھی تھیں سب لوگ شرمندہ ہو گئے یہ خبر بادشاہ کو بھی پہنچی تو بادشاہ کو آپ کو تکلیف دینے پر بہت ندامت ہوئی۔ آپ کی شہرت اور علماء کے اعتقاد اور زبان بندی کا سبب واقعہ ہوا آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۱۰۲۰ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ کے قریب دفن ہوئے اس کو خانی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ الذہنی۔ ذہنہ بکسر دال یمن کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے۔ بڑی شان والے صوفی ہیں فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم پر سخت قحط واقع ہوا سب گھر والے ہلاکت کے کنارہ پہنچ گئے تو ہم ایک تاجر کے پاس گئے اور اس سے کچھ (قرض) مانگا۔ اس نے انکار کر دیا مجھے ایک حدیث یاد آئی جو میں نے سنی تھی کہ حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ طلوع صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ایک ساعت ہے جو ساعات جنت کے مشابہ ہے اس میں دعا رد نہیں کی جاتی میں نے بچوں اور گھر والوں سے کہا۔ کہ سب لوگ اس ساعت میں دعاء میں لگ جاؤ۔ ہم سب نے سات دن تک دعا کی ساتویں روز میں ایک دیوار کے قریب غسل کرنے گیا تو دیوار کے شگاف میں سے بہت سی اشرفیاں چمک رہی تھیں میں نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور عرض کیا اے پروردگار میں یہ نہیں چاہتا میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں جس سے فاقہ نہ ہے پھر جو منہ کھولا تو اشرفیاں چھپ گئیں تھی اس کے بعد وہ تاجر ہمارے یہاں آیا ایک ہزار درہم لایا اور کہنے لگا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے فرمایا ہے انکو ایک ہزار قرض دے دو۔ فقیہ احمد بن موسیٰ عجیل کہتے ہیں میں نے یہ حدیث تلاش کی تو اربعین اجریہ میں ملی اس کو مناوی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن علی بن یوسف الاشکل یمنی - بڑے اولیاء اور صوفیہ صافیہ میں سے ہیں۔ روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جناب علی نے ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اس نے ان سے کہا اے فقیہ تمہارے بیٹے محمد پہ میرا قابو نہیں ہے بلکہ میں اس مجلس میں بھی نہیں جا سکتا جہاں وہ ہوں ایک مرتبہ فصل خریف میں بارش کو بہت دیر ہو گئی تو لوگ ان حضرت محمد بن علی کے سر ہو گئے۔ فرمایا نہ خریف میں سردی میں مگر ربیع میں ایک بارش ہو گی اور کچھ تھوڑا سا کھر پڑے گا پھر ایسا ہوا جیسا فرمایا تھا، محمد بن اسمٰعیل المکدش نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے میں نے اولیاء میں فقیہ محمد بن علی الاشکل جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اور ان کے بھائی ابوبکر المکدش سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے فقیہ محمد بن علی الاشکل سے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ مجھے کوئی کرامت دکھاویں فرمایا دیکھو میں نے دیکھا تو آپنے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر رکھی تھی ایک میں سے آگ بھڑک رہی تھی۔ اور دوسری میں سے پانی اُبل رہا تھا۔ فرمایا ابوبکر دیکھ لی عرض کیا جی ہاں پھر آپنے انگلیاں بند کر لیں۔ اس کو شرجی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عمر مشہور بہ صاحب المصنف - اکابر اولیاء ائمہ علما سادات باعلویہ میں سے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب اس نواح کے بادشاہ نے بعض تاجروں پہ ٹیکس مقرر کیا تو ان بزرگ نے سفارش فرمائی اس نے قبول نہیں کی۔ فرمایا یہ کل قتل ہو جائیگا۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا ان کے سر کو گلیوں اور بازاروں میں گشت کرایا گیا۔ آپکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا خادم اندھیری رات میں چراغ لایا۔ چراغ گل ہو گیا اور وہ راستہ نہ دیکھ سکا آپنے اس میں پھونک مار دی تو پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا آپ کی وفات سنہ ۸۲۲ھ میں ہوئی ہے، جب آپکا نزع کا وقت ہوا تھا غیب سے اس آیت کی تلاوت کی آواز سنی گئی یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات سے اجر عظیم تک دینے ان کو انکے پروردگار اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضا اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتے ہیں کہ ان کیلئے ان میں دائمی نعمت ہو گی ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے) جب آپ کی روح نکلی تمام مکان نور سے اس قدر جگمگا اٹھا کہ چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔ آپکے مرید محمد بن حسن جمل اللیل نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ اور ان کو یہ کہتے سنا یا ساعۃ العون یا ابا المحسن (یعنی اے نصرت حق کی گھڑی اے حل مشکلات) اور یہ ایسا کلمہ ہے۔

جو عرب میں مسرت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے اور محمد بن ابی بکر باقضل نے یہ کہتے سنا۔
سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ اے میرے پروردگار اے عزت کے مالک میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں ان تمام امور سے جن کو کفار بیان کرتے ہیں اور تمام جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے ہی لئے سب تعریف ہیں۔ آپ مقبرہ زنبل میں حضرموت کی آبادی میں ایک عظیم مقام میں دفن کئے گئے ہیں آپ کی قبر وہاں مشہور ہے اسکی زیارت کیجاتی ہے۔ اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن علی بن محمد رویہ قبیلہ کے آزاد کردہ غلام۔ اکابر صوفیہ وعلماء اور سادات عارفین واولیاء میں سے ہیں ایک حاکم نے ایک دفعہ ان کے ایک مرید کو (بلاوجہ) کچھ کہہ سن دیا تھا۔ تو اسکو کسی قسم کے امراض لاحق ہو گئے۔ اور چند علام ہوگئی آخر وہ ان کے پاس آیا وہ ان کے ہاتھ پر اپنے فعل سے توبہ کی آپ نے اپنا دست مبارک اسپر پھیر دیا۔ تو اسکی تمام شکایات جاتی رہیں آپ کا انتقال ۸۲۴ھ میں ہوا ہے اس کو شبلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ بن محمد قبیلہ رویلہ کے آزاد کردہ غلام۔ یہ بھی اکابر علماء اور بڑے اولیاء میں تھے، آپ کی کرامتیں بہت ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ جب آپ حج سے واپس ہوئے تو شحر نامی بندرگاہ کے لوگوں نے ایک زبردست ہجوم سے ان کا استقبال کیا اور سلام کیواسطے ٹوٹ پڑے جمعہ کا دن تھا۔ عرض کیا گیا اگر آپ جمعہ کے لئے تشریف لیگئے۔ تو عوام جوق جوق آپکے پیچھے ہو گئے اور دست پابوسی پر ہجوم کریگے فرمایا میں جاؤنگا اور لوگ مجھے دیکھ ہی نہ سکینگے۔ غرض آپ تشریف لیگئے جمعہ پڑھا۔ مگر سوائے چند خاص مریدوں کے اور کسی نے آپ کو نہ دیکھا ...... آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی بچی اونٹ کی کمر پر سے ایک پتھریلی جگہ گر پڑی آپ شحر میں تھے وہیں کسی شخص نے دیکھا کہ گویا آپ کسی شے کو ہاتھوں سے سنبھال رہے ہیں آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میری بچی ظلوبہ گر گئی تھی میں نے اس کو ہاتھوں میں سنبھال لیا۔ بعد میں اس کا گرنا اسی وقت نکلا۔ اور اسکو کوئی گزند نہیں پہنچی۔ بچی نے بیان کیا ہے کہ جب میں گری میرے خراس جاتے رہے تھے مگر میں نے اپنے والد صاحب کو دیکھا۔ کہ مجھے اٹھالیا۔ اور زمین پر رکھدیا۔ آپکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ظفار میں تھے حضرموت کے لوگوں نے فصل خریف کے آجانے کی وجہ سے وہاں کا

سفر کیا تو ایک شخص رہ گیا تھا۔ اس نے کوشش کی کہ کوئی اسکو قافلہ تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا۔ وہ بہت پریشان ہوا آخر ان بزرگ کے پاس آیا۔ اور اپنے حال کی روئداد عرض کی اور یہ کہ اگر قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ تو اسکی تمام مصلحتیں فوت ہو جائیں گی۔ آپ نے اس کو قافلہ تک پہنچ جانے کی بشارت دی اس درمیان میں آپکے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے آپنے ان میں صلح کرائی اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس شخص کو سوار کر کے قافلہ تک پہنچا آؤ۔ ظفار اور حضرموت کے درمیان ایک ایسا خوفناک جنگل تھا جس میں ہو کر گذرنا قافلہ ہی کا کام تھا۔ وہ شخص اسکو لے گیا اور قافلہ میں پہنچا دیا۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک بار آپ مع اپنے گھر والوں کے سفر کر رہے تھے۔ پانی ختم ہو گیا۔ پانی کا مقام دور تھا۔ اہل و عیال پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ شتربان نے کہا مجھے یہاں کہیں پانی معلوم نہیں ہے آپنے ایک مشکیزہ لیا اور کچھ دیر کیلئے غائب ہو گئے۔ اور پھر پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ لے آئے۔ وفات کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالٰی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جواب دیا مجھے وہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کی کوئی نہایت نہیں اور نہ کبھی میرے دلمیں ان کا خیال تک گزرا۔ عرض کیا گیا یہ آپ کو کس صلہ میں عطا ہوئیں فرمایا کثرت ذکر اللہ سے اسکو شلی رحمہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبد الرحمن اسقاف - یہ باعلوی ہیں بڑے اماملوں میں سے ہیں ان کے مکاشفات بہت ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مقام تریم علاقہ حضرموت میں رہتے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھ لیتے تھے، اور ایک شخص کے ایک دفعہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہوا آپنے اسکو نکلوا دیا پھر وہ لوٹ آیا آپنے پھر نکلوا دیا۔ اس شخص سے پوچھا گیا تو اس نے کہا میں حالت جنابت میں تھا۔ ایک عورت نے آپکی دعوت کی آپنے تھوڑا سا کھایا اور قے کر دی۔ اور فرمایا کہ یہ چوری کا ہے عورت سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا۔ کہ واقعی میں نے اپنے خاوند کے مال میں سے اسکی چوری کر لی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ تریم کے حکمران نے آپسے دریافت کیا کہ آئندہ کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ فرمایا اپنی کوٹھار کو غلہ سے پر کر لو۔ ورنہ چمڑے تک کھا ڈالو گے مگر اس نے آپ کی بات کی طرف التفات نہ کیا کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ایک دشمن آپڑا۔ اور اس نے تریم کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ چمڑا تک کھانا پڑا۔ اس کو شلی رحمہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن حماد بن عبد الرحمن باعلوی مشہور بہ نقعی مرباط کے مرید ۔ مقام نقعہ علامۃ حضرموت کے رہنے والے ہیں اسی وجہ سے نقعی کہلاتے تھے بڑے اولیاء صالحین اور بڑے پایہ کے بزرگوں میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک لیموں کا درخت لگا رکھا تھا آپ اس پر سے ایک ہزار لیموں توڑا کرتے اور ان کی قیمت کو جن لوگوں کی خورد و نوش آپ کے ذمہ تھی۔ ان پر خرچ کیا کرتے تھے اور لوگ ان کو بہت گراں خریدا کرتے تھے، ایک بار یہ واقعہ پیش آیا کہ کچھ لوگ رات کو آئے اور لیموں توڑ لئے جب لوٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کہ ان کو راستہ نظر نہ آیا یہاں تک کہ حضرت والا آ پہنچے ان لوگوں نے معذرت کی استغفار اور توبہ کی تو ان سے عہد لیا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرینگے انہوں نے عہد کیا اور لوٹ گئے اس کو شلی ؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن حسن بن عبد اللہ بن ہارون باعلوی جمل اللیل ۔ عباد اللہ الصالحین اور اولیاء عارفین میں سے ہیں۔ جنت لقب سے مشہور ہیں کیونکہ جنت کی دعائیں بہت کیا کرتے تھے۔ زیلع میں سید ہیں محمد الشاطری کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے ایک روز محمد شاطری ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا میرے دادا عبد اللہ بن ہارون کا انتقال ہو گیا۔ ہے پھر تحقیق سے ان کا انتقال اسی تاریخ میں معلوم ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن ہارون شہر تریم علاقہ حضرموت میں تھے۔ اس کو شلی ؒ نے بیان کیا ہے۔ ص ۱۵۵/۲۰ ———— ص ۱۵۶/۱۸

شیخ محمد جو سانپ کھانے والے مشہور تھے ۔ شیخ کامل اور بزرگ تھے۔ سانپ کنسلائی وغیرہ وغیرہ حشرات الارض کھانے میں مشہور تھے اور کنسلائی کو کشمکش اور سانپ کو ککڑی پاتے تھے۔ اور اسی طرح دوسرے جانوروں کو بڑے بزرگوں میں اور ایسے لوگوں میں سے تھے۔ جن کے لئے ماہتیں بدل جاتی ہیں ان سے کشف و کرامات بہت ظاہر ہوئے ہیں بیان کیا گیا ہے کہ یہ جبل عرفات پر حاجیوں کیساتھ دیکھے جاتے تھے اور بقر عید کے دن صبح کو بیت المقدس میں ہوتے تھے، آپ کا انتقال ۸۰۳ھ میں ہوا اور باب الرحمت پر دفن ہوئے ہیں اسکو الانس الجلیل میں بیان کیا ہے۔

شمس الدین محمد بن علی الحسینی البخاری ۔ کتاب و سنت کے عالم اور عارف باللہ تھے۔ زاہد متورع اور زبردست جذبہ کے بزرگ تھے تصوف میں قدم راسخ حاصل تھا بخاری

میں ولادت ہوئی۔ آپ سے بہت کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں روایت کیا گیا ہے کہ جب امیر تیمور نے شہر
بروسا پر چڑھائی کی اور تاتاریوں نے شہر میں فساد برپا کیا لوگ ان کی خدمت میں فریاد لے کر آئے
اور ظالموں کے دفعیہ کیلئے گریہ وزاری کی آپنے فرمایا اس کے لشکر میں جاؤ اور تلاش کرو ایک
خستہ حال شخص ہے جو جانوروں کے نعل بناتا ہے اور پھر اسکی ہیئت و شکل بیان کی۔ اور فرمایا
جب تم اسکو پاؤ تو میرا سلام کہو۔ اور میری طرف سے پیام دو کہ وہ اب یہاں سے چلے جانیکی فرمائش
کرتا ہے لوگوں نے اس کو تلاش کیا جیسا جیسا حضرت نے بتایا تھا ویسا پایا اور اسکو حضرت والا
کا پیام پہنچا دیا اس نے کہا میں بسر وچشم تعمیل کرونگا۔ اور انشاء اللہ کل ہم لوگ یہاں سے کوچ
کر جائیں گے تو اگلے روز امیر تیمور مع اپنے لشکر کے وہاں سے کوچ کر گیا اور اسطرح کہ اگلوں
نے پچھلوں کا انتظار بھی نہیں کیا آپ کی وفات شہر بروسا میں ۸۳۲ھ میں ہوئی ہے۔ وہیں
مدفون ہوئے ہیں اور آپ کی قبر مشہور ہے اسکی زیارت کیجاتی ہے اسکو شقائق نعمانیہ میں
بیان کیا ہے

محمد بن حسن المعلم باعلوی۔ صاحب کرامات اکابر اولیاء میں سے ہیں شہر تریم علاقہ
حضر موت میں ۸۰۰ھ میں تولد ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ مستجاب
الدعاء تھے آپنے اپنے متوسلین کی ایک جماعت کیواسطے دینی و دنیوی امور کی دعا فرمائی۔ جن کو ان
لوگوں نے حاصل کیا۔ سید عبد اللہ بن علوی بن محمد جو قبیلہ دویلہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔
عبادات اور ریاضات میں بہت مجاہدے کیا کرتے اور فتوحات[ع] غیبیہ کا انتظار رکھتے تھے آپنے
ان سے فرمایا کہ اخیر عمر میں حق تعالے تم کو فتوحات غیبیہ سے نوازینگے، پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپنے کہا تھا
بیان کیا گیا ہے کہ ایک چور نے آپکے کھجور کے درختوں پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تھا۔ تو اس کے بدن
میں زخم ہو گئے اور اس قدر تکلیف کہ نیند حرام کر دی صبح ہوئی وہ حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت
کیلئے حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ فلاں صاحب[ع] کی قبر پر جاؤ۔ اور اس قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگا لو۔ اس نے ایسا
کیا اور اچھا ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شیطان نے ان کو کچھ اذیت دینا چاہی تو آپنے اس کو پکڑ لیا۔ اور
اس سے اپنی کاموں میں خدمت لی۔ یہانتک اس نے کھجور کے درخت لگائے اور ان کو پانی سے

ع اس سے مالی فتوحات مراد نہیں کہ وہ قابل اعتنا چیز نہیں بلکہ علوم و معرفت کی فتوحات ہیں جن کا انتظار ہونا عیب نہیں ہے بلکہ مستحسن تھا۔ ۱۲ ح۔ ع بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا نام اپنی کرامت کو چھپانے کے لئے لیا تھا۔ بعض بزرگ ایسا کرتے

سینچا۔ اور ان حضرات کو اہل برزخ کے حالات کی بھی اطلاع رہتی تھی۔ اور ان میں کی ایک جماعت سے ملتے تھے آپ کی وفات شہر تریم علاقہ حضرموت میں ۹۶۳ھ میں ہوئی اور مقبرہ زنبل میں دفن ہوئے اب کی قبر مشہور ہے اسکی زیارت کی جاتی ہے اس کو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد شمس الدین حنفی ۔ مصری و شاذلی ہیں۔ مصر کے جلیل القدر مشائخ سادات عارفین طریق کے ارکان اور اوتاد وں کے صدر اکابر ائمہ زبردست علماء میں سے ہیں منجملہ ان بزرگوں کے ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے عالم وجود میں ظاہر فرما کر عالم تکوین میں تصرف عطا فرمایا مغیبات سے گویا کیا۔ خرق عادات اور قلب ماہیات دیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائب کو ظاہر فرمایا لوگوں نے ان کے حالات میں مستقل تالیفیں کی ہیں ص۱۸۶ کل ۷۵ سطر ———— ص۱۸۷

ہیں ان میں سے صرف ان کرامتوں کو لیتا ہوں جن کو امام شعرانی نے لیا ہے فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین کا یہ واقعہ ہے کہ وہ مع اپنی جماعت کے مصر سے رومتہ تک پانی پر چلتے ہوئے عبور کر جاتے تھے اور یہ بزرگ لوگوں کے دلوں کے خیالات پر گفتگو فرمایا کرتے اور ہر شخص سے اس کے حال کے موافق خطاب فرمایا کرتے تھے آپ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ہمکو شیخ عبد القادر گیلانی رح سے یہ پہنچا ہے کہ انہوں نے اپنے متوسلین کیلئے ایک دن سکوت کا مقرر فرمایا تھا اس سے یہ غرض ہے کہ آپ ہمارے واسطے ایسا کریں فرمایا انشاء اللہ کل کرینگے پھر آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور بغیر آواز اور حروف کے سری طریقہ سے تکلم فرمایا۔ حاضرین میں سے ہر شخص نے اپنا حصہ لیا اور ہر ایک کہنے لگا۔ کہ میرے دل میں یہ القاء فرما دیا۔ اور شیخ فرماتے تھے ٹھیک کہتے ہو اور ہر شخص کو نصیحت حاصل ہوتی تھی۔ یہ واقعہ آپ کی بڑی کرامتوں میں سے شمار کیا گیا ہے اور جب منکرین میں کوئی شخص اس مقررہ دن میں حاضر ہوتا بیقرار ہو جاتا۔ کپڑے پھاڑنے لگتا اور زمین پر لوٹنے لگتا۔ اور کہتا خدا کی قسم یہ معمولی نہیں ہیں اور آپکے سلسلہ میں داخل ہو جاتا تھا۔ یہ بزرگ قیمتی اور فاخرہ لباس پہنتے تھے، ایک شخص نے جس کو اولیاء کے حالات کی شناخت نہیں تھی (غائبانہ) اعتراض کیا اور کہا یہ بعید ہے کہ اولیاء اللہ ایسا لباس پہنیں جو بادشاہوں کے قابل ہے۔ پھر کہنے لگا اگر شیخ ولی ہیں

ع۵ اولیاء کرام کی ایک قسم ہے جو ہر زمانہ میں صرف چار ہوتے ہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب کی حفاظت و ولایت ایک ایک کے سپرد ہوتی ہے اور یہ جہت کعبہ مکرمہ سے شمار ہوتی ہے بعض عورتیں بھی اس مقام کو پہنچی ہیں

تو مجھ کو یہ جبہ دیدیں۔ تاکہ میں اسکو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کروں جب شیخ اس مقررہ وقت سے فارغ ہوئے اس کو اتار دیا اور فرمایا کہ یہ فلاں شخص کو دیدو کہ اسکو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اس شخص نے وہ لیلیا اور فروخت کر دیا اور کہنے لگا الحمد للہ اسلئے میری امداد ہو گئی ہے پھر جب دوسری بار وہ وقت آیا تو پھر وہ جبہ شیخ کے جسم مبارک پر دیکھا گیا۔ محبین میں سے کسی صاحب نے خرید لیا تھا اور کہا کہ یہ تو شیخ ہی کے لائق ہے اور ہدیہ کر دیا۔ شیخ ابو العباس مرسی کہتے ہیں جب شیخ محمد حنفی مدرسہ سے فارغ ہو کر نکلے تو بازار میں بیٹھ کر کتابیں فروخت کرنے لگے۔ کوئی بزرگ ادہر گزرے تو فرمایا محمد تم دنیا کیلئے نہیں پیدا کئے گئے آپ دکان سے اتر کھڑے ہوئے اور جو کچھ نقد اور کتابیں تھیں چھوڑ دیں اور پھر کبھی ان کے متعلق کچھ پوچھا بھی نہیں پھر آپ کو خلوت پسند ہوئی سات سال خلوت میں رہے اور خلوت خانہ سے جو زمین کے نیچے تھا باہر نہ آئے خلوت خانہ میں جب داخل ہوئے تو آپ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ شیخ ابو العباس مذکور کہتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس آتا اور یہ خلوت میں ہوتے تو دروازہ پر کھڑا ہو جاتا تھا اگر فرماتے آجاؤ تو اندر آتا اور اگر خاموش رہتے تو لوٹ جاتا ایک دن میں بلا اجازت لئے چلا گیا تو میری نظر ایک بڑے زبردست شیر پر پڑی میں بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں نے بلا اجازت داخل ہونے سے استغفار کیا۔ یہی شیخ ابو العباس کہتے ہیں کہ یہ شیخ خلوت خانہ سے اسوقت تک باہر نہیں آئے جب تک ہاتف نے تین بار یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ محمد نکلو اور لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ اور تیسری بار میں کہا اگر نہ نکلے تو پھر بندی ہے شیخ نے سمجھ لیا کہ دوری کے بعد پھر بے تعلقی ہے فرماتے ہیں میں اٹھا اور حجرہ کی طرف نکل آیا۔ تو حوض پر ایک جماعت کو وضو کرتے دیکھا کسی کے سر پر زرد عمامہ ہے کسی کے سر پر نیلا کسی کا چہرہ بندر کا کسی کا سور کا اور کسی کا چاند سا ہے تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالے نے مجھے ان لوگوں کے انجاموں پر مطلع فرمایا ہے میں پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوا (یعنی دعا کی کہ یہ کشف زائل ہو جائے) حق تعالےٰ نے جو لوگوں کے حالات مجھ پر منکشف فرمائے تھے مستور کر دیئے اور میں بھی اور لوگوں کی طرح ہو گیا شیخ کے خلوت خانہ میں ایک توت کا درخت بویا ہوا تھا فرماتے ہیں

ملہ کاملین نے کشف سے برأت ہی طلب کی ہے اس لئے نہ اسکو کمال کہا جا سکتا ہے نہ لوازم کمال میں سے کہا جا سکتا ہے بعض بزرگوں نے کشف عیوب اختیاری اور اتفاقاً غیر اختیاری کو گناہ قرار دیا ہے ۱۲

میرے دل میں آیا کہ اس سے باتیں کروں میں نے اس سے کہا اے توت کوئی بات بیان کر اس نے
بلند آواز سے کہا کہ لوگوں نے مجھے بویا پھر پانی دیا جب پانی دیا تو میں جڑ پکڑ گیا جب جڑ پکڑ گیا تو
شاخدار ہو گیا جب شاخیں آ گئیں تو پتے نکل آئے جب پتے نکل آئے تو پھلدار ہو گیا جب پھل آ گیا
تو لوگوں کو کھلانے لگا شیخ فرماتے ہیں اس کی بات سے میرے سلوک کا درس ہو گئی اور جو کچھ توت سے
کہا تھا الحمد للہ مجھے حاصل ہو گیا (یعنی خلوت میں بیٹھے ذکر و شغل کیا آثار و انوار پیدا ہوئے تجلیات
ہوئیں نسبت کی تکمیل ہوئی۔ اور رسوخ ہوا تو پھر خدمت خلق ہونی چاہیئے اس لئے خدمت خلق کا وقت
آ گیا اور بحمد اللہ سب امور کی تکمیل ہو گئی) آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی کہ سید علی بن وفا ایک دن
ایک ولیمہ میں تھے لوگوں نے کہا ولیمہ کی تکمیل جب ہو گی کہ شیخ محمد حنفی بھی تشریف لائیں صاحب ولیمہ
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا یہاں مشایخ میں سے کون کون
ہیں صاحب ولیمہ نے عرض کیا کہ حضرت سید علی بن وفا اور انکی جماعت ہے فرمایا جاؤ اور ان سے میرے
حاضر ہونے کی اجازت لو کیونکہ فقرا کا ادب یہ ہے کہ جب ہاں کوئی بڑا شخص ہوتا ہے تو بغیر اسکی اجازت
کے نہیں جاتے سید علی صاحب نے اجازت دیدی اور انکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اپنے پاس بٹھا لیا
باہم گفتگو ہونے لگی سید علی صاحب نے ان سے کہا تم اس شخص کے باب میں کیا کہتے ہو جس کے ہاتھ میں
عالم وجود کی چکی ہو کہ جس طرح چاہے سے گھمائے شیخ محمد حنفی نے کہا کہ آپ اس شخص کے باب میں کیا
کہتے ہیں کہ جو اس چکی پر ہاتھ رکھ دے اور اسکو گھومنے سے روک دے سید علی صاحب نے فرمایا خدا کی
قسم ہم اسکو تمہارے لئے چھوڑ دینگے اور اس سے چلے جائیں گے شیخ محمد نے سید علی صاحب کی
جماعت سے کہا تم لوگ اپنے شیخ کو رخصت کر لو کیونکہ وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی طرف انتقال فرما جاینگے
پھر واقعہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا اور شیخ محمد نے رات میں ایک ہاتف کو کہتے سنا محمد
ہم نے تم کو اسکا بھیجا حاکم بنا دیا جو علی بن وفا کے قبضہ میں تھا اور یہ اسرار اور زیادہ ہے جو تمہارے
قبضہ میں تھا میں سمجھ گیا کہ یہ انکی وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے میں نے فقراء میں سے ایک شخص
کو بھیجا کہ محلہ عبد الباسط میں سید علی صاحب کا مکان دریافت کرے اس نے وہاں ایک رونے والے کو پایا
جس نے کہا کہ ان کی وفات ہو گئی شیخ شمس الدین بن کتیلہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلی شہرت جس سے شیخ محمد
حنفی مشہور ہو گئے یہ بھی کہ شاہ فرج بن برقوق لوگوں پر تیر چلا رہا تھا اور شیخ ان کو رد کر دیتے تھے

(باقی آئندہ)

اسنے شیخ کے پیچھے آدمی بھیجا اور سخت دست کہا اور کہا کہ ملک میرا ہے۔ شیخ رح نے کہا نہ میرا نہ تمہارا ملک اللہ واحد وقہار کا ہے پھر شیخ بددل ہو کر کھڑے ہوئے اسکے بعد بادشاہ کے آنتوں میں درم ہو گیا اور قریب بہلاکت ہو گیا۔ طبیبوں نے دوڑ دھوپ کرائی سب عاجز ہوئے تو خواص میں سے کسی دانشمند نے کہا کہ یہ حضرت شیخ کی بددلی کی وجہ سے ہے بادشاہ نے کہا کہ ان کی خدمت میں کسیکو بھیجو کہ ان کا دل خوش کرے امراء دربار انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ کو مصر سے باہر مطریہ کے نواح میں پایا بادشاہ کے یاد کرنے کی اطلاع پیش کی مگر آپنے ملنا منظور نہ فرمایا لوگ انکے اور بادشاہ کے درمیان پیامات پہونچانے رہے حتے کہ آپ کو رحم آگیا اور بادشاہ کیواسطے ایک روغنی زیتون کے تیل میں مالیدہ کی ہوئی بھیجدی اور ان لوگوں سے فرمایا کہ بادشاہ سے کہدو کہ یہ کھالے اچھا ہو جائیگا اور پھر ایذا دہی نہ کرنا ورنہ تمہاری گوشمالی کیجائیگی تو اس روز سے شیخ کی یہ بات مشہور ہو گئی اور یہ حالت ہو گئی کہ جب کوئی شخص کسیکو ایسے کام پر ملامت کرتا جسکو اسنے نہیں کیا تو وہ کہتا کہ شیخ حنفی غصہ ہو جائینگے اور یہ کلمہ لوگوں میں اتنک رائج ہے ایک بار ان کے پاس امیر بیسق نے روپیوں کا ایک ڈھیر کا ڈھیر بھیجدیا آپ کرسی پر بیٹھے تھے اس میں سے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگے اور اسے کل کو قاصد کے سامنے ہی ختم کر دیا گویا اسکو دکھلا دیا کہ فقراء اس سے مستغنی ہیں۔ اور یہ کہ اگر یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہوتے تو تمام لوگوں سے بڑھکر ان کو یہ درجہ حاصل نہ ہوتا جب امیر کو یہ واقعہ پہونچا وہ حاضر ہوا اور دست بوسی کی شیخ رح نے فرمایا اس کنوئیں پر جاؤ اور یہ حوض پانی سے بھردو اسکا ثواب قیامت تک تمہارے نامہ اعمال میں درج ہوگا امیر نے اچکن وغیرہ اتار دی اور ڈول بھر تو بہت بھاری تھا بڑی مشقت سے اسے اوپر لایا تو اشرفیوں سے لبریز پایا حضرت شیخ سے ماجرا عرض کیا تو فرمایا اسکو کنوئیں میں الٹ دو اور پھر بھرو اسنے دوبارہ دوسرا بارہ بھرا تو ایسے ہی ہوا فرمایا کہ کنوئیں سے کہدو کہ ہمکو تو پانی ہی کی ضرورت ہے تب اس امیر کی نظر میں وہ مال حقیر ہوا جو انہوں نے شیخ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ فقراء نے آپ سے وضو کیلئے مصفی نالی کی درخواست کی آپنے اپنی لکڑی زمین میں گاڑ دی اور فرمایا یہ ...

نالی ہے تو اُس میں اب تک وضو کا پانی اترجاتا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں جاتا ہے۔
ایک مرتبہ آپکے پاس ایک مالکی قاضی امتحان کیواسطے آئے لوگوں نے حضرت شیخ سے
عرض کیا کہ یہ قاضی صاحب امتحان کیلئے آئے ہیں فرمایا اگر وہ مجھ سے کچھ پوچھ سکا تو میں سجادہ
فقیر اپر بیٹھنا چھوڑ دونگا جب قاضی صاحب آگئے تو پوچھنے لگے آپ کیا فرماتے ہیں اس میں
اور خاموش ہوگئے شیخ نے فرمایا جی پھر کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہوگئے
شیخ نے فرمایا جی۔ پھر بھی کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہوگئے شیخ نے فرمایا
ہی یعرض کئی دفعہ ایسے ہی کہا اور آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ پھر قاضی صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک سوال
کرنا چاہتا تھا مگر اب بھول گیا پھر اپنا سر کھولا استغفار کیا اور عہد کیا کہ فقراء پر انکار واعتراض
نہ کیا کرینگے اور اُن بزرگ کی یہ حالت تھی کہ جب آپ قاہرہ میں سے کسی مرید کو جوریف کے مقبہا پر
ہوتا پکارتے تھے وہ جواب دیتا تھا پھر اگر فرماتے آؤ تو آجاتا تھا یا فرماتے تھے یہ کرو تو وہ کرلیتا تھا
ایک دن آپنے غربی بلاد کے قطور کے شہروں میں سے کسی شہر میں ابوطاہر کو آواز دی اُس نے
آپ کی آواز سن لی اور قاہرہ حاضر ہوگیا آپ کی خدمت میں ہوا میں اُڑنے والے بزرگ حاضر
ہوا کرتے تھے آپ اُنکو ادب سکھاتے تھے اور پھر ہوا میں اُڑجاتے تھے اور لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے
تھے حتی کہ وہ نظر سے اوجھل ہوجاتے تھے آپ دریائی لوگوں سے بھی ملاقات کرتے تھے کپڑوں سمیت
سمندر میں گھس جاتے تھے بہت دیر تک وہاں رہتے اور نکل آتے تھے مگر کپڑے نہ بھیگتے تھے
آپ کی خانقاہ کے امام کو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب وہ نماز کو چلے راستہ میں ایک حسین عورت
نظر پڑی انہوں نے اُسے دیکھ لیا جب خانقاہ پہونچے تو شیخ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے
کا حکم دیا پھر جب دوسری نماز کا وقت آیا پھر دوسرے شخص کو فرمادیا پانچ نمازوں تک ایسا ہی
کیا جب ان کو تنبہ ہوا اللہ تعالی نے شیخ کو ان کی بدنگاہی پر مطلع فرمادیا ہے انہوں نے
استغفار کیا تو بہ کی تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کی مال کب تک خیر منانے گی ایک از مصر میں ایک
بزرگ جو اولیاء میں سے تھے حضرت شیخ سے اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہوگئے آپنے اُنکے
حالات سلب کرلئے انہوں نے استغفار کیا اور شیخ کے پاس معذرت کیلئے آئے
تب شیخ نے حالات واپس فرمائے اور یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ اُنکے پاس ایک تو مبارک تھا

جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس میں ہاتھ ڈالتے اور وہی چیز اس میں سے نکال لیا کرتے تھے اب جب ہاتھ ڈالتے تھے کچھ نہ ملتا تھا اور آپ بعض اوقات مختلف ہیاتیں بدل لیتے تھے یہاں تک کہ کبھی اتنے بڑھتے کہ سارے حجرہ کو اپنے اعضاء سے پر کر دیتے تھے اور کبھی چھوٹے ہوتے ہوتے اپنی اصلی حالت پر آجاتے لوگوں کو اس حالت کا علم ہو گیا تو آپ نے وہ درد شن دان جو حجرہ میں تھا بند کر دیا اور جب کسی سے بگڑتے تھے اسکو بالکل تباہ کر ڈالتے تھے اگرچہ وہ کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے والبستہ ہوتا اسپر جو بلا نازل ہوتی اسے کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ جیسے ابن نمار وغیرہ کا واقعہ ہوا کہ انہوں نے شیخ کو کسی سفارش کے قصہ میں برا کہا اور یہ ایک شیخ سے والبستہ تھے جو بڑے اولیاء میں سے تھے اور بطائی کہلاتے تھے شیخ محمد حنفی نے فرمایا ہم نے ابن النمار کو تباہ کر ڈالا چاہے اسکے ساتھ ایک ہزار بطائی کیوں نہ ہوں پھر بادشاہ نے آدمی بھیجے اور ابن النمار کا گھر گرا دیا جو اس وقت تک ویران پڑا ہوا ہے ایک امیر نے حضرت شیخ کیساتھ برائی کا قصد کیا کہ آپ کے سامنے ایک زہریلے برتن میں کھانا رکھا اور پیش کر دیا اور آپکے برتن میں کسیکو ساتھ کھانے کی اجازت نہ ہوتی تھی آپنے اس میں سے کچھ تھوڑا سا تناول کیا پھر اٹھکر خانقاہ تشریف لیگئے برتن بھی چل گئے اس امیر کے دو لڑکے آئے انہوں نے شیخ والے برتن کو صاف کیا یہ تو دونوں مرگئے اور شیخ کو زہر نے کچھ نقصان نہ پہونچایا۔

ص ۱۵۹/۱۷ کل ۲ صفحہ ۲ سطر ———— ۱۵۹/۲۲

آپنے ایک امیر کے پاس جسکو شکر باز کہا جاتا تھا ایک سفارش کی اس امیر کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ٹکر لڑتا تھا یہ اس کا سر توڑ دیتا تھا اور شاہ ملک الاشرف برسبائی کے دربار میں غلاموں سے ٹکر لڑتا تھا اس نے قاصد سے یہ کہا کہ اپنے شیخ سے کہدینا کہ خانقاہ میں بیٹھے رہیں اور اس سے منہ بھیڑ نہ کریں ورنہ وہ ایسے ٹکر لگائیگا کہ آپ کا سر توڑ دیگا قاصد نے آکر شیخ سے عرض کر دیا آپنے اسے کوئی جواب نہیں دیا جب رات ہوئی تو اس امیر نے سر کھولا اور دیواروں میں ٹکریں مارتا مارتا مر گیا بادشاہ کو خبر پہونچی تو کہنے لگا اسکو شیخ حنفی رضی اللہ عنہ نے قتل کر ڈالا آپ ...... کے۔

ع اولیاء کو برا کہنے سے غیرت وغضب حق جوش میں آجاتا ہے تو وہ کوئی دنیوی سزا دیتے یا بد دعا کرتے ہیں۔ تاکہ آخرت کی سزائے عظیم ٹل جائے اور دنیا کی ہلکی سزا کافی ہو جائے۔ سلئے ایسے معاملات خود ایک حقیقت ہوتے ہیں ۱۲ م

یہاں ایک نیک سی باندی تھی اس کا نام برکت تھا آپنے اسکو آزاد کردیا اور آزادی نامہ لکھکر دیدیا
اور فرمایا اسکی کسیکو خبر نہ کرنا اس نے گھر والوں کو اسکی خبر کردی تو آپنے فرمایا جلا اور فلاں جگہ بیٹھ جا
وہ نہ سمجھی کہ شیخ کا مقصد کیا ہے گئی اور بیٹھ گئی جب وہاں سے اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکی اُس نے
شیخ سے درخواست کی کہ اُسے اٹھ سکنے کی اجازت دیدیں تو پھر اٹھ تو کھڑی ہوئی مگر چل پھر نہ سکی
پھر اُسنے دوسرے لوگوں سے کہا کہ تم شیخ سے چلنے پھرنے کی اجازت لیدو فرمایا اُسنے صرف اٹھ
کھڑے ہونے کی درخواست کی تھی اور تیر جب کمان سے نکلجاتا ہے پھر نہیں لوٹتا پھر وہ مرنے تک اپاہج
ہی رہی آپ جنوں کی حنفی مذہب کا درس دیا کرتے تھے ایک روز کسی کام کی وجہ سے مشغولی ہو گئی
تو آپنے اپنے داماد سید عمر کو بھیجدیا اُسدن سید عمر نے اُنکو شیخ کے گھر میں پڑھایا یہ سید عمر
کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک جن عورت نے شادی کرنا چاہی میں نے سید محمد رضی اللہ عنہ سے مشورہ
کیا آپنے فرمایا ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے جب میں اسکے ساتھ زمین کے نیچے گیا تو اُسنے
اپنے بادشاہ کے سامنے یہ قصہ پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ جو سید محمد نے کہا ہے میں اُسپر اعتراض
نہیں کرسکتا پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ شیخ کے داماد سے اس ہاتھ سے مصافحہ کرو جس ہاتھ
سے تم نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا تاکہ پھر یہ اس ہاتھ سے سید محمد سے مصافحہ کریں
اور انکے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مصافحہ کے وقت کے درمیان آٹھ سو سال کا فصل ہوجائے
پھر اس جن عورت سے کہا کہ انکو اسی جگہ پہونچا آ جہاں سے لائی ہو آپ کو کاتب السر پر اموت دیکر دی
ابن البارزی نے ایکدن دیکھا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں اور امراء کی ایک جماعت جلو میں ہے
اُسنے اسپر انکار کیا اور کہا کہ یہ اولیاء کا طریقہ نہیں ناظر خاص نے اُس سے کہا اعتراض نہ کرو کیونکہ اولیاء
کے حالات مختلف ہوتے ہیں ابن البارزی نے کہا کہ میں ضرور کسیکو بھیجکر یہ کہلا دونگا جب قاصد
حاضر ہوا اور حضرت کو یہ پیام پہونچایا فرمایا اُسنے تو اسے کہدینا کہ تم ہمیشہ کیلئے معزول کردئے
گئے شاہ موید باللہ نے اُسکے پاس قاصد بھیجا اور فرمان دیا کہ تم اپنے گھر بیٹھو اور پھر وہ معزول ہی
رہا یہاں تک کہ اسی بادشاہ نے اُسکو قتل کردیا۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں بزرگوں کے انکار سے

ص ۱۶۰ کل ۱۹ سطر ——— ص ۱۶۰/۱۰

ابن کتیلہ نے مملکہ کے اکابر میں سے کسی کے پاس سفارش بھیجی تھی اُسنے جواب دیا اگر ابن کتیلہ

فقراء میں سے ہیں تو حکام سے سروکار نہ رکھیں اور اگر ابن کتیلہ باز نہ آئے تو میں اُنکے پیٹ کی آنتیں کاٹ ڈالونگا۔ ابن کتیلہ رحہ کو اس سے رنج ہوا اور کہلا بھیجا کہ میں حضرت شیخ محمد سے معرض کروں گا اُسنے کہا اُنکے بھی پیٹ کی آنتیں کٹ جائینگی۔ شیخ محمد رضی اللہ عنہ نے اُسکے واسطے فقراء کی ایک جماعت کو بھیجا اور فرمایا جب محلہ میں پہونچیں تو اس ظالم کے گھر پر بھی گذر ہیں اور ذکر کی آواز بلند کریں ان صاحبان نے ایسا ہی کیا تو اُس شخص کو قے ہونے لگی اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگیں اور آخر مرگیا آپ خربوزہ کا کچھ حصہ لیتے اور کاٹتے اور اس سے کئی طباق بھر دیتے تھے اور ہر طباق میں دوسرے سے مختلف ہوتا تھا سبز خربوزہ میں زرد قاشیں کاٹ لیتے تھے دیکھنے والوں کی عقلیں حیران رہجاتی تھیں

آپ کی ایک نیل گائے چوری چلی گئی اور چھ ماہ غائب ہی ایکدن شیخ نے نور نسکندار لڑکے سے فرمایا کہ روضہ میں جاؤ اور فلاں دروازہ کو کھٹکھٹاؤ جب گھر والا باہر آئے اُسی کہنا کہ وہ ہماری نیل گائے دیدو جو چھ ماہ سے تمہارے پاس ہے اُسنے وہ دیدی تو فرمایا ھذہ بضاعتنا ردت الینا یہ ہمارا مال ہمیں لوٹا دیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ ایک قاضی صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت شہر والوں نے والی شہر سے ایک مقدمہ کے قصہ میں میرے متعلق یہ کہدیا ہے کہ میں غلام ہوں فرمایا میں نے تمہاری حاجت پوری کردی پھر یہ ہوا کہ والی شہر ایک شریر گھوڑے پر سوار ہوا وہ اُسے لیکر ایک تنگ گلی میں گھس گیا جہاں اُس کی کمر ٹوٹ گئی اور مرکر زمین پر گرپڑا پھر اس نواح کا والی حضرت شیخ کے منوسلین سے ایک شخص ہوگیا وہ اگلے روز شیخ کی زیارت کیلئے آیا تو شیخ نے ان قاضی صاحب کے متعلق اُس سے فرمایا اُسنے انکے اور اُن کی اولاد کیلئے آزادی کا فرمان لکھدیا یہ شیخ رحہ صاحب خرچ کیلئے کچھ نہ رہتا اپنے لوگوں سے قرض لے لیا کرتے تھے پھر جب کچھ آتا ادا فرماتے تھے اس طرح آپ پر ساٹھ ہزار قرض ہوگیا تو شیخ رحہ کو بڑا فکر ہوا ایک دن ایک شخص ایک بڑی سی تھیلی لئے ہوئے حاضر ہوا اور یہ کہا کہ جس جس کا قرض شیخ کے ذمہ چاہتا ہے وہ آئے اور لیجائے اور سب قرض ادا کردیا حاضرین میں سے کسی نے اس شخص کو نہ پہچانا آخر شیخ رحہ سے پوچھا فرمایا یہ قدرت کا ظرف ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو ہمارا قرض ادا کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ کچھ لوگوں نے آپ کے

سامنے عمر بن الفارض رح کے اشعار پڑھے تو عارف باللہ شیخ شمس الدین بن کتیلہ جھومنے لگے شیخ رح نے ان پر ایک نظر کی تو ہوش و حواس غائب ہو گئے اور خواب میں حضرت عمر بن الفارض کو دیکھا کہ خانقاہ کے دروازہ پر پڑا ہے ان کے منہ پر ایک نلکی لگی ہوئی ہے گویا اسکے ذریعہ خانقاہ کے دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے سے پانی پی رہے ہیں جب ہوش میں آئے تو شیخ رح نے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا ہے صحیح ہے شمس الدین میں نے بھی تمہاری آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور آپ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابن الفارض ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہمارے دروازہ پر کھڑے نظر آتے

اور جب اپنے متوسلین میں سے غائب لوگوں میں سے کسیکو دستر خوان پر یاد فرماتے تھے تو انکی جانب سے ایک یا دو لقمے کھا لیتے تھے اور وہ اُن کے پیٹ میں پہونچ جاتا تھا وہ چاہے جہاں ہوں اور پھر جب وہ آتے اسکو بیان کرتے۔

جب منکرین میں سے کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا آپ کچھ اور پوچھنا اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ وہی سوال کرنا چھوڑ دیتا تو آپ فرماتے کیا اور نہیں پوچھتے اگر تم کوئی ایسی بات پوچھتے جس کا جواب میرے پاس نہ ہوتا تو میں لوح محفوظ سے جواب دیتا۔

ایک شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت میں عیالدار ہوں۔ ضرورتمند ہوں مجھے کیمیا بتا دیجئے فرمایا پورے ایک سال ہمارے پاس رہو اور شرط یہ ہے کہ جب وضو ٹوٹ جائے فوراً وضو کرو اور دو رکعت پڑھا کرو وہ رہ پڑا اور ایسے ہی کرتا رہا جب مقررہ مدت میں ایک دن باقی رہ گیا شیخ رح کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کل تمہاری حاجت پوری کر دینگے پھر جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا اٹھو اور کنوئیں سے وضو کیلئے پانی بھر لاؤ اُسنے کنوئیں سے ایک ڈول بھرا تو وہ اشرفیوں سے لبریز تھا عرض کیا حضرت ابتو ایک بال بھی اسکا خواہاں نہیں رہا فرمایا اسکو اسکی جگہ گرا دو اور تم اپنے شہر چلے جاؤ کیونکہ اب تم سب کے سب کیمیا ہی ہو گئے ہو وہ اپنے وطن لوٹ گیا اور لوگوں کو اللہ کے راستہ کی دعوت دی اور بڑا نفع پہونچا۔

شیخ شمس الدین بن کتیلہ کہتے ہیں کہ شیخ جب نماز پڑھتے تھے اُن کی داہنی جانب چار روحانی اور چار جسمانی نماز پڑھتے تھے جنکو سوائے شیخ اور چند خواص کے اور کوئی نہیں دیکھتا تھا

نیل کے دریائی آدمی آپ کی زیارت کیلئے دمشق میں آپکے مکان پہ آیا کرتے تھے اور لوگ انکو دیکھتے تھے آپ کی صاحبزادی ام المحاسن کہتی ہیں کہ ایک بار یہ لوگ زیارت کو آئے سبز چادریں اور نہایت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے مغرب کی نماز آپکے ساتھ پڑھی اور کپڑوں سمیت دریا میں گھس گئے میں نے عرض کیا حضرت پانی میں ان کے کپڑے نہیں بھیگتے آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ لوگ دریا ہی میں رہنے والے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص آدمی رات آیا اور قاعہ کے گھروں کے پاس کھڑا ہو گیا آپنے فرمایا کون ہے اسنے عرض کیا چور فرمایا کہ چوری نہیں کرتے اور اپنے کام میں نہیں لگتا عرض کیا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور میں نے رات میں آپکے باتیں کیں (یعنی عشاء کے بعد باتیں کرنیکو منع فرماتا ہے میں نے بعد عشاء رات میں آپکے بات کرکے آپ کا حکم منع کیا اور اس مخالفت کا ارتکاب کیا ہے اسکی معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں) فرمایا آجاؤ اور رہو مت پھر اسنے توبہ کی اور اسکی توبہ بہت اچھی توبہ رہی تا وفات شیخ کی خانقاہ میں رہا۔

ایکدن آپنے اپنے متوسلین میں سے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ تمام شہر کے گلی کوچوں میں اور بازاروں میں بلند آواز سے ندا دو اے مسلمانوں تم کو شیخ محمد حنفی حکم دیتے ہیں کہ پانچوں اور خصوص عصر کی نماز کی پابندی کیا کرو آپ کا یہ اعلان تمام شہر میں مشہور ہو گیا کہ شیخ نے اس کا حکم دیا ہے سننے والوں میں سے کسی نے منادی کرنے والے پر اعتراض کیا کہ یہ شیخ حنفی کا حکم نہیں ہے یہ تو حق تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے وہ درویش شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور واقعہ عرض کیا شیخ خاموش ہو گئے تیسرے روز منادی کرنیوالا اعلان کیلئے گیا تو جب اس مکان پر پہونچا جہاں اُن لوگوں کا مجمع رہتا تھا ایک شخص نے کہا اے شیخ اے حنفی اللہ کیلئے رحم کرو جس شخص نے اس روز وہ اعتراض کیا تھا آج رات مر گیا منادی والا شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور اس کی اطلاع دی فرمایا جو کچھ میں نے کہا ہے اب کسی سے مت کہنا (یعنی وہ اعلان اب نہ کرنا)

ایک مرتبہ ایک درویش حاضر خدمت ہوا اس نے آپ کا لباس وہ دیکھا جو بادشاہوں کے مناسب حال تھا عرض کیا حضرت آپ کا جو طریقہ ہے آپنے کس سے حاصل کیا ہے؟

اولیاء کی شان تو ژولیدہ حالی اور موٹا پھٹا اور سخت لباس پہننا ہے فرمایا تمہارا اس کے مقصود کیلئے عرض کیا یہ کہ آپ یہ لباس جو بدن مبارک پر ہے اُتار دیں اور یہ جبہ (جو اُسکے پاس تھا) پہن لیں پھر ہم دونوں تبرکاً پہنیں شیخ رہ نے قبول فرما لیا اور دونوں چلدیے راہ میں ایک امیر نے شیخ کو دیکھا پہچان لیا اور گھوڑے سے اُترا اور خود جو لباس پہنے ہوئے تھا اُتار کر پیش کیا اور شیخ کو خدا کی قسم دی کہ اسے قبول فرمالیں پھر وہ اور اُسکے خدام شیخ کیساتھ ہوئے اور خانقاہ تک پہونچا گئے تب شیخ رہ نے ان درویش سے فرمایا بیٹا دیکھا ہم پر کیا چیز (یعنی ہم کیا ہیں . کہ اپنی رائے سے کوئی لباس اختیار کریں جب ایسا منظور ہے تو ایسا ہی پہنائیں گے . ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اس سے انکار کریں اور اسکو اختیار کریں وہ منظور ہوگا تو اسی پر راضی ہیں انکار اور خود رائی گستاخی ہے، اگر تم بزرگوں کی اولاد میں نہ ہوتے تمہارے لئے یہ اچھا نہ ہوتا ان درویش نے توبہ کی استغفار کیا سر برہنہ ہو گئے اور پھر تا وفات شیخ رہ کی خدمت میں رہے

اور جب کوئی شخص کچھ مال ان سے چھپاتا تھا . وہ جاتا رہتا تھا اور صرف وہ باقی رہ جاتا تھا جس کا انکے سامنے اعتراف کرلیتا تھا (یعنی اگر کوئی مال اسکے پاس ہوتا تھا . اور وہ اسکو ان سے چھپا کر ان سے کچھ مانگتا تو وہ مال جاتا رہتا تھا)

شیخ رہ جب قرافہ (قبرستان) کی زیارت کو تشریف لیجاتے اہل قبور کو سلام کرتے اور اہل قبور ایسی آواز سے جواب دیتے تھے کہ ساتھ کے لوگ سُن لیتے تھے .

جب مقام صعید کے درویش لوگ آئے جن میں فرغل بن احمد بھی تھے اور یہ لوگ مقام صعید کے امیر ابن عمر کی سفارش کیلئے آئے تھے شیخ نے فرمایا تھا ان لوگوں کا کام انجام نہ پائیگا کیونکہ یہ لوگ بے ادبی کے طریقہ پر آئے ہیں اور اس شہر کے منتظم سے اجازت نہیں لی ہے پھر ایسے ہی ہوئی جیسے فرمائی تھی اور جب یہ لوگ فرغل صاحب کو لیکر بادشاہ کے یہاں پہونچے تو انہوں نے بادشاہ سے کہا آپ ہی اس شہر کے ذمہ دار ہیں اس نے انکو چونکہ یہ مجذوب تھے کوئی جواب نہ دیا شیخ رہ جب کسی شریر گھوڑی پر ہاتھ رکھ دیتے تھے وہ شرارت سے باز آجاتا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام بار بار آپکی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپکی داہنی جانب بیٹھتے تھے آپ کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے چلتے تو چلتے اور حجرہ میں جاتے تو حجرہ کے دروازہ تک پہونچاتے تھے آپکی وفات ۶۴۴ھ میں ہوئی آپکی قبر برکتوں میں مشہور ہے اور لوگ زیارت کیلئے آتے ہیں ص ۱۹۲ کل صفحہ ۱۰ سطر ص ۱۹۲ / ۱۰

محمد بن حسن آجیمی۔ بڑے عارفین میں سے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے۔ کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھائی اور کچھ اپنی برہنی رکھ لی جب بیدار ہوئے تو برابر میں موجود پائی۔ آپ کا قول ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے مجھے تمام چیزوں کے ذکر کی حقیقتیں بتادی ہیں یہاں تک کہ درختوں اور پتھروں کو مختلف الاذکار دیکھا ہے۔ اسکو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عیسےٰ زیلعی۔ بڑے ولی اور کشف وکرامات والے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کا زکا اہل دیہات کے معمول کے موافق ایک دعوت میں لوگوں کیساتھ تلوار کھیل رہا تھا۔ اتفاق سے تلوار ایک شخص کی آنکھ میں لگ گئی اور آنکھ نکل پڑی شیخ نے اس کی آنکھ کو جگہ پر رکھ کر لعاب لگادیا تو ویسی ہی ہوگئی جیسی تھی۔ اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے مسجد بنائی تو ایک معمار گردن کے بل گر پڑا۔ اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ لوگ اسکو شیخ کے پاس لائے آپ نے لعاب مبارک لگادیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر زندہ رہا۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب لوگ بارش کے باب میں آپ کے سر ہوجاتے تھے تو فوراً بارش ہوجاتی تھی۔ اس کو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔

بارش

محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین ابو عبداللہ الواسطی رح واسطی الاصل ہیں۔ پھر غمری محلی ہوگئے۔ شافعی ہیں بڑے امام مشہور صوفی اکابر اولیاء سے ہیں۔ صاحب "النفحات نافعہ وکرامات عالیہ ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے۔ کہ آپ قندیلوں کو گل کرکے سوتے تھے پھر ان کو اشارہ کیا تو سب روشن ہوگئے۔ اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ احمد نحال آپ کے پاس آئے تو آپ کی سات آنکھیں دیکھیں ان کو غش آگیا ہوش میں آئے تو شیخ نے فرمایا جب آدمی کامل ہوجاتا ہے۔ تو دنیا کی اقلیموں کی تعداد کے موافق اس کی سات آنکھیں ہوجاتی ہیں آپ کی وفات شعبان ۸۴۹ھ میں ہوئی اور مقام محلہ میں اپنی جامع مسجد میں دفن ہوئے ہیں۔ اسکو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔ اور امام شعرانی کہتے ہیں کہ جب سلطان جقمق نے ابن عمر امیر مصر کو پچھلے پیس کا دستہ بھیجا اور وہ اسکو بڑیاں پہنا کرلانے لگے تو ایک گدھے یا مے والی محل نامی کے کہ رہتے تھے جو مقام صعید میں ان بزرگ محمد صاحب کے متوسلین میں سے تھا مجھ کو کھائی

اُس نے کہا اے محمد اے حضرت عمری (میری دستگیری کیجئے) ابن عمر نے سنا تو پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ میرے شیخ ہیں۔ تو ابن عمر نے کہا کہ پھر دوسرا میں ہوں کہ اُن کی دستگیری چاہتا ہوں اے حضرت محمد عمری مجھ پر توجہ فرمایئے۔ شیخ نے محل میں اُسکی آواز سن لی

امام شعرانی کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین نحال کہتے ہیں کہ شیخ نے تین گدھے طلب فرمائے اور فرمایا سوار ہو لو۔ ہم شیخ کے ہمراہ سوار ہو لیے اور ماہر و چلا یہ شیخ بادشاہ کے محل کے پیچھے جاکر بیٹھ گئے۔ اور خوب غور سے دیکھنے لگے لوگ ابن عمر کو بیڑیاں پہنائے قلعہ کیطرف لیجا رہے تھے۔ آپ نے ابن النخال سے فرمایا تم اس شخص کے پیچھے پیچھے جاؤ جب تم بادشاہ کو دیکھو کہ وہ ناراض ہونے لگے اور اُس کے قتل کا حکم دیدے تو تم شہادت کی اُنگلی کو انگوٹھے کے اوپر رکھکر اُس پر حملہ کردو۔ تو جس قدر لوگ اُس مجمع میں ہونگے سب کے سانس گھٹنے لگنے لگینگے یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی۔ ابن النخال اُسکے پیچھے پیچھے ہوئے جب بادشاہ ناراض ہوا تو انہوں نے جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا کیا بادشاہ چلایا چھوڑ دو چھوڑ دو اور اُسکو انعام دو پھر اُس کی تمام جماعت نے زعفران لگائی اور ابن النخال چلے آئے اور شیخ سے عرض کیا۔ شیخ نے فرمایا اب سوار ہو کر یہاں سے چلو کہ اب حاجت پوری ہو چکی اسمیں ایسا کوئی نہ تھا جو ابن عمر کو یہ واقعہ اور شیخ کی تشریف آوری بتاتا۔ غرض شیخ محل میں لوٹ آئے اور فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اسلئے تم میں سے کسی کو اُسکی اجازت نہیں ہے کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی سے کہدے

امام شعرانی کہتے ہیں کہ ابن النخال نے مجھ سے کہا کہ آپ سے پہلے میں نے کسی سے اسکو بیان نہیں کیا اور یہ بزرگ شیخ احمد زاہد سے مرید تھے۔ خود بیان فرمایا کہ شیخ احمد زاہد کسیکو اُس وقت تک سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک اُس سے کرامت ظاہر نہ ہوجاتی تھی اور میری کرامت یہ تھی کہ میں ایک دفعہ روشنی گل کرکے سو رہا تھا پھر میں نے قندیلوں کو اشارہ کیا تو سب کے سب روشن ہو گئے تھے۔ اور اُن کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ چوروں نے اُن کے قتل کا متفقہ سازش کی کیونکہ یہ اکثر اُنکو منع کرتے رہتے تھے ایک رات وہ سب آئے اور خانقاہ کا دروازہ توڑ ڈالا آپ نے اپنی جماعت سے فرمایا سوائے میرے اور کوئی باہر نہ جائے پھر جب آپکی نظر اُن چوروں پر پڑی تو سب نے توبہ کی اور ہتھیار ڈال دیئے نجم الغزی کہتے امام شعرانی فرماتے تھے

کہ مجھ سے شیخ زکریا نے ذکر کیا ہے کہ وہ ایک بار حضرت محمد عمری کی خلوت میں حجرہ میں اچانک جا پہنچے تو انہوں نے اُن کی سات آنکھیں دیکھیں یہ ششدر رہ گئے تو فرمایا زکریا جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو دنیا کی اقلیموں کی تعداد کے موافق اس کی آنکھیں ہو جاتی ہیں اور انہی شیخ زکریا صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ اور ایسے ہی جا پہونچے تو ان کو حجرہ کی چھت کے قریب خلا میں نور اتو بیٹھے دیکھا آپ کی وفات ۸۵۰ھ سے کچھ اوپر ہوئی ہے۔

محمد بن صدقہ - شیخ بزرگ مجذوب چیخنے چلانے والے ولی صاحب کشف کمال الدین لقب دمیاطی شافعی ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ جمعہ کے دن قاضی القضاۃ ابن حجر کے مکان پر اُن کے برسر عہدہ ہونے کے زمانہ میں آئے اور یہ معزول ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے آپ لوگوں کے درمیان درگاہ میں بیٹھے اور سب دروازے بند کرا دیئے اور جس قدر خادم حشم تھے سب کو باہر نکال دیا۔ قاضی القضاۃ گھر سے باہر آئے۔ اور ان کے پاس باب استنار پر بیٹھ گئے انہوں نے اُن سے کچھ تو انہوں نے جیب سے ایک اشرفی نکال کر دیدی آپ نے فرمایا اور تو انہوں نے ایک اور دیدی فرمایا اور تو انہوں نے اور دیدی یہاں تک چھ یا سات ہو گئیں۔ اور اُن کی جیب میں اُس وقت یہی تھیں جب سب اُن کے ہاتھ میں آگئیں اُن کو اپنی ہتھیلی میں گھمایا اور پہرہ دار کے بیٹے کو دیدیں پھر اُس سے زور زور سے دیکر والمسلمین اور زور زور سے چیخیں مارتے رہتے اور قاضی صاحب کو یہ کہہ کر لوٹا دیں اور ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ اور بار بار چیختے اور یہ کہتے رہتے یہاں تک کہ قاضی صاحب کا رنگ فق ہو گیا۔ اور اُن کے چیخنے سے کانپنے لگے۔ اور یہی کہتے رہتے ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ وہ اٹھ گئے اور گھر میں چلے گئے پھر اسکے بعد فوراً ہی معزول کر دیئے گئے اور اس واقعہ کے بعد اتنے ہی دن زندہ رہتے جتنی وہ اشرفیاں تھیں جو انہوں نے لوٹا کر دیں چھ یا سات نہ کم نہ زیادہ۔

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا پچاس اشرفیوں پر موقوف ہے اس شخص نے وہ اشرفیاں اُن کے پاس بھجوا دیں جب قاصد اشرفیاں لیکر ان کے پاس پہونچا تو یہ باب الکاعلیہ پر بیٹھے تھے اس کے پہونچتے ہی حکم دیا کہ فلاں عورت کو حوسک پر جا بن ہے اور تم اُسکو سمجھاتے بھی سنبھلتے اگر [illegible]

اُسنے دیدیا اسکے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت کا لڑکا اسقدر روپیہ کے عوض میں کم نہ زیادہ
قید میں تھا اور ایسے شخص کے پاس قید تھا جس سے رحم کی کوئی توقع نہ تھی اور اسکے ہلاک کا اندیشہ
تھا آپکی وفات مصر میں ۷۵۲ھ میں ہوئی ہے اور قرافہ کبریٰ میں شیخ ابو العباس خراز کی
قبر کے برابر دفن ہوئے اسکو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن احمد فرغل ۔ صعید کے رہنے والے بڑے اولیا اور بے مثال اصفیا میں سے ہیں
آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ایک عورت کو مین پھل کا اشتیاق تھا اور وہ مصر میں نہیں
ملتا تھا آپنے اپنے چوبدار مخیمر سے فرمایا مخیمر اس حجرہ میں جاؤ حجرہ کے اندر تم ایک درخت پاؤگے
اس پر سے اسکو پانچ مین پھل توڑ کر لادو وہ گیا مین پھل کا درخت پایا اور اس سے پانچ توڑ لایا
پھر جو اسکے بعد حجرہ میں گیا تو وہاں درخت نہ تھا۔

ایک دن شیخ الاسلام ابن حجر مصر میں ان پر کو گذرے جبکہ وہ قاضی عمر کی اولاد کی سفارش
کیلئے آئے تھے ان پر انکار کے طریقہ پر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں
بناتے اور اگر انکو ولی بناتے تو ان کو علم دیتے آپنے فرمایا قاضی ٹھہر جاؤ وہ ٹھہر گئے آپنے انکو پکڑا
اور لگے مارنے انکے منہ پر چپت اٹھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ہاں مجھے بنایا ہے اور
مجھے علم بھی دیا ہے

آپکے پاس ایک بدری آیا اور زرد رنگ کے خربوزہ کا اشتیاق ظاہر کیا موسم اس کا
نہ تھا۔ مگر آپنے لا دیا اور فرمایا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کہ وہ ناف کے پیچھے سے ملسکتا ہے۔
مخیمر چوبدار کی لڑکی کو ایک ناکو نگل گیا تو وہ روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا اس
جگہ جہاں اسنے لڑکی کو نگل لیا ہے جاؤ اور بلند آواز سے کہو اے ناکو آ اور فرغل سے جا دوچار
کر تو ناکو سمندر سے نکلا ایک جہاز کی طرح جارہا تھا مخلوق اسکے آگے سے دائیں بائیں کو
ہوتی جاتی تھی وہ آپکے گھر کے دروازہ پر آکر کھڑا ہوگیا آپنے لوہار کو حکم دیا کہ اسکے سب دانت
اکھاڑ دے اور ناکو کو لڑکی کو اگل دینے کا حکم دیا اسنے لڑکی کو اگل دیا اور وہ زندہ تھی مگر بیہوش
پھر ناکو سے کہا کہ جبتک زندہ رہے انکے شہر کے کسی آدمی کو نہ نگلے ناکو اس طرح لوٹ گیا
کہ آپکے آنسو بہہ رہے تھے اور سمندر میں جا پڑا۔

آپ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت حق جل وعلا شانہ کے سامنے عرش کے نیچے چل رہا تھا حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا اور میں نے یہ عرض کیا۔ قاضیوں میں سے ایک شخص نے اس کی تکذیب کی آپ نے اسکو گونگا ہونیکی بددعا دی تو وہ وفات تک گونگا ہی رہا۔ اخیر عمر میں آپکے ہاتھ پاؤں رہ گئے تھے آپ اطراف عالم میں سے تمام اقلیموں کی خبریں بیان فرمایا کرتے تھے لوگ ہر روز یا تیسرے روز آپکے جوتے کا نیا جوڑا تبدیل کردیا کرتے تھے اور میں نے سید محمد بن عثمان سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے عہد شباب میں فرغل بن احمد کی زیارت کی اُن کی جماعت نے میرے بلاد شرق سے آنے کو بیان کیا تو فرمایا یہ محمد بن حسن الاعرج ہے جو ہماری زیارت کیلئے چلا ہے۔

ایک نصرانی عورت آپکی معتقد تھی جو بلاد فرنگ میں رہتی تھی اُسنے نذر کی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اُسکے لڑکے کو صحت دیدی تو وہ شیخ فرغل صاحب کے واسطے ایک فرش بنائیگی آپ یہاں فرمایا کرتے تھے کہ لو اب اُن لوگوں نے فرش کی اون کات لی لو اب اُن لوگوں نے کتی ہوئی اون کو کیلوں پر لپیٹ لیا لو اب انہوں نے بننا شروع کردیا لو اب اسکو روانہ کردیا لو اب اسکو جہاز میں رکھدیا۔ لو اب فلاں جگہ تک پہونچ گئے پھر فلاں جگہ تک پہونچ گئے پھر ایک دن فرمایا کوئی جائے اور وہ فرش لیلے کیونکہ وہ اب دروازہ تک پہونچ گیا ہے اور سب باتیں ایسی ہی نکلیں۔ بچپن میں ان لوگوں نے بنی صمیت میں خرمن کا محافظ مقرر کیا تو آپنے ایک سبز خوشہ لیا اور خرمن کے اوپر ڈالدیا اور جلا دیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ اس مجنوں نے خرمن کو جلا دیا انکو پکڑا اور مارا تو انہوں نے کہا کہ میں نے آگ سے کہدیا تھا کہ تو میرے خوشہ کو ہی جلانا اور بس اب تم لوگ دیکھ لو دیکھا تو سوائے خوشہ کے اور کچھ نہ جلا تھا۔

آپنے ایک شخص سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو اُسنے جواب دیا اُس کا مہر تمہارے لیے بہت زیادہ ہوگا۔ فرمایا کیا مہر چاہتے ہو اسنے کہا چار سو اشرفیاں فرمایا فلاں طرف عورت کے باہر جاؤ اور اسے کھود کر فرغل نے کہا ہے کہ ایک تھیلی اشرفیوں کی اور ایک مدیوں کی پیر دو اُسنے دو تھیلیاں بھر کر دیدیں اسکے بعد سے وہ شخص اور اس کی اولاد تا دفات شیخ کی برکت سے خوش حال رہے ابن الخرازیری آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا تو فرمایا ہم نے تمکو فلاں مقام

سے فلاں تک کا زائل نہ ہوا تو بادشاہ نے اُنکو صعید کے چار صوبوں کا والی مقرر کر دیا اور آپ نے مصر میں کسی حاکم کے پاس ایک غلام کی سفارش میں اپنا قاصد بھیجا اُسنے جواب دیا کہ شیخ سے کہدینا کہ تم تو بیوقوف ہو قاصد شیخ کے پاس لوٹ آیا اور ماجرا عرض کر دیا تو آپنے زمین پر اس طرح انگلی ماری جیسے کوئی کھودتا ہو اسکے بعد خبر ملی کہ بادشاہ اس حاکم پر ناراض ہوا اور اسکے گھر کے منہدم کرنے کا حکم دیدیا جو اس وقت سے آج تک ویران چلا آتا ہے اور طولون کی جامع مسجد کے پہلو میں ہے پھر اسکے بعد اس حاکم کی گردن ماردی گئی بادشاہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اسنے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسپر مجبور فرمادیا تھا۔

ایک درویش آپکے پاس بیٹھا قرآن شریف پڑھ رہا تھا اُسنے کوئی غلطی کی آپنے فرمایا میاں تم نے غلط پڑھا ہے اُسنے عرض کیا حضرت آپ تو حافظ نہیں آپنے یہ کیسے معلوم کرلیا فرمایا میں ایک مسلسل نور دیکھ رہا تھا جو آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا وہ منقطع ہو گیا اور اگلا حصہ پچھلے حصے سے متصل نہیں رہا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم نے غلط پڑھا ہے ص $\frac{164}{16}$ کل ۲ صفحہ ۱ سطر ——— ص $\frac{164}{17}$

علامہ مناوی نے بھی ان کا ذکر ہے لکھا ہے کہ فرغل بن احمد کا نام محمد سمیعی صعیدی ہے مشہور مجذوب ہیں بڑے صوفیہ اور با تصرف لوگوں میں سے ہیں پھر ان کی بعض وہ کرامتیں نقل فرمائی ہیں جو اوپر گذر چکی ہیں پھر لکھا ہے کہ ان کی کرامتیں اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ ان کو لکھا جاوے آپکی وفات صعید مقام میں سنہ ۸۶۰ھ میں ہوئی ہے اور اپنی خانقاہ میں ابو تیج میں دفن ہوئے ہیں

ص $\frac{164}{20}$ کل ۳ سطر ——— ص $\frac{164}{22}$

محمد بن حمزہ - جو آق شمس الدین کے نام سے مشہور ہیں سلطان محمد فاتح کے عہد حکومت میں بڑے اولیاء میں سے ہوئے ہیں دمشق الشام میں ولادت ہوئی پھر آپ اپنے بچپن کے زمانہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ بلاد روم میں آ گئے وہاں تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور تکمیل کی آپکے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ جسطرح روح کے طبیب تھے جسم کے بھی طبیب تھے طب ظاہری میں آپ کی تصانیف بھی ہیں روایت ہے کہ جڑی بوٹیاں آپ کو پکار پکار کر کہا کرتی تھیں کہ میں فلاں مرض کی دوا ہوں جب سلطان محمد خاں نے فتح قسطنطنیہ کا قصد کیا شیخ کو جہاد کی دعوت دی اور شیخ آق بیق کو بھی دعوت دی اور ان دونوں حضرات کی خدمت میں احمد پاشا بن ولی الدین مرحوم کو قسطنطنیہ

کی طرف توجہ کرنے کیلئے بھیجا تھا شیخ آق بیگ ایک مجذوب بزرگ تھے اُن سے تو کوئی جواب نہ ملا دُ
شیخ آق شمس الدین نے فرمایا کہ عنقریب فلاں روز ضحوۃ الکبریٰ کے وقت (یہاں کے حساب سے تقریباً
گیارہ بجے) مسلمان قلعہ کے فلاں حصہ میں داخل ہو جائینگے اور تم اُسوقت سلطان محمد خاں کے پاس
ہوگے شیخ کی اولاد میں سے کسی نے بیان کیا ہے کہ وہ وقت آگیا اور قلعہ فتح نہیں ہوا تو ہم کو
سلطان کی طرف سے بہت اندیشہ ہوا کہ نہ معلوم شیخ کی پیشگوئی پورا نہ ہونے کی وجہ سے شیخ پر
کیا ظلم کر گذرے) تو میں اُس طرف یعنی شیخ کی خدمت میں حاضر ہونیکے لئے چلا شیخ خیمہ میں تھے
اور ایک خادم دروازہ پر تھا اُس نے مجھے اندر جانے سے روکدیا کیونکہ شیخ نے اُسکو حکم دے رکھا تھا کہ
کوئی شخص انکے پاس نہ جاسکے میں نے خیمہ کی رسی ذرا اُٹھائی اور دیکھا تو شیخ زمین پر سجدہ میں پڑے ہیں سر
کھلا ہوا ہے گریہ وزاری جاری ہے میں نے اپنا سر نہیں اُٹھایا تھا کہ شیخ اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھ
کھڑے ہوئے اور یہ کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے قلعہ کے فتح کا ہم پر احسان فرمایا۔ میں نے
قلعہ کی طرف دیکھا تو سارا کا سارا لشکر قلعہ میں داخل ہو چکا تھا اور حق تعالیٰ نے آپکی دعا کی
برکت سے فتح عنایت فرمادی شیخ کی دعا ساتوں آسمانوں کو چیر کر جاتی تھی کتب تاریخ میں روایت
تھی کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی قبر مبارک قسطنطنیہ کی چہار دیواری کے قریب کسی جگہ ہے حضرت
شیخ سے درخواست کی گئی کہ آپ وہ جگہ معین فرمادیں آپ تشریف لائے اور فرمایا میں اسجگہ ایک
نور دیکھ رہا ہوں شاید ان کی قبر مبارک اسی جگہ ہے پھر اس جگہ تشریف لائے اور دیر تک مراقب
رہے پھر فرمایا آپکی روح میری روح کی طرف متوجہ ہوئی اور اس فتح کی مبارکباد دی اور فرمایا اللہ
تعالیٰ نے تم لوگوں کی کوشش کو قبول فرمالیا ہے کہ تم نے ظالم کفار کے قبضہ سے مجھے چھڑا دیا یہ خبر سلطان
محمد خاں کو پہونچی تو وہ اس جگہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی قبر کے باب میں
میں حضرت والا کی تصدیق تو کرتا ہوں لیکن ایک خواہش ہے کہ میرے واسطے قبر مبارک کی کوئی ایسی
علامت مقرر فرمادیں جسے میں خود اپنی آنکھ سے دیکھ لوں اور اس سے میرے دل کو اطمینان ہو جائے
پھر شیخ کچھ دیر اور مراقب رہے اور فرمایا اسجگہ کو سر کے سامنے کی طرف سے دو ہاتھ کھود دیں ایک
سفید پتھر نکلے گا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہوگا جس کا ترجمہ یہ ہے [illegible] پھر آپنے کچھ مضمون فرمایا جب
لوگوں نے دو ہاتھ کھود لیا تو ایک سفید پتھر نمودار ہوا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا کوئی شخص اسکو پڑھ سکا اسکے پڑھے اور س

ترجمہ کیا تو اُس کا مضمون وہی تھا جو شیخ رح نے بیان فرمایا تھا سلطان حیران رہگیا اور اُسپر ایک عجیب حال طاری ہوگیا اگر لوگ سنبھال نہ لیتے تو وہ گر پڑتا پھر سلطان نے اسجگہ ایک قبا و رجامع مسجد اور حجرے بنانے کا حکم دیدیا اور شیخ رح سے درخواست کی کہ آپ مع مریدوں کے یہاں قیام فرمائیں گر شیخ نے قبول نہیں فرمایا اور بادشاہ سے اجازت طلب کی کہ اپنے وطن لوٹ جائیں سلطان نے آپ کی دلداری کیلئے اجازت دیدی جب اپنے وطن قصبہ کونیک پہنچے دل ایکا نہ تک قیام فرمایا پھر وہاں وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے اسکو شقائق نعمانیہ میں بیان کیا ہے۔

ص ۱۹۵/۹ کل ۲۲ سطر ———— ۱۶۵/۲۰

محمد بن علی باعلوی - عبید والے علم و عمل و ولایت کے ائمہ میں سے ہیں آپکی کرامتیں بہت ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ وادی کے اوپر کے حصہ میں عبادت کیا کرتے تھے بعض دفعہ آپکے متوسلین حاضر ہونے تو پیچھے بغیر بارش و بادل کے سیلاب جاری پاتے حضرت شیخ ان سے فرماتے کہ پی لو غسل کرلو مگر کسیکو خبر نہ کرنا۔ ایک شخص کو یہ واقعہ پیش آیا کہ اُسنے اس سیلاب میں کسی وقت غسل کیا تو اُس میں زعفران کی خوشبو معلوم ہوئی اور اپنے کپڑوں پر زعفران کا رنگ پایا جو اسکے کپڑوں سے ایک مدت مدیدہ کے بعد زائل ہوا ص ۱۶۵/۲۴ کل ۵ سطر .... ص ۱۶۵/۲۶

۱۳۸

آپ کی وفات ۶۶۲ھ میں ہوئی اور اپنے جداعلےٰ محمد بن عبدالرحمٰن باعلوی کے قریب مقبرہ زنبل میں دفن ہوئے ہیں اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن سلیمان الجزولی - سملالی حسینی شاذلی دلائل الخیرات والے ہیں آپ عبادت کے واسطے حجرہ میں چودہ سال تک رہے پھر لوگوں کو فائدہ پہونچانے کیلئے باہر نکلے اور مریدوں کی تربیت شروع فرمائی آپکے ہاتھ پر بہت بڑی مخلوق نے توبہ کی اور آپ کا ذکر آفاق عالم میں شہرت حاصل کر گیا آپ سے بڑے بڑے خرق عادات اور بڑی بڑی کرامتیں اور بڑے بڑے عظیم الشان فضائل ظاہر ہوئے ہیں آپکے پاس بارہ ہزار سے زائد مرید جمع تھے آپکی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپکی وفات کے ستتر سال بعد بلاد سوس میں آپ کی قبر میں سے نعش مبارک کو مراکش منتقل کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا جیسے دفن کئے گئے تھے آپکے حالات میں زمین نے کوئی اثر اور طول زمانہ نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔ سر اور داڑھی کے بالوں پر خط بنانیکا نشان ویسا ہی تازہ تھا جیسا انتقال کے وقت

کیونکہ انتقال کے روز آپ نے خط بنوایا تھا اور کسی شخص نے ان کے چہرہ پر انگلی رکھ کر چلائی تو اس کے نیچے سے خون ہٹ گیا۔ جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا۔ جیسے زندہ آدمی میں ہوتا ہے۔ اور آپ کی قبر مراکش میں ہے قبر پر بہت عظمت برستی ہے لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ بند ھے رہتے ہیں اور قبر پر دلائل الخیرات بکثرت پڑھتے ہیں اور یہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنے کی وجہ سے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ آپ کی وفات ۸۷۰ھ میں ہوئی ہے۔ یہ دلائل الخیرات کی شرح فارسی سے لیا گیا ہے اور سید احمد صاوی نے قطب دردیر صاحب کے درود شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ دلائل الخیرات کے لکھنے کا سبب یہ ہوا ہے کہ اس کے مؤلف سید محمد بن سلیمان جزولی پر ایک دفعہ نماز کا جو وقت آیا تو آپکے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے کنوئیں سے پانی نکالیں یہ اسی فکر میں تھے کہ ایک بچی نے ایک بالاخانہ سے دیکھا اور پوچھا آپ کون ہیں آپ نے اپنا حال بیان فرمایا تو اس نے کہا کہ آپ تو وہ ہیں کہ آپ کی نیکی کے تذکرے بیان کئے جاتے ہیں اور پھر بھی آپ حیران ہیں کہ کنوئیں سے کس طرح پانی نکالیں اور اس نے کنوئیں میں تھوک دیا تو کنوئیں کا پانی زمین کے اوپر اُبل پڑا شیخ نے وضو سے فارغ ہونیکے بعد اس سے فرمایا۔ تم کو خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ تم نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا اس نے عرض کیا اس ذات پر کثرت سے درود شریف پڑھنے سے جو چٹیل میدان میں چلتے تھے تو وحشی جانور آپکے دامن کی پناہ لیتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کھائی کہ حضور کے درود شریف کے باب میں ایک کتاب تصنیف کرینگے۔

محمد بن احمد بن عبدالدائم الاشمونی - مالکی شیخ بدرالدین صوفی کبیر و ولی مشہور کے بھانجے ہیں آپ نے اپنے ماموں صاحب سے علوم کی تحصیل کی اور آپ سے علی رصفی اور ابن ابی حائل وغیرہ اکابر نے تحصیل کی ہے آپکی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں آپ کو کیمیا سکھلاؤنگا۔ فرمایا حجرہ میں جاؤ اور عمل کرو اور مجھے دکھاؤ اگر مجھے پسند آگیا تو سیکھ لونگا۔ یہ شخص حجرہ میں داخل ہوگیا تو شیخ نے اس وقت کے حاضرین سے فرمایا کہ جب یہ نکلے گا۔ اسکی داڑھی اور چہرہ جلا ہوا ہوگا پھر وہاں دیا سلائی بھڑک گئی اور اس کی داڑھی اور چہرہ جلا ڈالا اور یہ اسی حال میں باہر آیا۔ تو فرمایا ہمیں ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو داڑھی اور چہروں کو

پھونک دے اور اسکو نکال دیا۔ آپ کی وفات ۵۸۸ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی نے بیان کیا ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن عباس شعبی یمنی - یہ بزرگ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت دیکھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک سال میں نے حج کیا تو حجر اسود کے پاس یہ دعا مانگی کہ حق تعالیٰ نے مجھے قاضی اور مفتی ہونے سے بچائیں۔ جب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پہنچا۔ تو خواب میں لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ میں قریب پہنچا۔ کہ سبب معلوم کروں تو مجمع کے درمیان میں ایک شخص کو دیکھا جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ میں نے حاضرین میں سے کسی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں اس نے جواب دیا۔ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک مسئلہ پوچھ رہا ہے جو ایک ورق میں ہے اور اس نے وہ ورق حضور کی خدمت میں پیش کیا ہے اور حضور کے دست مبارک میں کتاب المہذب کا ایک جزء ہے اور حضور کبھی اس جزء کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور کبھی مسئلہ کو۔ مجھے اس سے تعجب ہوا اور آنکھ کھل گئی تو اس کے بعد سے حضور کی اقتداء کی بنا پر مفتی ہونا گوارا ہی رہا البتہ قاضی ہونا ناگوار رہا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس سے نجات ملی رہی اور میں ایک مرتبہ اپنے دل میں سوچا تھا کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں عبادات وسیاحات میں سے یہ یہ کام کروں تو دفعتہً میں نے ایک قاری کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا۔ (ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء (اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں پر رزق کی کشائش کرتے تو وہ اس کے ملک میں سرکشی کرنے لگتے۔ لیکن وہ اندازہ پر جس قدر چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں) میں وہاں سے اٹھا اور تلاش کیا کہ کوئی تلاوت کر رہا ہے تو کوئی نہ ملا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے نصیحت تھی اسکو شرجیؒ نے بیان کیا ہے

ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن شرحبیل المقری الیمنی۔ بڑے صاحب احوال وکرامات بزرگوں میں ہیں۔ یہ تصوف میں شیخ عیسےٰ بن حجاج سے مرید تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ یہ شروع شروع میں انکی

---

۵۸ نیستے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر۔ اونسا نکس کر تو نگرت نمی گرداند۔ او مصلحت تو از تو بہتر داند۔ غرض جس کو جس قدر عطا فرمایا ہے۔ وہ اسی کا اہل ہے زیادہ کا اہل نہیں۔ اگر زیادہ دیا جاتا تو فتنہ و فساد سرکشی اور کفر نگراہی میں پھنستا تو زیادہ نہ دینا بھی ایک انعام ہے اور رحمت ہے ۱۲

خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اور مدت تک خدمت میں رہے اور ان سے دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ
ان پر علم کے دروازے کھولدیں پھر آپ پہاڑوں پر چلے گئے۔ اور وہاں ایک مدت تک علم میں مشغول
رہے جب وہاں سے اترے تو شیخ عیسیٰ موصوف وفات پاچکے تھے، اس لئے یہ شیخ احمد بن مرہ کی
خدمت میں پہنچ گئے۔ جب شیخ احمد نے ان کے کمال اور اہلیت کو محسوس فرمالیا تو انکو شیخ بنادینے
کا ارادہ کیا خواب میں شیخ عیسیٰ بن حجاج کو دیکھا کہ فرمارہے ہیں اے شیخ احمد یہ مقری میرا
بیٹا ہے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے (یعنی میرا مرید ہے) ان سے کہدو میرے لڑکے شیخ
محمد کے پاس جائیں وہ ان کو شیخ بنادینگے اُن کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے شیخ احمد نے انکو اسکی
اطلاع کردی تو یہ شیخ محمد پسر شیخ عیسیٰ کے پاس حاضر ہوگئے اور انہوں نے انکو شیخ بنادیا اور
مقری صاحب ان سے عمر میں بڑے تھے۔ دونوں بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے جب شیخ محمد پسر
شیخ عیسیٰ کا انتقال ہوا مقری صاحب نے ارادہ کیا کہ انکے بیٹے ابوبکر کو ان کا جانشین بنا دیں۔
اس روز ان کے پاس ایک بزرگ عراق کے رہنے والے تھے۔ جو اپنے آپ کو یہ کہتے تھے کہ وہ
شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں ان صاحب نے کہا۔ کہ شیخ ابوبکر کو جانشین میں ہی بناؤنگا۔
میں ہی اس کا حقدار ہوں میں ان کے دادا شیخ عیسیٰ کا مرید ہوں اور ہم سب شیخ عبدالقادر پہ
بھاتے ہیں اور یہ کہا کہ ایک زبردست آگ تیار کی جائے اور پھر کہا کہ اگر تم میرے ساتھ اس آگ
میں داخل ہوگئے۔ اور تم نے وہ وہ کام کرلئے جو میں کروں گا۔ تو تم انکو جانشین بناسکتے ہو۔ ورنہ نہیں
اور پھر آگ کے اندر گھس گئے۔ اور اسمیں گھومنے لگے۔ اور آگ کو ہاتھ میں اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنے
لگے اور آگ ان کو کچھ نقصان نہ دیتی تھی۔ اور نہ اس سامان کے کپڑے جلے شیخ مقری نے اپنی گدڑی
اتاری اور اپنے درویشوں میں سے ایک درویش کو دی اور فرمایا تم بھی ان کیساتھ آگ میں چلے
جاؤ۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں کر دکھاؤ۔ یہ درویش بھی آگ میں داخل ہوگئے۔ اور جو جو وہ کرتے تھے
یہ بھی کرنے لگے۔ بلکہ اور اس سے بھی زیادہ جب ان عراقی بزرگ نے دیکھا کہ یہ درویش بھی
سب باتیں کرنے لگے تو پھر انہوں نے شیخ ابوبکر کو جانشین بنانے میں شیخ مقری کی مخالفت
نہیں کی اور شیخ ابوبکر بھی بڑے بزرگوں میں سے تھے، اور ان شیخ مقری صاحب کی اولاد بھی
نیک صالح تھی۔ جو ایک مشہور قبہ کی طرف منسوب ہوکر قبہ نام ایک موضع میں رہتے تھے۔

جو لعیب کے پہاڑوں کی نواح میں ہے اور وہاں ان کی بہت شہرت ہے اس کو شرجی نے بیان کیا ہے

ابو عبداللہ محمد بن مہنا القرشی الیمنی - یہ بزرگ ان عبداللہ قرشی مشہور کے علاوہ ہیں جو بیت المقدس میں مدفون ہیں کیونکہ وہ ان سے بہت مقدم ہیں ان کا نسب قریش میں بنی عبدالدار میں ہے یہ عظیم الشان مشہور بزرگ صلاح وتقوٰے اور ولایت کاملہ میں معروف ہیں ص ۱۶۷/۹

کل صفحہ ۱۹ سطر ——— ص ۱۶۷/۱۱

صاحب کشف وکرامات ہیں ان کی مشہور کرامتوں میں سے یہ ہے کہ یہ صاحب خطوہ تھے (یعنی ایک قدم میں صدہا میلوں کی مسافت قطع کر لیتے تھے) آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ وادی سہر کی نواح میں فازہ مقام کی مسجد کا ارادہ کیا اور تقریباً ایک سو درویش آپ کے سلسلے کے ہمراہ تھے وہاں انہوں نے اور ان کے رفقاء نے چالیس روز کا اعتکاف کیا روزے رکھے ۔ شب بیداریاں کیں اوراد و وظائف ادا کئے پھر وہاں سے ساحل کی طرف چلے اور ساتھیوں میں سے صرف دو درویش شیخ علی شنبنی اور ایک اور صاحب ہمراہ گئے آپ نے دریا میں ایک گروہ دیکھا آپنے درویشوں سے فرمایا - وہاں جاؤ - اور یہ جو لوگ ہیں ان سے کہو کہ جو چیز تمہارے پاس ہے لاؤ یہ دونوں ان لوگوں کے پاس پہنچے - اور ان سے یہ پیام کہدیا - تو انہوں نے کہا - ہمارے پاس جو لوگ اس مسجد میں ہیں ان کے واسطے کچھ نذر ہے اور ان کو پانچو عشاری اشرفیاں دیں - یہ دونوں وہ اشرفیاں لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر شیخ زبید تشریف لیگئے اور ان اشرفیوں کے دراہم بنا کر سب اپنے رفقاء اور دوسرے فقراء پر تقسیم کر دیئے - پھر فرشیہ تشریف لیگئے، اور وہاں شیخ علی الشنبنی کو خلیفہ بنا کر وہاں کے قیام کا حکم دیا - اس لئے شیخ علی نے تا وفات وہاں قیام کیا اور ابتک ان کی اولاد وہیں رہتی ہیں غرض اس واقعہ میں ان بزرگ کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو وہاں اس گروہ کے ہونے کا کشف دوسرے یہ کہ اس کے پاس کچھ نذر کیا ہوا مال ہے تیسرے شیخ شنبنی کو فرشیہ میں قیام کا حکم اور یہ بھی اس لئے تاکہ ان کو اور ان کی اولاد کو وہاں عزت حاصل ہوگی مسغرہ وغیرہ اور آپکے بیٹے عمر المقرص بھی ہوئے ہیں - اور ان کی اولاد بہت نیک ہے -

ان کی وفات وادی سہر کے علاقہ میں ایک ...

آبادی میں ہوئی ہے جو ناشریہ سے قریب ہے اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے جسکی زیارت کیجاتی ہے
اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور بعض ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب بھی انہوں نے انکی
قبر کی زیارت کی ہے تو اسپر ایک نور تین مشعلوں کی طرح دیکھا ہے اس کو شرجی جر نے بیان کیا ہے
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ یحییٰ ہمدانی ۔ قروضہ کے رہنے والے ہیں جو سحول کی نواح
کا ایک گاؤں ہے ۔ فقیہ ۔ عالم ۔ عارف تھے ۔ عبادات و مجاہدات ان پر غالب تھی انکی بہت
سی کرامتیں مشہور ہیں جنمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے اس گاؤں میں ایک خانقاہ
بنوائی جب معماروں نے پتھر باندھیں تو ایک پتھر اس کی اونچائی تک نہ پہنچی ۔ یہ لوگ چھوڑ کر
بیٹھ گئے ۔ شیخ نے فرمایا کیوں چھوڑ بیٹھے ۔ عرض کیا وہاں تک نہیں پہنچتی ۔ فرمایا پھر باندھو
انشاء اللہ پہنچ جائیگی ۔ پھر باندھی تو پہنچ گئی اور شیخ اور آپ کی جماعت اسی خانقاہ میں اعتکافات
اور ذکر و تلاوت کیا کرتے تھے ۔ کسی شخص نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو
خواب میں دیکھا تو پوچھا اے امیر المومنین حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کیسے تھے فرمایا
جیسے یہ قروضہ والے اور ان کے ساتھی ہیں ۔ جندی جر کہتے ہیں میں نے یہ ایک نیک اور ثقہ شخص
سے سنا ہے اور آپ کی کرامتیں ایسی ایسی بہت ہیں ۔ جندی جر تے ان کی وفات کی کوئی تاریخ
نہیں بیان کی اور انکی قبر اسی خانقاہ میں ہے اس کی زیارت کے قصد سے لوگ آتے رہتے ہیں ۔

صـ ۱۶۷/۳۲ کل ۲۲ سطر ——— صـ ۱۶۷/۳۴

ابو عبد اللہ محمد بن عثمان زیلی ۔ فقیہ عالم علم و تقوے میں مشہور ایک پہاڑ معروف بہ
نطار میں بود و باش رکھتے تھے ، ایک دفعہ کوئی بڑا حاکم زبردست لشکر لے کر آپ کے شہر کو
لوٹنے کیلئے پہنچا ۔ اور یہ شخص زیدی فرقہ کا تھا ۔ لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور
کرتا تھا ۔ تمام شہر میں فساد برپا کر رکھا تھا ۔ بہت سے مواضع کو لوٹ لیا تھا ۔ جب شیخ کے موضع
کے قریب پہنچا ۔ تو شیخ نے لوگوں پر رحم کرنے اور ان کو رعایا بنا لینے کو کہا مگر اس نے شیخ کے خط
کی طرف التفات بھی نہ کیا اور قاصد سے کہدیا میں نہ ان کی سفارش مانتا ہوں نہ ان کی میرے
دل میں کوئی وقعت ہے شیخ کو بہت شاق گزرا اور آپنے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
میں ایک قصیدہ کہا اور آپکے وسیلے سے نجات چاہی پھر جب وہ شخص شیخ کی خدمت سے

آگیا سب اہل موضع نکلے اور اس سے جنگ کی تو شیخ اور ان کے ساتھیوں نے اس کو شکست فاش دیدی۔ حالانکہ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور یہ اہل موضع چند نفر تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ان کے کئی قصیدے ہیں ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان بزرگ کے منہ کو بوسہ دے رہے ہیں اس کو شرجی رحنے بیان کیا ہے۔ اور اسی کرامت کیوجہ سے میں نے یہاں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں سے کھانے عورت اور نیند کی خواہش زائل فرمادیں۔ آپکے متوسلین نے تحقیق کی تو یہ پایا کہ یہ خواہشیں آپ میں سے زائل ہو چکی تھیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن معن القرضی۔ فقیہ عالم صالح بزرگ صاحب خیر و برکت تھے علم حدیث کا آپ پر غلبہ تھا۔ اور آپ اسی سے مشہور ہے علم حدیث میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور کتاب المستصفی ہے جس کو آپنے کتب سنن سے جمع کیا تھا اور اسمیں بہت محنت کی تھی یہ کتاب بہت بابرکت اور یمنی علماء میں بہت رائج ہے روایت ہے۔ کہ ان فقیہ محمد سے نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ان کیواسطے استقامت کی دعا فرمائی۔

شریف ابو الحدید کہا کرتے تھے کہ شیخ ربیع صاحب مکہ مکرمہ کی رباط والے سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور نے ان سے فرمایا جس نے کتاب المستصفی مصنفہ محمد بن سعید پوری پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہوگا اس کو شرجی رح نے بیان کیا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد بن عبد الرحمٰن باعباد حضرمی بڑے شیخ عارف کامل کثیر العبادۃ شدید المجاہدہ تھے صاحب کرامات واخبار شائعہ تھے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ہر روز پینتیس ۳۵ ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے ایک بار آپنے سجدہ میں یہ دعا کی رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین (الٰہی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑیئے اور آپ سب سے اچھے وارث ہیں) اسپر آپنے ایک غیبی آواز سنی کا اذرک فرداً انا خیر الوارثین (میں تم کو اکیلا نہ چھوڑوں گا۔ اور میں سب وارثوں سے بڑھکر وارث ہوں) اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

کھانے عورت اور نیند

ابو عبد محمد بن عبد اللہ المنسکی ۔ بڑے بزرگوں اور عظیم الشان زاہدوں میں تھے ۔ قرآن شریف کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرتے تھے ۔ ایک دن رات میں دس قرآن ختم کر لیتے تھے، جیسے کہ فقیہ حسین الاہدل نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور ولایت کاملہ کے ساتھ ساتھ آپ فقیہ عالم اور قاری بھی تھے آپ کی بہت سی کھلی کھلی کرامتیں ہیں جنمیں سے یہ بھی ہے کہ شیخ عمر بن عثمان حکمی حج بیت اللہ کیلئے جاتے ہوئے آپ کے یہاں کو گزرے تو آپنے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میں اور تم قوم معاسجہ میں نکاح کر لیں شاید ان کو اللہ تعالےٰ کے راستہ کی ہدایت نصیب ہو جائے شیخ حکمی صاحب نے کہا جب میں حج سے واپس آؤں پھر جب شیخ حکمی صاحب حج سے واپس آئے اور شیخ محمد کے موضع کے قریب پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ شیخ محمد ہم سے ایک ایسی بات چاہتے ہیں جسمیں ہمیں مشغولی ہو جائے گی ۔ اور ارادہ کر لیا کہ ان کے پاس ہو کر نہ جائیں ۔ اس لئے رات میں سفر کیا کہ ان کو علم نہ ہو مگر راستہ بھول گئے اور رات بھر صبح تک ایک ہی مقام میں چکر کھاتے رہے اس سے نکل نہ سکے تو شیخ عمر حکمی سمجھ گئے کہ یہ شیخ محمد کا تصرف ہے اپنی ساتھیوں سے فرمایا آؤ سبیل کر توبہ کریں اور پھر شیخ محمد صاحب کے یہاں حاضر ہوئے اور دونوں بزرگوں نے قبیلہ معاسجہ میں نکاح کر لئے اور ان کو برزہ نامی موضع میں لیگئے شیخ حکمی صاحب کی اولاد کے وہاں سکونت رکھنے کا یہی سبب ہوا اور یہ شیخ محمد صاحب نفعنا اللہ تعالیٰ بہ کے کشف کی بدولت ہوا ۔ امام شرجی رح کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں شیخ محمد صاحب کی دو کرامتیں ہوئیں ایک تو شیخ عمر پر تصرف اور ان کو سفر سے روک دینا اور دوسرا یہ کشف کہ قبیلہ معاسجہ کی اصلاح و ہدایت اس طرح ہو گی اور یہ قبیلہ معاسجہ عرب لوگوں کی ایک جماعت تھی جن پر جہالت اور بداوت غالب تھی اللہ تعالےٰ نے ان دونوں بزرگوں کے ذریعہ ان کو ہدایت دی ۔

ابو عبد اللہ محمد بن مبارک برکانی ۔ بڑے بزرگ مشائخ اور صاحب منصب لوگوں میں تھے آپ فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ عجیل کی طرح یمن سے مکہ مکرمہ تک قافلہ کو لے کر جایا کرتے تھے اور عرب وغیرہ میں کوئی شخص قافلہ سے برائی کے ساتھ پیش نہیں آ سکتا تھا ۔ اور جو برائی سے پیش آتا تھا بہت جلد اسپر کوئی نہ کوئی آفت آ جاتی تھی اور اس باب میں آپ کی بہت کرامتیں ہیں ایک کرامت نقل کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ متوسلین کی ایک جماعت اور بہت سے لوگوں کے گرد کیا تھا حدود یمن

میں آپ ایک شہر سے دوسرے شہر کو سفر فرما رہے تھے اتفاقاً ڈاکوؤں کی ٹولی آپڑی۔ اور سب لوگوں کو جن میں آپکے متوسلین بھی تھے لوٹ لیا۔ سب لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور ماجرا عرض کیا فرمایا شاید ان لوگوں نے تمکو پہچانا نہیں عرض کیا جی نہیں ہمکو پہچان بھی لیا تھا اور مذاق اڑانے کے طریقہ پر یہ بھی کہا تھا کہ تم لوگ درویش ہو ہم تمہارا تبرک لیتے ہیں فرمایا میں مبارک کا بیٹا ہوں بہت لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہمکو لوٹتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی ان کو لوٹ لیتے ہیں۔ پھر آپ کچھ دیر تک گردن جھکا کر بیٹھے رہے تو وہ سب ڈاکو جنہوں نے ان کو لوٹا تھا حاضر ہوگئے اور جو کچھ لے گئے تھے سب لوٹا دیا اور شیخ سے معذرت کی آپ کی وفات موضع حنفر میں ہوئی ہے وہیں آپ کی قبر ہے جس کی زیارت کیلئے لوگ آتے رہتے ہیں ص ۱۶۹/۲ کل صفحہ سطر ——— ص ۱۶۹/۲

اور اس موضع والوں کو آپ سے بہت حسن عقیدت ہے اس کو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ الطواشی الیمنی۔ بڑے اولیاء میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہی ہے کہ خود فرماتے تھے، کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک معمول ہے اور علامت ہے جس سے میں اپنی حاجت معلوم کرلیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب میں کسی حاجت پر متوجہ ہوتا ہوں اگر اسمیں خیر و صلاح ہوتی ہے تو میں ایک سبز رنگ کے چھوٹے سے پرندہ کو اپنے اوپر اور چاروں طرف دیکھتا ہوں اور جب تک وہ ضرورت پوری نہیں ہولیتی وہ ایسے ہی رہتا ہے اور جب وہ حاجت خیر و صلاح والی نہیں ہوتی۔ تو میں اس پرندہ کو نہیں دیکھتا۔ اس لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے وہ پرندہ بھی دکھلا دیا جبکہ وہ ایک نیک ضرورت میں کوشش فرمارہے تھے اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے

ابوعبداللہ محمد بن عمر النہاری الیمنی رح حسینی ہیں اپنے زمانہ میں علم و عمل میں یکتا تھے۔ عجیب و غریب کشف و کرامات والے تھے، اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی اجنبی شخص حاضر ہوتا تو آپ اس کے اور اس کے باپ اور شہر وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے، اور آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے حتیٰ کہ حد تک پہنچی ہوئی ہے اسی قبیل سے یہ ہے کہ بشر بن عمران عبسی؟ مقری نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور نے ان کو بشارت دی کہ یہ مع سات معتمد لوگوں کے جنت میں جائیگا۔ ان مقری صاحب نے قرآن شریف سبعہ قرات سے حاصل کیا تھا اور بڑی محنت کی تھی اور بہت نیک تھے اتفاقاً ایک بار شیخ محمد نہاری کی زیارت کیلئے آئے جب شیخ نے انکو دیکھا تو فرمایا مرحبا اے وہ شخص جو سات معتمد لوگوں کیساتھ جنت میں جائیگا۔ حالانکہ مقری صاحب نے کسی کو بھی اپنے خواب کی خبر نہ کی تھی۔

آپ کی کرامتوں میں سے یہی ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی زیارت کا قصد کیا۔ جب آپ کے موضع کے قریب پہونچے تو ایک شخص نے وہاں ایک پتھر کے نیچے اپنے کپڑے رکھدیئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں شیخ کے سامنے پہونچوں گا تو عرض کروں گا کہ میرے پاس کپڑا نہیں امید ہے کہ آپ مجھے کپڑا دیدینگے۔ جب یہ لوگ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس شخص نے شیخ سے اس کی درخواست کی شیخ نے فرمایا میاں کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ تمہارے کپڑے سابلہ مقام میں پتھر کے نیچے ان علامتوں سے ہیں جو میں بتاتا ہوں پھر ایک درویش سے فرمایا تم سابلہ جاؤ اور راستہ سے ذرا داہنی جانب چلو تو وہاں ایک پتھر ہوگا۔ اُسکے نیچے سے اس شخص کے کپڑے لے آؤ۔ وہ درویش گیا اور جس پتہ پر شیخ نے بتایا تھا اُس پتہ سے وہ کپڑے لے آیا اُس قبیل کے ان کے مکاشفات اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کا ذکر تطویل سے خالی نہیں۔

آپ کی مشہور کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ سہیل برزی نے الملک المجاہد بادشاہ سے وادی سہام کے خراج کا کچھ مقررہ مقدار پر ٹھیکہ لے لیا تھا۔ اس میں اُن پر چالیس ہزار کے بقدر زر ٹھیکہ لوٹنا رہ گیا اور بادشاہ کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کی پناہ چاہی اور یہ شیخ رہ کے پرانے ملنے والوں میں تھے بادشاہ نے شیخ کو ایک خط لکھا کہ اسے تمہاری ہمارے ملازموں کو چھوڑ دو اُن کے واسطے ہمارے ہی درپر شفقت و رحمت ہے۔ شیخ نے جواب لکھا اگر تم ہمارا پیالہ چھوڑ دو گے ہم تمہارا تخت چھوڑ دینگے اور جو دوسروں کا جو لٹا دے گا لوگ اُس کو گیہوں لٹا دینگے اور ذلیل وہ ہے جس پر مقابل غالب آجائے۔ جیسی چوگان میں گوی جو سامنے تحریر کرے بادشاہ نے درباریوں سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ عرض کیا کہ حضور ہی جانیں اُسکو شرعی رو سے بیان کیا ہے

ابوعبداللہ محمد بن ظفر شمیری بڑے شیخ عارف عربی صاحب کرامات و علامات تھے شروع زمانہ میں بہت ریاضت کرتے اور خلوت میں رہا کرتے تھے۔ آپ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے۔ کہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں اور آپ نے اُن کے

علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں بہت محبت تھی دونوں نے ساتھ حج
کیا اور مکہ مکرمہ میں سات سال تک ساتھ رہے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ دونوں میں سے
جو پہلے مرجائیگا۔ دوسرا اسکے بعد اور نکاح نہ کرے گا شیخ کی وفات پہلے ہو گئی تو آپکے
انتقال کے بعد معزز لوگوں میں سے متعدد نے پیامات بھیجے مگر انہوں نے وفاء عہد کے لئے
نکاح کرنا پسند نہ کیا اتفاق سے شیخ مبارز بن غانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر
والوں کو پیام دیا ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا
شیخ کی بیوی اس وقت شیخ کی قبر پر ہی رہا کرتی تھیں یہ لوگ وہ شیخ مبارز دیں قبر پر آئے
اور ان سے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو یا تو ہم تمہارا نکاح کر دیں ورنہ تم یہیں رہو یا تم کو اپنے شہر
لیجائیں اور ان کے گھر کے لوگ بڑے گھرانہ کے اور صاحب ثروت لوگ تھے آل سعید نام سے معروف تھے مگر انہوں نے شیخ
کے مزار پر رہ سکنے کی طمع میں نکاح کرنا اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے وہیں ان کا نکاح کر دیا جب شب زفاف کا دن آیا اور یہ اُس
کی تیاری کرنے لگیں تو یہ تیاری میں مصروف تھیں کہ دفعتاً انکو نیند کا جھونکا آیا آنکھ
کھلی تو بہت پریشان اور روتی ہوئی اور ان کے پاس شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جسکو وہ پہنا
کرتے تھے اور دفن کے وقت اُن کی وصیت کے موافق وہ اُن کی ہمراہ دفن کیا گیا تھا یہ پیٹتی
جاتی تھیں اور اس کپڑے کو بوسے دیتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ اول اللہ تعالیٰ سے معذرت
کرتی ہوں اور پھر اے ابن ظفر تم سے کہ مجھ پر زبردستی کیجا رہی ہے جب اُن کی گریہ زاری
بہت بڑھ گئی تو اُن کے گھر والوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کیا تم پہچانتے نہیں
کہ یہ کپڑا احمد بن ظفر کا ہے۔ جو ان کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں
ہاں ہم پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہ ان میں اور مجھ میں معاہدہ تھا۔ کہ ہم
میں سے جو پہلے مرجائے گا۔ دوسرا اس کے بعد نکاح نہ کرے گا۔ جب
تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ تو مجھے شرم آئی۔ کہ میں تم سے یہ واقعہ ذکر کروں
اس وقت جو ذرا میری آنکھ لگ گئی تھی۔ میں ان کو خواب میں دیکھا فرماتے
ہیں اے فلاں کیا معاہدہ والے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ میں ان سے معذرت کی۔ کہ
تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اسپر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے لیکن تم ان کے متعلق ان

سے کہدیا انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لئے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پہ مجبور نہ کرو اُن لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارز بن غانم کو دکھایا اور سب حال سنایا شیخ مبارز نے اُسے دیکھا تو اُن پر ایک حال طاری ہوا اور انکو طلاق دیدی اور فوراً وہاں سے اپنی رباط کو چلے گئے اور پھر اسکے بعد اُن کی زندگی کچھ دن بھی نہ ہوسکی اسکو امام شرجی نے بیان کیا ہے اور اس میں شیخ محمد کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو سب سے بڑی یہ کہ باوجود ساتھ دفن کئے جانے کے کپڑا نکال کر دیدیا دوسرے پہلے سے اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کرنا تاکہ بعد میں لوگوں کیلئے علامت بنا کر نکال دیں وغیرہ وغیرہ ان فقیہ محمد کا مزار موضع مردع میں ہے جو مدینۃ الجند کی شرقی جانب ایک مرحلہ کے قریب ہے اور جندی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں زیارت کے ارادہ سے ان کی قبر مبارک پر پہونچا کئی روز قیام بھی کیا ہے اور اُن کی برابر میں اُن بیوی کی بھی قبر ہے اور ان ہی بزرگ کی برکت سے ان کا یہ موضع دشمنوں سے محفوظ ہے کہ جب کوئی شخص اسکیلئے بُرائی کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو رسوا کردیتے ہیں ص ۱۴۰/۱۴ کل ۱ صفحہ ۱ سطر ——— ۵ ۱۴۰/۱۴

اور آپ کی قبر مبارک کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی ہے ۔

محمد ابو المواہب شاذلی بڑے عارفین اور ائمہ علمائے عاملین میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت ہی کثرت سے کیا کرتے تھے گویا کہ حضور سے جدا ہی نہ ہوتے اور گویا ایسے تھے کہ بیداری میں دیکھ رہے ہیں انہوں نے اپنے یہ خواب ایک کتاب میں جمع کئے ہیں میں نے اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا تو میں نے اسکو ان بزرگ کی زبردست کرامت سمجھا ہے بیان ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے اور کسی معاملہ میں عرض معروض کرتے پھر دوبارہ خواب میں زیارت کرتے تو حضور اقدس اسی حدیث کو جو پہلے خواب میں فرمائی تھی مکمل فرما دیتے تھے بلکہ بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ یہ بزرگ بیداری میں بھی زیارت اقدس سے مشرف ہوتے تھے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپنے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے الحزب الفردانیہ بیداری میں پڑھی ہے امام شعرانی نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ یہ حضرت خواب میں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بکثرت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ میرے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں
حضور نے ارشاد فرمایا اللہ کی عزت وعظمت کی قسم جو اُن کو قبول نہ کرے گا یا ان کے باب
تم کو جھوٹا کہیگا وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا آتش پرست ہو کر مرے گا یہ خود شیخ ابو المواہب
کے قلم سے منقول ہے۔ اس کے بعد امام شعرانی نے ان کے بہت سے خواب اور بڑے فوائد
لکھیں ہیں اُنکو طبقات میں دیکھ لینا اور اُن میں سے بہت کچھ کو میں نے بھی کتاب افضل الصلوات میں
ذکر کردیا ہے صفحہ ۲۲ کل ۱۸ سطر ——— صفحہ ۱۷۲

محمد الحضرمی مجذوب چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے
کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم ومعارف پر کلام کرجاتے اور کبھی کبھی استغراق کی حالت
میں زمین وآسمان کے اکابر کی شان پر ایسی گفتگو فرماتے کہ اُس کے سننے کی تاب نہ ہوتی
تھی۔ آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس
شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ یک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب
میں شب باش ہوتے تھے۔ ایک بار ڈاکوں نے ان کے کپڑے چھین لینے کا ارادہ کیا تو آپ نے
اُن کے ہاتھوں کو اُن کے پہلوؤں میں گاڑ دیا۔ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی اور شہد پیش کیا
آپ نے تناول فرما کر یہ فرمایا شہد کو محفوظ رکھو۔ کہ میں لوٹ آؤں اور کوئی پندرہ منٹ غائب رہ کر
لوٹ آئے اور فرمایا ہم نے اسعد دین منوفی رح پر نماز پڑھی اور اُن کو دفن کر دیا ہے پھر
باقی شہد تناول فرمایا آپ کی وفات ۸۰۹ھ میں ہوئی ہے اور بھنسا کے ٹیلے پر دفن کیے
گئے ہیں آپ کا مزار دین ہے لوگوں کو معلوم ہے اور اِسکی زیارت کیجاتی ہے۔

محمد بن داؤد منزلاوی۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب عشاء کے بعد آپ کے یہاں
کوئی مہمان آتا اور آپ کے یہاں کوئی چیز اُسکے سامنے رکھنے کو نہ ہوتی تو آپ آگ پر ہانڈی چڑھاتے
تھے اور اُس میں پانی ڈال کر آگ جلادیتے تھے پھر کبھی تو اُس میں لوگ دودھ۔ چاول۔
دیکھتے کبھی میٹھے چاول کبھی گوشت اور شوربا اور کبھی کبھی مرغ کا گوشت آپ کی وفات دسویں
قرن کے شروع میں موضع تسبیہ میں ہوئی ہے اور اپنی خانقاہ کے پاس دفن ہوئے آپ کا

مزار مبارک سے لوگوں کو معلوم ہے اور اُس کی زیارت ہوتی ہے اسکو غزی ہونے بیان کیا ہے۔
محمد الجلجولی ابو العون الغزی۔ بڑے امام کبیر اور قطب مشہور اصل میں غزہ کے رہنے والے تھے پھر فلسطین کے علاقہ میں مقام جلجولیا میں سکونت پذیر ہوگئے پھر آخیر عمر میں رملہ منتقل ہوگئے اور تا وفات وہیں قیام فرمایا ہے شیخ امام علامہ ولی اللہ شیخ شہاب الدین رملی مشہور با بن ارسلان شافعی کتاب الزبد والے آپ ہی سے مستفید ہوئے ہیں آپ کی کرامتوں میں ابن الحنبلی نے اپنی تاریخ الانس الجلیل میں اپنے شیخ علامہ شمس الدین ضمیر دعی مصری کی روایت سے یہ ذکر کیا ہے کہ شیخ شمس الدین اور شیخ نور الدین دونوں شیخ محمد جلجولی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نور الدین نے شیخ ابو العون پر اپنا اہل علم ہونا ظاہر کیا شیخ ابو العون نے ان سے ایسا کلام کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کوئی فضیلت عطا فرمائیں اُسکے لیے مناسب ہے کہ وہ اُسے چھپائے پھر آپ نے ان کے واسطے ایک فرش جو سامنے رکھا تھا بچھایا اور اسپر انکو بٹھایا شیخ شمس الدین کہتے ہیں کہ شیخ نور الدین نے آپ سے شیخ کمال بن ابی شریف کے متعلق جو ابن ارسلان کی شاگردی کی وجہ سے انکے ہم استاد تھے سوال کیا فرمایا میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے کہ محمد بن ابی شریف اولیاء اللہ کے محبین میں سے ہیں۔

ابن الحنبلی کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عفیف الدین غزی حلبی نے بیان کیا ہے کہ وہ شیخ ابو العون کے مکان پر گئے تو وہاں کچھ بزرگ درویشوں کی ایک جماعت کو بھی دیکھا اور کچھ نصاری لوگوں کو بھی دیکھا جو بعض ضرورتوں میں شیخ کی حمایت حاصل کرنے کیلئے حاضر تھے انکو شیخ کے اُن لوگوں کو گھر میں رہنے دینے پر ناگواری ہوئی۔ اتنے میں شیخ آگئے اور فرمانے لگے کہ شیخ عبد القادر جیلانی کے مریدوں میں کسی نے عمدہ اور ردی ہونیکو کہا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ عمدہ ہمارے واسطے ہیں اور ہم ردی کیواسطے تو یہ ان کا ایک کشف تھا۔

ابن الحنبلی ہی کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت بھی پہونچی ہے کہ دمشق کے ایک ولی نے شیخ ابو العون کا حال اور شروع شروع کی کیفیت معلوم کرنا چاہی تو اُسنے ایک مرید کو بھیجا اور اُسکو نہیں بتایا کہ کسی وجہ سے اُسکو بھیجا جارہا ہے بس یہ فرمایا کہ سید ابو العون

کی زیارت کرآؤ اور کہدینا کہ آپکے بھائی فلاں شخص نے سلام کہا ہے اور دیکھنا کہ سب سے پہلے کہانے کی کیا چیز تمہارے سامنے رکھتے ہیں پھر جب لوٹ آؤ تو مجھے بتانا۔ مرید شیخ ابوالعوان کے یہاں حاضر ہوئے تو شیخ نے سب سے پہلے جو کہانے کی چیز انکے آگے رکھی قلقاس[ع] کی کھیر تھی جب وہ زیارت سے فارغ ہوکر اپنے شیخ کے یہاں واپس جانے لگے تو شیخ ابوالعون نے فرمایا جب تمہارے سب سے پہلی کہانیکی چیز کو پوچھیں جو تم نے ہمارے یہاں کہائی ہے تو کہدینا قلقاس تو یہ شیخ کا عجیب کشف تھا اور شیخ ابوالعون کے عالم وجود میں کے تصرفات میں سے یہ ہے جسکو شیخ محمد نے کہا دی۔ نے مجھے بیان کیا ہے کہ حلب والوں کی ایک عورت عورتوں کے مجمع میں حمام سے نکلی تو وزیر حلب کے گروہ کے ایک فوجی نے اسے اٹھالیا اور کسی رنڈی کے یہاں لیجانے لگا لوگ اس عورت کو اس سے نہ چھڑا سکے اچانک ایک شخص قاسم بن زنبل آگیا یہ بہت بہادر اور رعب داب کا آدمی تھا۔ اسنے اس فوجی کے مارا تاکہ اس سے عورت کو چھڑائے اتفاق سے وہ مرگیا تو وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا پھر اگلے روز صبح کو شہر میں آیا اور حمام میں داخل ہوا وزیر حلب کو اطلاع ملی تو ایک جماعت اسکے گرفتار کرنیکے واسطے بھیجی وہ لوگ حمام پر آپہونچے تو اسنے حمام والے سے کہا کہ مجھکو میرا پاجامہ اور خنجر دیدو اور نکل پڑا وہ لوگ الگ الگ ہوگئے اور یہ بھاگ گیا اور وہاں سے ایک باغ میں پہونچا اور شیخ ابوالعون کے وسیلہ پر دعا کی اسنے شیخ کو پہلے دیکھا تھا اور ان کا معتقد تھا تو اللہ [illegible] نے ان کی برکت سے بچا لیا۔ یہ ساحل کی راہ سے چلتا رہا حتی کہ جلجولیا پہونچ گیا تو شیخ ابوالعون کی خدمت میں حاضر ہوا اور انکے دامن کی پناہ لی شیخ رضی اللہ عنہ نے دعا دی اور کشف سے وہ تمام ماجرا بتادیا اور فرمایا تمنے شاہی ملازم کو کیوں قتل کیا ہے اسنے اس فوجی کے ساتھ جو معاملہ ہوا تھا اس کی معذرت پیش کی تو فرمایا اب تم کو امن دیدیا ہے پھر آپنے ایک خط وزیر دمشق قاصوہ یحیاوی کو اور ایک خط وزیر حلب کو لکھا اور اس سے فرمایا جاؤ لوگوں کو پانی پلایا کرو۔ اور یہ رعب داب کی حرکتیں چھوڑ دو عرض کیا بہت اچھا پھر جب شیخ نے وزیر حلب کو خط لکھدیا تو

[ع] قلقاس ایک بوٹی ہے اسکو پکا کر اس زمانہ میں کہایا جاتا ہے جسم کو فربہ کرتی ہے بلغم کو بڑہاتی کھانسی اور سینہ کے امراض کو رفع کرتی ہے ۱۲ منتہی الارب۔

اسنے عرض کیا کہ حضرت مجھے ڈر ہے کہ وہ حضرت کی سفارش قبول نہ کریگا اور مجھے قتل کر دیگا
اُس وقت مجلس میں شیخ نعمت صعیدی بھی تھے انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا اگر اُس نے تجھے
کچھ کہا تو میں اپنے ہاتھ سے اُن کی آنکھ نکال لونگا شیخ ابو العون نے شیخ نعمت کے ہاتھ کو
اس سے پہلے کہ وہ اُسے پورا اٹھائیں پکڑ لیا اور فرمایا اگر میں پورا ہاتھ اٹھانے دیتا تو یہ اُس کی آنکھ
نکال ڈالتے پھر قاسم شیخ ابو العون کا خط لیکر دمشق وزیر یحیٰ یادی صاحب کے پاس پہونچا انہوں
نے اس کی خاطر کی اور شیخ کے اعزاز کی وجہ سے اسکو ایک سو درہم عطا کئے اور وزیر حلب
کو ایک خط لکھدیا کہ شیخ کی وجہ سے وہ بھی خاطر کرے اور معاف کر دے تو وزیر حلب نے بھی اسکی
خاطر کی اور معاف کر دیا اور قاسم پانی پلانے کے کام میں لگ گیا اور خاص کر درویش پیاسوں کا
اہتمام کرتا تھا حتیٰ کہ صاحب ذکر خیر ہو گیا۔

شیخ محمد کنادی کہتے ہیں کہ شیخ ابو العون کی وفات سنہ ۹۱۰ھ میں ہوئی ہے اور شہر رملا
کے اندرونی جانب دفن ہوئے ہیں اور وہاں آپ کی قبر پر عمارت بنی ہوئی ہے اس کی زیارت
اور اُس سے برکت حاصل کیجاتی ہے اور یہ شیخ ابو العون اُن بزرگوں میں سے تھے جنکے ہاتھ
پر اللہ تعالیٰ نے بے انتہا کرامتیں ظاہر فرمائی ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شمار کرنے والا ہر روز کی مجلس
میں کرامتیں شمار کرتا تو پچاس سے زیادہ شمار کر لیتا اور آپ کا شہر صحیح صحیح اور بہت
زیادہ کشف اور درویشوں کی تربیت اور خلق خدا کے فائدہ سے ہوا ہے اور آپ مصر و شام
کے بادشاہوں میں تصرف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ کوئی بادشاہ آپ کی سفارش رد
نہ کر سکتا تھا۔ اسکو غزی رہ نے بیان کیا ہے۔

محمد مغربی شیخ و امام اور اکابر عارفین میں سے ہیں آپ مصر کے ترکوں کی اولاد میں ہیں
اور مغربی اسوجہ سے مشہور ہوئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک مغربی شخص سے نکاح
کر لیا تھا آپ نے طریقت حضرت ابو العباس سری رہ خلیفہ حضرت شمس الدین حنفی مصری سے حاصل
کی ہے امام شعرانی نے طبقات الوسطیٰ میں بیان کیا ہے کہ میں ان سے ایک دفعہ ملا ہوں لوگوں
نے ذکر کیا ہے کہ یہ صاحب مقام قطبیت میں تین سال رہے ہیں اور عالم غیب سے بہت
زیادہ خرچ کیا کرتے تھے ایسا بہت ہوتا تھا کہ کوئی مقروض حاضر ہوتا اور درخواست کرتا کہ

حضرت قرض کی ادائیگی میں میری اعانت فرمائیے تو آپ فرماتے اس بوریئے کا کنارہ اٹھاؤ ۔
اور جو کچھ اسکے نیچے ہے لیلو تو اکثر بوریئے کے نیچے اپنے قرض سے زیادہ پاتا آپ فرماتے قرض
ادا کر دو اور باقی کو اپنے خرچ میں لاؤ اور مصر کے تمام علماء علوم عقلیہ اور وہبیہ میں آپ کے معتقد تھے
اور آپ سے اُن علوم کا استفادہ کرتے تھے جو کبھی اُن کے سننے میں بھی نہیں آئے علامہ حمصی نے
اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ قاہرہ کے پل سنقر پر قیام رکھتے ہیں اور آپ کے کشف و
کرامات بالکل کھلی کھلی تھیں آپ کی وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی ہے اور باب القارفہ کے قریب
مدفون ہیں آپ کی قبر معروف ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے

محمد بن زرعہ مصری شیخ بزرگ صاحب احوال و مکاشفات ہیں اپنے گھر کی جالیوں ۔
میں قندیل کے قریب نشست رکھتے تھے اور جو کچھ انسان کے دل میں ہوتا تھا اسکو
بیان فرمادیتے تھے تین روز بولا کرتے تھے اور تین روز خاموش رہتے تھے ۹۱۳ھ میں وفات
ہوئی اور اپنے گھر کے اسی جالیوں والے حجرہ میں جس میں بیٹھا کرتے تھے مدفون ہوئے اسکو ۔
غزی رحمہ نے بیان کیا ہے ۔

محمد بن عبد الرحمن الاسقع باعلوی علم اور ولایت میں اپنے زمانہ کے امام تھے آپ کے ۔
شاگرد محمد بن علی خورد نے کتاب الغرر میں نقل کیا ہے کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص کے
گھر سے اُس کا کل مال اپنا بھی جو دوسروں کا امانت تھا وہ بھی سب چوری ہوگیا وہ خادم اِس ۔
واقعہ سے بہت زیادہ ۔ ۔ ۔ ۔ دلگیر ہوا اور اپنے شیخ سے آکر عرض کیا فرمایا خیلہ نامی گھاٹی میں جاؤ ۔
تم وہاں برکات کے نیچے تمام چوری کا مال پاجاؤ گے اور برکات چند پتھر تھے جو اس گھاٹی میں
مشہور تھے یہ خادم وہاں گیا اور تمام مال پالیا مـ ۱۴۲/۱ کل ا صفحہ ۱۴ سطر ——— مـ ۱۴۳/۱
آپ کی وفات ۹۱۸ھ میں ہوئی اور مقبرہ زنبل میں مدفون ہوئے ہیں قبر مبارک معروف ہے اسکی زیارت کی
جاتی ہے آپ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے فرمایا فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر دائیک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس ا

محمد صدر الدین البکری امام بزرگ عالم عامل متقی زاہد ہیں حضرت ابراہیم متبولی سے ۔ ۔
طریق حاصل کیا ہے بہت خاموش بزرگ تھے سوائے جواب کے خود کوئی بات نہ کرتے تھے

غلبہ خشوع کی وجہ سے دن رات میں کبھی آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاتے تھے۔ ان کی والدہ کا بیان ہے کہ جب یہ ان کے پیٹ میں تھے انہوں نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور نے ان کو ایک کتاب عنایت فرمائی۔ کہتی ہیں میں نے اسکی تعبیر یہ لی کہ نیک لڑکا ہوگا۔ آپ کی کراموں میں سے یہ ہے کہ جب حج کیا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو لوگوں نے سنا کہ حضور نے ان کے سلام کا جواب عطا فرمایا آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۱۸ھ میں ہوئی ہے اس کو غزیؒ نے بیان کیا ہے اور امام شعرانیؒ نے بھی جواب سلام کی کرامت اور وفات کو ذکر فرمایا ہے۔

محمد ابو القاسم عجلونی - دمشق کے رہنے والے بزرگ شیخ ومجذوب ہیں۔ غزیؒ ہی رکھتے ہیں۔ میں نے شیخ ہونے کناویؒ کے قلم کا لکھا ہوا پڑھا ہے کہ سید نجدہ حسینی حصنی اور ان کے بیٹے دونوں موضع مرجلہ میں تھے۔ وہاں سے دمشق کو لوٹ رہے تھے۔ جب غوطہ کے نشیب میں پہنچے تو ان شیخ محمد موصوف کو دیکھا اور سید نجدہ ان کو پہچانتے تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور پاس آ پہنچا۔ سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ فرمایا بغداد سے میں نے پوچھا کیا آپ کو شیخ خلیل عجلونی مجذوب کے متعلق کچھ معلوم ہے فرمایا ہاں ان کو بغداد میں نذر بنا دیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے سید نجدہ کہتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پیچھے تھا تو شیخ محمد موصوف غائب ہو گئے اور نہ معلوم کیسے چلے گئے آپ کی وفات ۹۲۰ھ کے بعد ہوئی ہے اس کو غزیؒ نے بیان کیا ہے

محمد شمس الدین دیروطی شیخ امام عالم فقیہ واعظ ولی تھے ان پر مختلف حالات آتے رہتے تھے۔ نظروں سے غائب بھی ہو جاتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک جماعت میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، اور ان کی نظروں سے مخفی ہو گئے۔ اور ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگ بغیر ان کے بیٹھے تھے اور پھر یہ درمیان میں پائے گئے ایک مرتبہ آپنے ایک کشتی کی طرف جس میں چور تھے۔ اشارہ کیا تو وہ رک گئی۔ پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی۔ اور سب چوروں نے آپکے ہاتھ سے توبہ کرلی۔ آپنے اپنی اہلیہ سے کہدیا تھا کہ انکار کا حجرہ تو مجھے شہید کیا جائیگا۔ اور اس کا سر ہوا میں اڑے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کر دیا۔

ف۔ جیسے مراتب ولایت میں قطب اور ابدال ہوتے ہیں ایسے ہی ترزند ہونے کا جو ہر وقت میں صرف چار شخص ہوتے ہیں۔ اصل کتاب کے ملنے

کہ اس مرض میں مرجائیں گے انہوں نے پوچھا بیٹیا تم کو یہ کیسے معلوم ہوا عرض کیا کہ مجھکو خضر علیہ السلام نے بتادیا ہے پھر ۹۲۱ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا اور دمیاط میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے، امام شعرانیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے آپکے صاحبزادہ حضرت سری نے بیان کیا ہے کہ انکو انکی والدہ نے بتایا تھا کہ انہوں نے شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ منکر نکیر کیساتھ کیسا معاملہ رہا فرمایا انہوں نے بہت نفیس گفتگو کی اور میں نے بھی عمدہ جوابات دیئے اسکو غزیؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عنان ۔ یہ امام شعرانیؒ کے شیخ ہیں مقامات عالیہ اور زبردست معرفت والے اکابر اولیاء میں ہیں آپ کی بہت بڑی بڑی کرامتیں ہیں ایک یہی ہے کہ آپ نے تقریبًا پانچ سو آدمیوں کو چھ پیالہ آٹے سے شکم سیر کر دیا تھا واقعہ یوں ہے کہ ان کے آس پاس کے شہروں کے درویش لوگ اس تعداد میں جمع ہو کر بحیری میں ان کے شہر آ گئے تھے۔ کیونکہ شروع شروع داڑھی نکلنے کے وقت انہوں نے وہاں کے رواج کے موافق کچھ کھانا پکوایا تھا تو اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ میری یہ لنگی لیجئے اور اس کو نڈے پہ ڈھک دیجئے۔ اور روٹی پکانا شروع کر دیجئے انہوں نے روٹی پکانا شروع کر دی یہانتک کہ وہ کوٹھری اور اس کا حجرہ اور آدھا گھر روٹیوں سے بھر گیا۔ تب آپ نے ان سے کہا کہ اب کونڈا کھول دیجئے۔ کھولا تو اسمیں آٹا نہ رہا تھا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو حق تعالےٰ کی مدد سے اس آٹے سے سارے شہر کو روٹیوں سے بھر دیتا۔ اور ایک شخص اپاہج اسکندریہ کی جامع مسجد میں رہتا تھا۔ جو شخص اس کو تنگ کرتا وہ کہدیتا کہ اے جوؤں جاؤ فلاں شخص کے پاس چلی جاؤ۔ اور اس کے تمام کپڑے جوؤں سے بھر جاتے تھے، اور وہ ہلاکت کو پہنچ جاتا تھا۔ یہ قصہ ان حضرت محمد صاحب کو پہنچا تو فرمایا مجھے اس کے پاس لے چلو لوگ لیگئے آپ نے اس سے فرمایا تو نے خدا کے راستہ میں سے جوں کے اور کچھ نہیں سیکھا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں کو پھینکدیا اور وہ نظروں سے غائب ہو گیا اور کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ شیخ نے اس کو کہاں پھینکا ہے شیخ لمتدی نے جو آپ کے فقراء میں فقیہ تھے۔ بیان کیا ہے کہ حضرت سید محمد صاحب نے ایک دن ایک قاصد کو محلہ میں حضرت ابو العباس کے پاس عشاء کے بعد بھیجا۔

اور فرمایا صبح کی اذان سے پہلے پہلے تم میرے پاس آجانا یہ گیا اور لوٹ آیا فرمایا تم کس راستہ گئے تھے اس نے عرض کیا میرے دل میں تو دریا کا خیال بھی نہیں آیا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا پھر شیخ نے آہستہ سے حاضرین سے فرمایا کہ اسکی ہمت و عزم کی وجہ سے دریا طے کردیا گیا تھا۔ اس لئے اس کو راستہ میں ملا ہی نہیں۔

اور مجھ کو شیخ عالم عامل محدث شیخ امین الدین امام عمری نے بتایا ہے کہ میں ایک سفر میں سید ابوالعباس غمری اور سید محمد بن عنان کے ساتھ تھا۔ گرمی سخت ہو رہی تھی۔ یہ دونوں راستہ سے ایک طرف ہوئے اور دو پتھروں پر بیٹھ گئے اور گرمی کی وجہ سے ان پر ایک چادر بچھالی۔ سید ابوالعباس کو پیاس بہت معلوم ہوئی۔ مگر پانی کہیں نہ تھا تو سید محمد بن عنان نے ایک طشت لے کر زمین سے پانی کا بھر دیا اور سید ابوالعباس کو دے دیا مگر سید ابوالعباس نے نہیں پیا اور یہ کہا اے شیخ محمد ظہور ظہور کو قطع کردیتا ہے (یعنی کسی کرامت کا ظاہر ہو جانا آئندہ کرامات کے ظہور کے سلسلہ کو منقطع کردیتا ہے انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر اس کے ظاہر ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو میں اسکو ایک چشمہ بنا کر چھوڑتا کہ قیامت تک اس سے انسان اور جانور سیراب ہوتے رہتے، اور یہ واقعہ شرقی بلاد میں ضبط کے علاقہ میں ہوا ہے یہ شیخ امین الدین رح کا بلفظہ بیان ہے اور وہ سچے لوگوں میں ہیں (جواب کا حاصل یہ ہے کہ حذ اس میں کرامت کا ظہور آئندہ ظہور کو منقطع نہیں کرتا۔ عوام میں ظہور قطع کرتا ہے) مجھ سے شیخ بدرالدین مشتومی رح نے بیان کیا ہے کہتے تھے کہ میں نے حضرت عبدالقادر دشطوطی رح سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ شیخ محمد بن عنان آسمان کے درجہ بدرجہ سے واقف ہے اور شیخ محمد بن عنان کے داماد شیخ شمس الدین طنجی نے بیان کیا ہے۔ کہ شیخ ایک جہاز میں دمیاط کی طرف جا رہے تھے، ایک شخص بہت کھانیوالا بھی اس جہاز میں تھا۔ لوگوں نے شیخ رح سے عرض کیا کہ اس نے آج رات بہت بڑی مچھلی اور ایک زنبیل کھجوروں کی کھائی ہے شیخ رح نے اس کو بلایا۔ اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور ایک روٹی کے دو ٹکڑے کر کے فرمایا کھاؤ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو تو اس آدھی روٹی میں اس کا پیٹ بھر گیا اور پھر مرتے دم تک ہمیشہ کے لئے انکی خوراک بھی آدھی روٹی رہی۔ آدھی روٹی سے زیادہ نہیں کھا سکا۔

جہار کے لوگوں نے شیخ کو دعائیں دیں کہ آپ نے ہم پر بہت تخفیف کر دی۔ شیخ امین الدین اور امام غمزی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مقبرہ برھنوش کی ایک قبر میں ایک شخص غروب سے صبح تک چلایا کرتا تھا لوگوں نے شیخ سے عرض کیا آپ مقبرہ تشریف لیگئے اور سورہ تبارک الذی پڑھی اور اللہ تعالےٰ سے اسکی مغفرت کی دعا کی اس رات کے بعد سے کسی نے اسکی آواز نہیں سنی لوگ کہا کرتے تھے کہ شیخ نے اس کی سفارش فرمادی اور میں نے شیخ علی الخواص سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں شیخ محمد بن عنان سے حضرت ابراہیم متبولی کے ہی ذریعہ واقف ہوا ہوں۔ میں غنیطہ میں انجیر بیچا کرتا تھا۔ برکتہ الحاج میں ان کے پاس تھا میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد میرا کام ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائیگا مگر وہ اسے انجام نہ دے سکیں گے۔ شیخ یوسف کردی نے عرض کیا حضرت آپکے بعد حجرہ شریفہ کی خدمت کون انجام دیگا فرمایا ایک شخص ہے محمد بن عنان جو عنقریب شرقی بلاد میں ظاہر ہوگا اور یہی حضرت علی الخواص کہتے ہیں کہ مجھ سے شمس الدین لاذقانی مالکی رحنے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن حضرت محمد بن عنان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں اسوقت وضو و نماز کے وسوسوں کی وجہ سے سخت ضیق میں تھا میں نے شیخ سے اسکی شکایت کی تو فرمایا ہمیں تحقیق ہے کہ مالکیہ کو طہارت وغیرہ میں وسوسے نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کی برکت سے محض اتنا فرمانے سے ہی میرے یہاں وسوسوں کا وجود نہ رہا اور آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ کسی ایسے مریض کے پاس آتے تو شدت ضعف کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ چکا ہوا ہوتا تھا۔ آپ اس کا مرض اپنے اوپر لیلیتے تھے۔ مریض اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ اور شیخ جب تک خدا تعالےٰ کو منظور ہوتا مریض ہو کر سو جاتے تھے، آپ کا اسی قسم کا واقعہ سید ابوالعباس غمزی اور سید علی البلبلی مغربی کے ساتھ بھی ہوا ہے امام شعرانی کہتے ہیں کہ سید علی کے واقعہ میں تو میں موجود تھا۔ شیخ فوراً اٹھے جامع ازہر کے وضو خانہ میں گئے۔ وضو کیا اور سو گئے۔ اور امام شعرانی شیخ علی البلبلی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد بن عنان ایک بار ان کے پاس آئے تو ان کو ایسا بیمار پایا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے پھر شیخ محمد تو ان کی جگہ پر لیٹ گئے اور شیخ علی تندرست ہو کر فوراً ایسے کھڑے ہو گئے۔ گویا ان کو کوئی مرض ہی نہیں تھا۔

پھر شیخ محمد بن عنان چالیس روز تک بیمار رہے۔ امام شعرانی نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ مجھ سے خود انہوں نے فرمایا کہ یہ شروع شروع میں حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کی چھت پر تین سال رہے ہیں اور سوائے نماز جمعہ اور شیخ عارف باللہ سید یحییٰ منادی کی حاضری کے درس کے اور کسی وقت نہیں اترتے تھے اور میں نے خود انکو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کے قیام کے زمانہ میں دنیا مرے لیے مسخر کردی گئی۔ تھی ہر شب میرے واسطے ایک برتن میں کھانا اور دو روٹیاں لاتی تھی لیکن میں نے کبھی اُس سے بات کی نہ اُس نے مجھ سے بات کی ہاں میں اُسکو پہچانتا تھا کہ یہ دنیا ہے۔

امام شعرانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب سونے کیلئے پاؤں پھیلانے چاہتے تو جس گوشہ کی طرف پاؤں پھیلانا چاہتا اُس طرف اولیاء اللہ میں سے کسی نہ کسی ولی کو پاتا تھا اُس گوشہ کی طرف جو باب البحر کی جانب سیدی محمد بن عنان کی طرف تھا پاؤں پھیلانے چاہے تو اُسکو بالکل ہی آپ کی قبر کی سیدھ میں پایا آخر میں بیٹھا بیٹھا سونے لگا تو وہ تشریف لائے اور میرا پاؤں پکڑ کر اپنی طرف کے گوشہ کی جانب پھیلا دیا اور فرمایا میری طرف کے گوشہ لبساط احمدی کی طرف پاؤں پھیلاؤ جب میں بیدار ہوا تو اُن کے ہاتھ کی نرمی میرے پاؤں میں محسوس ہو رہی تھی رضی اللہ عنہ۔

امام اشعری نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب غوری نے شریف برکات والی حجاز کو گرفتار کرنا چاہا اور شریف نے اُس کی جانب سے غداری کو معلوم کر لیا تو شیخ محمد بن عنان کی خدمت میں حاضر ہوا عصر کا بعد تھا اور ہم سب شیخ کے سامنے بیٹھے تھے شیخ اُس کے لیے اُٹھے اور معانقہ کیا۔ شریف نے عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ اُس وقت بھاگ نکلوں اگر آپ کا باطن میرے ساتھ ہو تو غوری مجھے نہ پکڑ سکے حتیٰ کہ میں اِن بلاد سے نکل جاؤں برکۃ الحاج کے قریب اونٹنیاں میرے انتظار میں ہیں۔ شیخ محمد رہ حجرہ میں تشریف لے گئے اور شریف صاحب انتظار کرنے لگے۔ شیخ دیر تک نہ نکلے اور وقت تنگ ہونے لگا تو مجھ سے اور شیخ حسن حدیدی خادم حضرت والا سے کہا کہ شیخ سے میرے لیے جلدی

ھ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا سلسلہ چھت تک پہنچ جاتا ہوگا مگر جمعہ کی فضیلت کیلئے امام کی قریب آنے کے واسطے اترتے ہونگے ۱۲ ع ہ

عرض کرو۔ ہم نے حجرہ کا دروازہ کھولا تو شیخ کو وہاں نہ پایا، تو دروازہ پھر بند کر دیا کچھ دیر بعد شیخ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں اور شریف صاحب سے فرمایا سوار ہو جا تم تک کوئی نہیں پہنچیگا۔ غوری کو دو روز کے بعد ان کی خبر ہوئی جبکہ یہ بلاد حجاز میں پہنچ چکے تھے ان کی تلاش میں اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا بھی مگر وہ ان کو نہ پا سکے یہ امام شعرانی کا بیان ہے۔

علامہ مناوی کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ اہل شرف میں سے ایک شخص نے آپ کی اہلیہ سے نکاح کرنا چاہا وہ عصر بعد مقسم کی جامع مسجد میں شیخ کی تربت کے سامنے کھڑا (تقاد اس پر غنودگی سے طاری ہو گئی) تو شیخ نے فرمایا کہ تجھ پر ساری دنیا تنگ ہو گئی۔ تو نے سوائے میری ہمبستر کے اور کسی کو نہ پایا۔ اور اس کے پہلو میں ایک نیزہ مارا وہ گھبرا کر جاگ اٹھا تو اس کے پہلو میں زخم جلی ہوئی سیخ کے رنگ کا نمایاں تھا۔ وہ اپنے وطن لے جایا گیا تو راہ میں مر گیا علامہ مناوی کہتے ہیں یہ اس لئے کہ درویشوں کے لگائے ہوئے زخم کا یہ خاصہ ہے کہ ان پر نہ کبھی کھرنڈ آتا ہے نہ ان میں کوئی دوا فائدہ دیتی ہے ان میں ان کی روح کارفرما ہوتی ہے اور یہ ایک واقف کار بتا رہا ہے۔

ارباب حکومت میں سے کسی نے (دکھانے کی تیاری کے) وقت پر آپ کے لئے آٹھ گھڑے شہد بھیجا تھا۔ وہ سب کے سب زمین پر گر کر ٹوٹ گئے۔ اور شہد خریدنے کا وقت نہ رہا تھا۔ آپ دریائے نیل کی طرف تشریف لے چلے اور فرمایا گھڑے ساتھ لے آؤ۔ گھڑوں کو اس کے پانی سے بھر دیا تو لوگوں نے ان میں شہد پایا۔ اور اس سے کھانا تیار کیا۔ فرمایا اللہ تعالٰی کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو حکام[ع] کے شہد سے بچا لیا۔ شیخ محمد بن عنان کی وفات ایک سو دس سال کی عمر میں ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ اور مقسم کی جامع مسجد میں باب البحر کے قریب دفن ہوئے ہیں۔ نماز جنازہ میں بڑے بڑے امام وقت اور سلطان طومان بائی بھی شریک تھے، سلطان نے شیخ کا پیر کھولا۔ اور اس پر اپنے رخسار ملتا رہا اور یہ دن بھی مصر میں بڑے ہجوم کا دن تھا۔

محمد بہاؤ الدین مجذوب۔ صاحب کشف ولی متقی تھے جو کہتے تھے اس کے خلاف نہ ہوتا تھا

[ع] کیونکہ حکام کی آمدنی اکثر مشتبہ ہوتی ہے جبر و ظلم و رشوت وغیرہ کا شبہ ہوتا ہے ۱۲

جب کوئی بات بیان کی ہے وہ ویسی ہی ہوئی ہے اور جب کسی حاکم کیلئے فرماتے کہ ہم نے تم کو معزول کر دیا ہے تو وہ اسی دن یا اسی ہفتہ معزول ہو جاتا تھا۔ یا یہ فرماتے کہ ہم نے تمکو حاکم مقرر کر دیا تو قریب ہی زمانہ میں وہ مقرر ہو جاتا تھا۔ شعراوی نے بیان کیا ہے کہ یہ آپکے ساتھ ایک ولیمہ میں شریک تھے۔ آپ نے ایک پانی والا گھڑا اٹھایا۔ اور چھت کی طرف کو پھینک دیا۔ ایک عالم موجود تھے کہنے لگے وہ گھڑا توڑ دیا فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو اور گھڑا صحیح سالم زمین پر آ گیا۔ یہ عالم چند سال بعد شیخ سے ملے تو فرمایا جھوٹے گواہ کو جس نے بلا علم شہادت دی تھی۔ کہ گھڑا ٹوٹ گیا سہلاً وسہلاً آپکی وفات سنہ ۹۲۲ھ میں ہوئی یہ غزی کا بیان ہے۔

محمد رویجل شیخ بزرگ مجذوب تھے۔ مصر میں ننگے رہتے تھے ایک بھٹیارے کی بھٹی میں سو یا کرتے تھے۔ اس میں انگارے ہوتے تھے مگر آپ کو جلاتے نہ تھے۔ شعراوی نے اپنے شیخ شیخ الاسلام شہاب الدین رملی سے نقل کیا ہے کہ مجھکو جو کچھ علم اور افتاء حاصل ہوا ہے اسکی اصل شیخ محمد رویجل کی دعا ہے وہ میرے پاس میرے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے سرہانے کھڑے ہوئے اور فرمایا تم پر علم کا فتح باب ہوگا۔ اور چلے گئے۔ اور جب سلطان سلیم بن عثمان کا لشکر مصر میں داخل ہوا۔ تو یہ کہتے پھرتے تھے، رویجل کا کیا گناہ ہے کہ لوگ اس کی گردن کاٹتے ہیں۔ اور شیخ محمد بن عنان کی (تربت کی) جالیوں کے پاس گئے وہاں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے حضرت رویجل کا کیا قصور ہے کہ لوگ اس کا سر کاٹتے ہیں۔ پھر جامع مسجد سے باب البحر کی طرف سے باہر نکلے۔ تو بولاق کے راستہ میں لشکر نے آپ کا قتل کر دیا یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ھ میں ہوا اور مقبرہ جزیرہ میں مدفون ہوئے۔ یہ غزی کا بیان ہے۔

محمد بدخشی یا بلخشی شیخ بزرگ امام عارف صوفی حنفی تھے۔ دمشق میں قیام کرتے تھے خواجہ محمد قاسم سے جو خواجہ عبید اللہ سمرقندی عارف و عالم کی اولاد سے تھے نقل ہے کہتے ہیں کہ میں مولانا اسمٰعیل شروانی کی خدمت میں جو خواجہ عبید اللہ کے خاص لوگوں میں سے تھے حاضر ہوا کہ آپنے مجھے مطالعہ کتب کی ترغیب دی۔ میں نے وقت نہ ملنے کا عذر پیش کیا پھر شیخ محمد اللہ بدخشی کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا شاید تم مولانا اسمٰعیل کے پاس گئے تھے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ تم کو مطالعہ کتب کی ترغیب دیتے تھے عرض کیا جی ہاں فرمایا تم ان کی بات کی طرف التفات نہ کرد بلکہ اپنے چچا صاحب کے پاس

قرآن شریف سورۂ العادیات تک پڑھا تھا۔ اور اتنا تک مجھے اس علم کی جس کو مولانا محمد اسمٰعیل کہتے ہیں حاجت نہیں ہوئی اور میں ان کے احوال کو نہیں پہچانتا۔ کبھی تو ان کو اعلیٰ علیین میں دیکھتا ہوں اور کبھی اسفل السافلین میں خواجہ محمد قاسم کہتے ہیں کہ پھر میں مولانا اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا شاید تم شیخ محمد اللہ خشنی کے پاس گئے تھے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا مطالعہ سے منع کرتے تھے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا مطالعہ میں تمکو فائدہ بہت پہنچیگا۔ تمہارے جد اعلےٰ خواجہ عبداللہ آخر عمر میں تفسیر بیضاوی کا مطالعہ کیا کرتے تھے پھر مولنا اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد اللہ خشنی کے ساتھ میرا حال عجیب ہے جب میں ان کی صحبت پسند کرتا ہوں تو اپنے کو ان کی نظر میں اعلےٰ علیین میں دکھا دیتا ہوں۔ اور جب ترک صحبت چاہتا ہوں تو ان کی نظر میں خود کو اسفل السافلین میں دکھا دیتا ہوں۔ غزیؒ فرماتے ہیں کہ مولنا اسمٰعیل شروانی اور مولنا محمد اللہ خشنی دونوں نے خواجہ محمد قاسم کو خیر خواہانہ نصیحت کی اور اس راستہ کی راہنمائی فرمائی جنہیں ان پر معرفت کی راہیں کھولی گئی تھیں۔ مولنا اسمٰعیل صاحب نے طریق مطالعہ عادت اہل علم کی ہدایت کی اور شیخ بدخشی نے حق تعالےٰ کی طرف بالکلیہ متوجہ ہونے اور اسباب میں سے ہر سبب سے قطع نظر کر لینے کی ہدایت فرمائی۔ اور اس قصہ نے دونوں کے کمال کشف کو کھول کر رکھ دیا گیا۔

شیخ محمد اللہ خشنی کی وفات دمشق میں ۹۲۳ھ میں ہوئی اور مقام سفح میں شیخ محی الدین بن عربی کی پائنتی مدفون ہوئے ہیں اور مولنا محمد اسمٰعیل شروانی علوم عقلیہ ونقلیہ کے امام حنفی المذہب بڑے اولیاء میں تھے۔ شیخ عارف باللہ خواجہ عبید اللہ سمرقندی رح کی خدمت میں رہے۔ انہی سے تربیت حاصل کی۔ اور اصحاب تکمیل میں ہو گئے۔

جب خواجہ عبید اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تو یہ مکہ مکرمہ چلے گئے وہیں وطن بنالیا۔ اور ۹۴۲ھ میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس سب کو غزی رح نے بیان کیا ہے۔

لہ لیکن ایسے میں طالب ویڑی تشویش لاحق ہو جاتی ہے۔ ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے۔ اس لئے طالب نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا۔ اس لئے متاخرین حضرات محققین نے ایک وقت میں ایک ہی شیخ کو ضروری بتایا ہے بلکہ زیادہ احتیاط والے بزرگوں نے دوسرے مشائخ کے پاس جانے کو بھی ناپسند کیا ہے کہ مبادا دوسرا رنگ دیکھکر پہلا بھی کھو بیٹھے۔ اور پھر نہ ادھر کا رہے نہ ادھر کا ۔ (باقی آئندہ)

محمد فرفور - مجذوب اور چیخنے چلانے والے تھے۔ داڑھی منڈی ہوئی رہتی تھی آپ کی کرامتیں بہت ہیں۔ جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ لیموں فروخت کیا کرتے تھے ایک لیموں ایک پیسہ کو دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی بیماری ہوتی اور وہ ان کے لیموں سے کچھ کھالیتا تھا۔ اچھا ہوجاتا تھا اور ان کے ایک بھائی جامع ازہر کے دروازہ پر سبزی فروخت کیا کرتے تھے جو اس کا ایک پتہ کھالیتا تھا۔ شفایاب ہوجاتا تھا۔ خاص لوگوں میں سے ایک شخص نے شراب پی لی تھی۔ اس کے گلے میں ایک غدود ہو گیا اور بڑھ گیا حتی کہ سارے حلق کو بند کردیا خواص نے اس سے کہا کہ ان شیخ کی سبزی کا ایک پتہ جو جامع ازہر کے دروازہ میں بیچتے ہیں لیکر کھالو اس نے لیکر کھایا تو فوراً ہی وہ غدود گر پڑا اور وہ اچھا ہو گیا۔ شیخ محمد فرفور کا انتقال ۹۲۴ھ میں ہوا ہے۔ اس کو مناوی نے بیان کیا ہے۔

محمد الخراسانی العجمی - عالم باعمل بے تکلف لطیفہ سنج واعظ سخت سخت دلوں کو موم کر دینے والے تھے۔ آپ کی خرقہ پوشی کی سند شیخ نجم الدین البکری مقیم حلب سے ملتی ہے ابن الحنبل نے ذکر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین نصیبی اور شیخ جبرائیل کردی نے جب یہ حلب آئے اسکی کسی حالت پر انکار بھی کیا ہے ص ۱۷۷/۲۶ کل ۲ صفحہ ۲۲ سطر..... ص ۱۷۷/۲۷ اول الذکر صاحب سے عرض کیا گیا کہ ان سے ملنے میں تو کوئی حرج نہیں ورنہ بغیر ملے انکار کی کوئی وجہ نہیں وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر شیخ بزرگ ہے تو آج ہم کو نان دودھ اور شہد کھلا دینگے اور دو باتیں پوچھیں گے پھر شیخ نے ایسا ہی کیا جو ان کے دل میں تھا اور دوسرے صاحب کا یہ قصہ ہے کہ انہوں نے ان شیخ کا دروازہ کھٹکھٹا اور اندر داخل ہوئے تو شیخ نے ان سے معانقہ کیا انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ آپ کی غیبت مجھ سے صادر ہوئی ہے مجھے معاف فرما دیجئے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں ایک غار میں ہوں آپ تشریف لائے اور آپنے فرمایا منہ کھول میں نے منہ کھولا اور آپنے میرے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈالدی جس کو نہ میں نگل سکا نہ اگل سکا۔ تو آپنے فرمایا کہ تم نے میری غیبت کی ہے میں نے توبہ کی پھر جب توبہ کرلی تو وہ چیز جو آپ نے میرے حلق میں ڈالدی تھی ایسی ہوگئی۔ کہ گویا شکر ہے میں نے اس کو نگل لیا۔ آپنے میرا ہاتھ پکڑا

اور مجھے حیرانی سے نکال یا سارا قصہ بیان کر دیا تو حضرت شیخ نے معاف فرما دیا۔ ابن الحنبلی رح
نے شیخ الشیوخ موفق بن ابی ذر سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دن بین النوم والیقظہ تھے دیکھا کہ
ایک پردہ ان کے مکان پر آ ٹھہرا اور دیر تک لیٹ پوٹ ہوتا رہا کہتے ہیں کہ میں گھبرا کر جاگ گیا
مگر پھر کپڑا اس کے اوپر کو کھینچ لیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ یہ شیخ خراسانی کی روح ہے اس کے
بعد چند ہی دن گزرے تھے کہ شیخ خراسانی کی وفات ذوالحجہ ۹۲۵ھ میں ہو گئی آپ کے دفن کے
دن بہت مجمع تھا اور قبر مبارک پر شہر حلب کے باب الفرج کے باہر عمارت بنا دی گئی ہے جس
کو امیر یونس عادل نے بنایا ہے اس کو غزی رح بیان کیا ہے۔

محمد الشربینی: شیخ بزرگ ولی صاحب کشف بڑے امام اور اولیاء کبار میں سے تھے
مشرقی نواح مصر کے درویشوں کی ایک جماعت کے شیخ اور صاحب حالات
و مکاشفات تھے تمام اطراف زمین پر ایسے کلام فرماتے تھے کہ گویا آپ کی پرورش وہیں
ہوئی ہے امام شعرانی کہتے ہیں کہ جب ان کے بیٹے احمد بہت کمزور ہو گئے اور موت کے قریب
پہنچ گئے اور حضرت عزرائیل روح قبض کرنے کیلئے آ گئے تو آپ نے حضرت عزرائیل سے فرمایا
اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور ان سے رجوع کرو کیونکہ اب یہ معاملہ منسوخ ہو گیا ہے حضرت
عزرائیل واپس ہو گئے اور میاں احمد تندرست ہو گئے اور اس کے بعد تیس سال تک زندہ رہے
آپ کو جس چیز کی گھر وغیرہ کی ضرورت کیلئے حاجت ہوتی ہوا میں ہاتھ کر کے لے لیتے اور گھر والوں
کو دیدیتے تھے امام شعرانی رح فرماتے ہیں۔ کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ
تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں
اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس
ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے
پاس قیام رکھتے ہیں اور انہی متفرق صورتوں اور مختلف شکلوں میں آتے جاتے رہنے کی وجہ سے

عہ اسمیں کوئی استبعاد نہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے واسطے پہلے سے یہ مقدر ہو جس کا نہ ان کو علم
ہونا ضروری ہے نہ حضرت عزرائیل کو صرف حق تعالے کے علم میں ہو کہ فلاں وقت قبض روح کیلئے فرشتہ بھیجا جائیگا
یہ دعا کرینگے اور فلاں وقت تک جو عمر ہوتی ہے پوری کر دیجائیگی اب مسلوبیت پر اشکال ۱ حضرت عزرائیل کے حاشیہ پر ۱۲

کسی عالم نے ان پر ترک جمعہ کا اعتراض کیا تھا تو پھر ان کو مکہ مکرمہ[عسہ] میں جمعہ پڑھتے دیکھا آپکے صاحبزادے
احمد فرماتے ہیں کہ آپ اپنی لاٹھی کو فرماتے کہ ایک بہادر انسان کی صورت میں ہو جاؤ۔ تو وہ فوراً اسی
صورت میں ہو جاتی اور آپ اس کو اپنے کاموں میں بھیج دیتے تھے اور پھر وہ لاٹھی کی لاٹھی بنجاتی۔
سید محمد بن ابی المعالی کہتے ہیں کہ ایک طالب میرے یہاں سے شیخ شربینی کے یہاں بھاگ گیا
پھر جب وہ آیا تو میں نے پوچھا کہاں تھا اس نے کہا شربینی صاحب کے یہاں۔ میں نے کہا
میں اسوقت تک تجھ کو مارتا ہوں گا جبتک تیرے چلانے پر شربینی صاحب آ نہ جائیں۔ میں
اس کو مارنے کیواسطے آگے بڑھا تو شربینی صاحب اس کے سر پہ کھڑے تھے اور فرمایا کہ میں
سفارش کرتا ہوں میں نے چھوڑ دیا تو شیخ غائب ہو گئے۔ اور آپ جب دریا سے عبور کرنا چاہتے
اور ملاح کہتا کہ کرایہ لائیے آپ فرماتے اے درویش ہم کو تو اللہ کیواسطے ہی عبور کرا دے تو اس طرف
پہنچا دیتا تھا ایک روز اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ تمہارے اس ظلم نے تو ہمیں تنگ کر دیا ہے
شیخ نے فرمایا سبحان اللہ اور لوٹے کو جھکایا اور دریا کا تمام پانی اس میں لے لیا۔ یہانتک کہ
کشتی زمین پر کھڑی ہو گئی ملاح نے توبہ کی اور معافی چاہی۔ تو آپنے لوٹا الٹا کر دیا۔ اور تمام پانی
جیسے تھا لوٹ آیا اور جب آپ کو گھر کے لئے یا مہمانوں کیواسطے شہد دودھ شیرہ وغیرہ کی ضرورت
ہوتی آپ خادم کو فرماتے یہ لوٹے لیجاؤ۔ اور دریا کے پانی سے بھر لاؤ وہ بھر لاتا۔ تو اسمیں شہد دودھ
وغیرہ جس کی ضرورت ہوتی وہی پاتے۔ مکہ مکرمہ کا ایک خطیب آپ پر اعتراض کیا کرتا تھا ایک
دن وہ ممبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ اس کو حدث ہو گیا یا یہ یاد آ گیا۔ کہ احتلام ہوا تھا اور اس نے
غسل نہیں کیا۔ شیخ تشریف فرما تھے آپنے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے آپ کی آستین

عسہ یہ اشکال نہ ہو کہ جمعہ تو اس جگہ پہ فرض ہے اگر جسد مثالی نے مکہ مکرمہ میں جمعہ ادا کیا تو فرض ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ
یہ بھی تو ممکن ہے کہ بطور طی مسافت کے خود جسد مکہ مکرمہ جاتا ہو اور جسد مثالی یہاں رہتا ہو لیکن بزرگوں
کے ایسے واقعات سے جو دغاباز مکار ذلیل لوگ حجت لیتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ
پڑھتے ہیں وہ صریح دھوکہ ہوتا ہے نہ یہ مقام سہل حاصل ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو حاصل ہو جائے۔
جن لوگوں کا یہ مرتبہ ہوتا ہے وہ زبان سے دعوے کرتے ہیں نہ انکے حالات ایسے ہوتے ہیں پھر دنیا کو تو دھوکہ
دیا جا سکتا ہے مگر حق تعالےٰ کو تو حقیقت معلوم ہے۔ لہذا یہ صریح دھوکہ اور غلط خود غرضی سے شعبدہ گری ہے [illegible] ہو جاتا ہے
پکا ہے

کو گلیوں کی طرح پایا۔ وہ اس میں گھس گیا۔ تو وہاں پانی اور لوٹا ملا وہاں جاکر پاک ہو کر شیخ کی آستین سے نکل آیا اور اعتراضات سے باز آگیا اور آپنے ابن عثمان (بادشاہ) کے فاتحانہ طریق سے مصر میں داخل ہونیکی خبر دو سال پہلے دیدی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے، کہ تمیز داڑھی منڈے کو جڑ پکڑ آگئے۔ مگر لوگ بنی جراکہ (جنکی حکومت اسوقت تھی) کے انتظامات و استحکامات کی وجہ سے آپ پر ہنسا کرتے تھے اور آپ مجلس میں بار بار یہ کہا کرتے تھے کہ ۸ رصفر ۹۲۷ھ کو اللہ کا ایک بندہ انتقال کریگا، جو شخص اس کے غسل کا کچھ پانی لے لیگا اور اپنے پاس شیشی میں رکھیگا۔ اور برص والے کوڑھی اندھے اور بیمار کو لگا دیگا مرض اور اندھے پن سے شفا ہو جائیگی جس روز انکی وفات ہوئی اس روز لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے آپ خود اپنے کو ہی مراد لیتے تھے، تو آپکے غسل کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا حالانکہ لوگوں نے تقریباً چار مشکے آپکے اوپر بہائے۔ اسوقت یہ کہا جاتا تھا کہ غیبی لوگ آپکے غسل کا پانی لے جاتے ہیں آپ کی وفات جیسے کہ آپنے خبر دیدی تھی ۸ رصفر ۹۲۷ھ میں ہوئی ہے اور شربین کی خانقاہ میں دفن ہوئے اسکو غزی ؒ نے بیان کیا ہے

محمد بن عبدالرحیم المنیر البعلی امام شعرانی کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپکا نزع شروع ہوا میں نے بھائی ابوالعباس حریثی اور بھائی ابوالعباس غمزی کو اطلاع کی سبنے کہا کہ ہم بھی ان کی عیادت کیلئے چلیں گے۔ اور یہ طے ہوا کہ فجر کے بعد جو کچھ منٹ پہلے پہنچ جاوے وہ باب النصریہ پر انتظار کرے میں پہنچا تو لواب نے کہا کہ ایک جماعت یہاں ٹھہری تھی کچھ دیر انتظار کرکے خانقاہ کے راستہ پر چلدی مجھے خیال ہوا کہ یہ شیخ ابوالعباس غمزی ہونگے میں انکے پیچھے چلدیا۔ راہ میں ایک درویش کہ جسکی وضع قطع اہل یمن کی سی تھی ملا اس نے پوچھا کہاں کا قصد ہے میں نے کہا منیر صاحب کا اس نے کہا میرا بھی ارادہ ہے میرا گدھا لنگڑا ہے سردی کا زمانہ چھوٹا سا دن تھا سورج بلند ہوا تو ہم حضرت منیر صاحب کی خدمت میں پہنچگئے۔ میں حاضر ہوا۔ تو شیخ کو نزع میں پایا۔ تین روز سے بات بھی نہیں کرسکے تھے۔ فرمایا کون ہو۔ عرض کیا عبدالوہاب فرمایا بھائی تم نے مصر سے آنے کی تکلیف اٹھائی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر میرے لئے کئی دعائیں کیں جن میں ایک یہ بھی تھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں تمہارے ساتھ بہترین ستاری فرمائیں ظہر کے بعد میں نے رخصت کی اجازت لی اور عصر کے بعد تک خانقاہ میں حاضر ہو گیا پھر ابوالعباس آئے اور یہ خیال کیا کہ میں ابتک شیخ کے پاس نہیں گیا ہوں۔ فرمایا چلو میں نے عرض کیا میں تو

شیخ کے پاس سے ہو آیا ہوں۔ سلام کر آیا ہوں۔ اور علامت یہ ہے کہ ان کے سر کے نیچے سرخ رنگ کا تکیہ ہے تو یہ حضرت شیخ ہی کی کرامت تھی۔ کہ مصر سے اس قدر دور کی مسافت کہ عادۃً مسافروں کے اخیر میں پہنچتا ہے علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو عرفہ کے دن عرفات میں گنہ گار حاجیوں کے باب میں شفاعت کرتے ہیں اور ایسے تھے کہ جو شخص ان کو ستاتا تھا۔ بہت جلد ہلاک ہو جاتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ امام نووی کی کتاب الروضہ کو حفظ کیا کرتے تھے۔ اپنی خانقاہ سے قاہرہ روز آتے اور ابن امام الکاملیہ کے درس میں حاضر ہوتے۔ اور باوجود بعد مسافت کے اسی روز اپنی خانقاہ واپس ہو جاتے تھے۔ غزی کہتے ہیں کہ یہ شافعیؒ المذہب تھے انہوں نے چھیاسٹھ حج کیے ہیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں اس خوف سے کہ ان پاک مقامات پر پاخانہ کی ضرورت نہ واقع ہو صرف تین کھجوریں کھاتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی شہاب مناوی نے بار بار بیان کیا ہے کہتے تھے کہ مجھ سے میرے والد شیخ یونس نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے شیخ منیر کی صاحبزادی نے نقل کیا ہے اور یہ بہت صادق البیان تھیں۔ کہ ان کے والد نے شیخ عارف سید محمد بن عراق کے پاس جو حجاز میں تھے اپنے وطن بعل کا ایک تھان کپڑے کا لپٹا ہوا بھیجا جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا لا الہ الا اللہ شیخ شمس الدین نے ہمارے لئے کفن بھیجا ہے پھر آپ نے خشک کھجور کے چند بڑے بڑے دانہ انکو بھیجے جب وہ شیخ شمس الدین کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھکر بہت تعجب کیا۔ اور فرمایا اس تعداد میں ہماری عمر کے سال باقی رہ گئے۔ پھر ۹۲۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور بلبیس کی جانب اپنی خانقاہ میں دفن کئے گئے۔

محمد السروی مشہور بہ ابن ابی الحمائل عارفین کے استاد اولیاء کاملین کے امام تھے۔ شناویؒ وغیرہ نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خود ان سے سنا ہے نقل فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ فارسکو کی جامع مسجد کے منارہ میں تھا۔ کہ کچھ ہوا میں آنے والے درویشوں کی ایک جماعت گزری تو مجھے بھی اڑنے کی دعوت دی۔ میں بھی ان کیساتھ اڑنے لگا مجھے اپنے حال پر عجب پیدا ہوا تو میں دمیاط کے دریا میں گر پڑا اگر میں خشکی سے قریب ہوتا تو غرق ہو گیا ہوتا وہ سب چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے امام شعرانی فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر

میں جب ان پر سخت حال کا غلبہ ہوتا تھا اٹھکر کھڑے ہو جاتے تھے، دیواروں پر لاتیں مارنے لگتے تھے اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ یوسف الحریثی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خود شیخ محمد السروی کو دیکھا ہے کہ فاسکوئ کی جامع مسجد میں اپنر ایک حالت طاری ہوئی تو آپنے پانی کا بھرا ہوا مٹکا جس میں تقریباً تین قنطار پانی تھا۔ ایک ہاتھ پر اٹھالیا اور مسجد میں لئے لئے پھرتے گئے علامہ سناوی کہتے ہیں کہ آپ بڑے عالی ہمت اور بڑے ہوا میں اڑنے والے تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اڑ کر چلے جاتے تھے۔ شب میں ان حال کا غلبہ ہوتا تھا۔ تو غیر عربی عجمی ہندوستانی اور توبہ وغیرہ زبانوں پر تکلم فرماتے اور کبھی ساری رات قاق قاق کہتے رہتے اور کچھ ایسے لوگوں سے جو نظر نہیں آتے تھے باتیں کیا کرتے تھے اور غلبہ حال کیوقت جو کچھ کہدیتے تھے ایسے ہی ہو جاتا تھا مصر میں تشریف لائے زاویۃ الحمرا اور پھر زاویہ ابراہیم المواہبی میں سکونت رکھی اور وہیں انتقال فرمایا۔ ایک حاکم نے اصرار کرکے آپ کو بلایا۔ اور اپنی جگہ بٹھایا آپنے چھت بند کی طرف دیکھا تو فرمایا یہ چھت بند ہماری خانقاہ کے مناسب ہے اور اسوقت تک خانقاہ تعمیر نہیں کرائی تھی جب تعمیر کرائی کسی کو چھت بند خریدنے کیلئے بھیجا تو اس نے بازار میں وہی چھت بند بکتے پایا۔ وہ خرید لایا۔ وہی چھت بند اب تک ہے فرمایا کرتے تھے کہ جب درویش پر حال کا غلبہ ہوتا۔ اور پھر فرو ہو جاتا ہے تو جس وقت وہ فرو ہو جاتا ہے اس کی حالت شیر کی سی ہوجاتی ہے۔ وہ ہر شئے کو پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے حتیٰ کہ بیوی بچوں تک کو دینے اس حالت کے لطف کے جاتے رہنے سے اس کے ہوش و حواس بحال نہیں رہتے اور آپ مریدوں کے لئے دلائل الخیرات کی منزلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے دلوں کا انجلاء لا الٰہ الا اللہ جیسا نہیں ہوتا اور فرماتے ہم نے کسی غالب کو نہیں دیکھا جو دلائل الخیرات کی منزلوں کے پڑھنے سے رجال مقبولین کے مقام کو پہنچ گیا ہو ایک شہر والوں نے آپسے خربوزوں کے کھیت میں چوہوں کی کثرت کی شکایت کی فرمایا اس کھیت میں یہ ندا دیدو کہ محمد بن ابی الحمائل کا حکم ہے کہ تم لوٹ جاؤ۔

لعہ یعنی جو صرف منزلیں پڑھ لیتا ہو اور ذکر کی کثرت نہ رکھتا ہو وہ مقبولین کے پایہ کو نہیں پہنچتا۔ لا الہ الا اللہ افضل ترین ذکر ہے جو حدیث میں ثابت ہے اور دلائل ماثورہ نہیں ہے گو ثواب درود شریف کا ملے گا ۱۲

لعہ قنطار ایک ہزار اوقیہ اور اوقیہ سات مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک سیر سے قنطار تین سیر تیرہ چھٹانک ہوا اور تین قنطار دو من اٹھارہ سیر سات چھٹانک ہوا ۱۲

تو اس کھیت میں ایک بھی چوہا نہ رہا۔ ان کے شہر والوں نے سنا تو اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ اصل اجازت سے وہ نہیں ہوئی دینی کوئی ذرہ بغیر حقتعالے کی اجازت کے حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ چوہے بھی اجازت سے کرتے تھے جو کچھ کرتے تھے میں نے دعا کی اور وہ اجازت نہ رہی تو یہ باز آ گئے۔ یہ بزرگ ہوا میں اڑتے تھے دریا کی سطح کے تنکے اٹھا لیتے تھے اور کھلم کھلا پانی کی سطح پر ایسے چلے جاتے تھے کہ نظروں سے غائب ہو جاتے تھے پھر دونوں ہاتھ خون سے تر بتر کئے ہوئے واپس آتے اور فرماتے کہ ہم ایک شخص کیلئے گئے تھے جس کو دریا شور میں گرفتار کر رکھا تھا ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور کافروں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا ہے آپ کی وفات مصر میں ۹۲۲ھ میں ہوئی ہے اور اپنی خانقاہ میں دونوں شہر پناہوں کے درمیان دفن ہوئے ہیں۔

محمد الشناوی بڑے عارفین اور کامل و مکمل مرشدین میں سے تھے امام شعرانی کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے میلہ کو جو حجاج بن یوسف کے شہروں میں ہوتا تھا باطل کر دیا کیونکہ اس میں ایک بڑی مخلوق مر جاتی تھی اسلئے کہ حجاج بڑا دشمن اور ظالم تھا ان شہروں پر مسلط تھا سلطنت کی باگ ڈور اور میلہ کے تمام لشکر اس کے ہاتھ میں تھے اس پر کسی کا رعب نہیں تھا تمام شہروں سے لوگوں کو زبردستی لے لیتا تھا کہ وہ پیاس سے مر جائیں شیخ شناوی نے فقراء و مساکین پر ترس کھا کر اس کا مقابلہ کیا حجاج کے دل پر انکا اثر ہوا اور اسے خیال ہو گیا کہ شیخ ان شہروں میں اسکا جو کچھ معمول ہے اس کو باطل کر دیں گے تو اس نے ایک کھانا زہر ملا کر تیار کرایا اور شیخ اور ان کی جماعت کے سامنے پیش کیا جب سب لوگ کھانا کھانے بیٹھ گئے تو وہ کھانا شیخ کی برکت سے کیڑے ہی کیڑے بن گیا امام شعرانی کہتے ہیں جب میں نے آپ کو سیدی محمد بن ابی حمائل کی خانقاہ میں رخصت کیا تو فرمایا یہ ہی ملاقات نہیں ہے ایک مرتبہ ملاقات اور ضرور ہوگی جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو مجھ کو رویا سے علم ہوا کہ میرے دل میں ایک وارد نے ورود کیا اور یہ کہا کہ محلہ مرحوم کو چلو۔ میں نے اپنے دل کو اس خیال پر عمل کرنے سے روک سکا آخر شیخ کے اس فرمانے کی تصدیق کیلئے کہ ایک مرتبہ اور ملاقات ضرور ہوگی چلد یا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نزع کیحالت شروع ہو چکی تھی آپنے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی توجہ اور عنایت سے پلک جھپکنے کی مقدار بھی خالی نہ چھوڑیں اور اپنے سامنے تمہاری ستاری فرمائیں پھر اسی رات آپکی وفات ہو گئی اسکو طبقات میں فرمایا ہے اور کتاب المنن میں فرمایا ہے کہ آپکے پاس چند بھائی کسی شخص کے قریب ریف سے

آگئے پھر اسکو جامع ازہر کے آس پاس کے لوگوں نے سن لیا تو وہ بھی آگئے یہاں تک کہ آپکے شیخ شیخ محمد السروی رح کی خانقاہ بھر گئی پھر گلیوں میں لوگوں کیواسطے بوریئے بچھائے گئے اور گلیاں بھی پر ہوگئیں آپ نے اپنے شیخ کے خادم سے فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانا بھی ہے اس نے عرض کیا کہ میرا اور میری بیوی کا کھانا ہے فرمایا تم اسمیں سے جبتک میں چاول پیالہ میں نہ نکالنا پھر آپنے اپنی چادر اس برتن پر ڈھک دی جسمیں کھانا تھا اور جمچے سے نکالنا شروع کیا حتیٰ کہ تمام حاضرین خانقاہ اور تمام باہر کے لوگوں کو وہ کھانا کافی ہوگیا امام شعرانی رح کہتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ غزی کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی رح سے بہت زیادہ عقیدت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شعراوی رح کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے، طبقات وسطی میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد بدوی رح سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے۔ اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو آپکی وفات سنہ ۹۳۲ھ میں ہوئی اور محلہ رح میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے ہیں آپ کی قبر معلوم ہے اسکی زیارت کی جاتی ہے:۔

الحمد للہ جلد اول جمال الاولیاء کی ختم ہوئی

مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور

قال اللہ تعالیٰ

کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یمریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ط ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ کرامات کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان میں معین ہے اس لئے کتاب

جمال الاولیاء

ترجمہ کتاب لامع علامات الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلفہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی جس کی تالیف کا اختتام ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ اور ۱۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے۔

جس کے معتدبہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر حضرت اقدس حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم فیوضہم نے فرمائی اور حضرت دام ظلہم العالی کے ارشاد سے بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا۔

(منگانے کا پتہ)

مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور